Social Studies
سماجی علم

CLASS VII
جماعت ہفتم

FREE

ناشر
حکومت تلنگانہ، حیدرآباد۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

سماجی علم
جماعت ہفتم
CLASS VII
Social Studies

Class-VII جماعت ہفتم

Social Studies سماجی علم

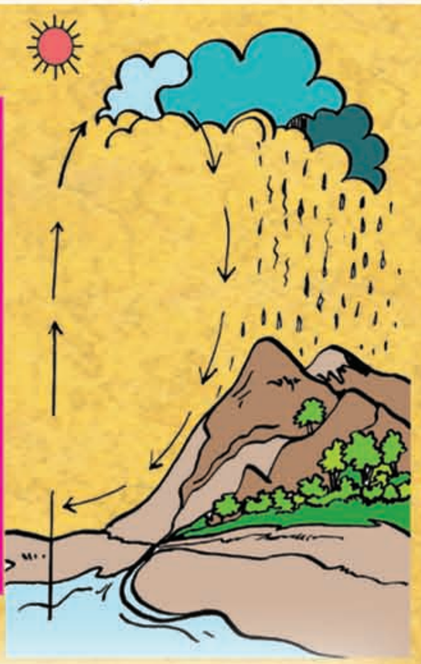

حکومت تلنگانہ
محکمہ ترقی نسواں و بہبود اطفال - چائلڈ لائن فاؤنڈیشن
جب اسکول یا اسکول سے باہر بدسلوکی ہو
خطروں اور مشکلوں سے بچوں کے تحفظ کے لیے
CHILD LINE 1098 NIGHT & DAY
جب بچوں کو اسکول سے روک کر کام پر لگایا جائے
جب افراد خاندان یا رشتہ دار بدتمیزی سے پیش آئیں
24 گھنٹے قومی ہلپ لائن
مفت خدمات کے لیے (دس......نو........آٹھ) 1098 پر ڈائیل کریں

IN ANY EMERGENCY
DIAL 100
TELANGANA POLICE
www.tspolice.gov.in
@ Telangana State Police

ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق وتربیت تلنگانہ حیدرآباد

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لیے ہے

SCERT TELANGANA

DO YOU KNOW DO'S AND DON'TS

FOR FACING THESE

NATURAL DISASTERS !

CHILDREN'S BILL OF RIGHTS

A child is every person under the age of 18 years. Parents have the primary responsibility for the upbringing and development of the child. The State shall respect and ensure the rights of the child.

- I have the Right to express my views freely, which should be taken seriously, and everyone has the Responsibility to listen to others. [Article-12,13]
- I have the Right to good health care and everyone has the Responsibility to help others get basic health care and safe water. [Article- 24]
- I have to Right to good education, and everyone has the Responsibility to encourage all children to go to school [Article- 28,29,23]
- I have the Right to be loved and protected from harm and abuse, and everyone has the Responsibility to love and care for others. [Article-19]
- I have the Right to be included whatever my abilities, and everyone has the Responsibility to respect others for their differences. [Article- 23]
- I have the Right to be proud of my heritage and beliefs, and everyone has the Responsibility to respect the culture and belief of others. [Article- 29,30]
- I have the Right to safe and comfortable home and everyone has the Responsibility to make sure all children have homes. [Article- 27]
- I have the Right to make mistakes, and everyone has the Responsibility to accept we can learn from our mistakes. [Article- 28]
- I have the Right to be well fed and everyone has the Responsibility to prevent people starving. [Article- 24]
- I have the Right to a clean environment, and everyone has the Responsibility not to pollute it. [Article- 29]
- I have the Right to live without violence (verbal, physical, emotional), and everyone has the Responsibility not to be violent to others. [Article- 28, 37]
- I have the Right to be protected from economic exploitation, and everyone has the Responsibility to ensure that no child is forced to work and is given a free and secure environment. [Article- 32, 34]

These rights and responsibilities are enshrined in the United Nations Convention on the Rights of the Child, 1989. It contains all the rights which children and young people have all over the world. The Government of India signed this document in 1992.

SCERT TELANGANA

سماجی علم

جماعت ہفتم

SOCIAL STUDIES - CLASS VII

مدیران

سری سی۔ این۔ سبرامنیم' ایکا لویا' مدھیہ پردیش

پروفیسر آئی لکشمی' شعبہ تاریخ' جامعہ عثمانیہ' حیدرآباد

ڈاکٹر ایم۔ وی سرینواسن' اسسٹنٹ پروفیسر

ڈی ای ایس ایس ایچ' این سی ای آر ٹی' نئی دہلی

ڈاکٹر ایم۔ وی۔ ایس۔ وی پرساد' اسوسی ایٹ پروفیسر

یونیورسٹی کالج برائے نسوان' کوٹھی' حیدرآباد

ڈاکٹر سی۔ دیاکر ریڈی' اسوسی ایٹ پروفیسر

یونیورسٹی کالج برائے نسوان' کوٹھی' حیدرآباد

شریمتی کے۔ بھاگیہ لکشمی

منچی پستکم' حیدرآباد

پروفیسر جی۔ اومکار ناتھ' شعبہ معاشیات

یونیورسٹی آف حیدرآباد' حیدرآباد

پروفیسر ایس۔ پدمجا' شعبہ جغرافیہ

جامعہ عثمانیہ' حیدرآباد

ڈاکٹر کے۔ نارائنا ریڈی اسسٹنٹ پروفیسر

شعبہ جغرافیہ' جامعہ عثمانیہ' حیدرآباد

شری کے۔ سریش

منچی پستکم' حیدرآباد

شری رام مورتی شرما

شعبہ تعلیمات' حکومت پنجاب

شری ایلکس ایم۔ جارج

ایکا لویا' مدھیہ پردیش

مدیر اُردو

ڈاکٹر مسعود جعفری موظف اسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ تاریخ' کاکتیہ یونیورسٹی

کمیٹی برائے فروغ واشاعت درسی کتب

محترمہ چارو سنہا، آئی پی ایس
(مشیر برائے جینڈر سنسٹویٹی)
ڈائرکٹر اے سی بی، تلنگانہ، حیدرآباد

شریمتی بی۔ شیشو کماری ' ڈائریکٹر
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت'
حیدرآباد

شری بی سدھاکر، ڈائرکٹر
گورنمنٹ ٹیکسٹ بک پرنٹنگ پریس
تلنگانہ، حیدرآباد

ڈاکٹر این او پیندر ریڈی،
پروفیسر و صدر شعبہ نصاب و درسی کتب
ایس سی ای آر ٹی، تلنگانہ، حیدرآباد

تعلیم کے ذریعے آگے بڑھیں
صبر و تحمل سے پیش آئیں

شائع کردہ: حکومت تلنگانہ' حیدرآباد

قانون کا احترام کریں
اپنے حقوق حاصل کریں

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

© Government of Telangana, Hyderabad.

First Published 2012
New Impressions - 2013 - 2014 - 2015 - 2016 - 2017,2018,2019,2020

All rights reserved.

No part of this publication may be reproduced, stored in a retrieval system, or transmitted, in any form or by any means without the prior permission in writing of the publisher, nor be otherwise circulated in any form of binding or cover other than that in which it is published and without a similar condition including this condition being imposed on the subsequent purchaser.

The copy right holder of this book is the Director of School Education, Hyderabad, Telangana.
We have used some photographs which are under creative common licence. They are acknowledge at the end of the book.

This Book has been printed on 70 G.S.M. Map litho
Title Page 200 G.S.M. White Art Card

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

SCERT TELANGANA

Printed in India
For the Director, Telangana Govt. Text Book Press,
Mint Compound, Hyderabad,
Telangana

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

مصنفین

ڈاکٹر کے۔لکشما ریڈی' سینئرلیکچرڈائٹ' کریم نگر

شری ایم۔نرسمہا ریڈی' GHM' ZPHS' پداجنگم پلی' YSR کڈپہ

شری کے لکشمی نارائنا' لیکچرڈائٹ' کرشنا

شری کے۔سبرامنیم' لیکچرڈائٹ' کرنول

شریمتی ٹی۔ایس۔ملیشوری' لیکچرر SIET' آندھراپردیش' حیدرآباد

شری کوریوی سرینواس راؤ' SA' MPUP اسکول' PR پلی' سریکاکولم

شری یو۔آنندکمار' SA' ZPHS' سیول' نظام آباد

شری شیخ رحمت اللہ' SA' ZPHS' بھاکرپیٹ' "YSR" کڈپہ

شری Ch رادھا کرشنا' SA' ZPHS' وینکٹاپورم' سریکاکولم

شریمتی بی۔سرلا' SA' ZPHS' انڈوکورپیٹ' PSR نیلور

شری بی۔شنکرراؤ' SA' ZPHS' دیوپلی' وزیانگرم

مترجمین

جناب محمد تاج الدین
ایس۔اے۔گورنمنٹ گرلز ہائی اسکول حسینی علم (نیو)' ضلع حیدرآباد

جناب محمد عبدالکریم
ایس۔اے۔ضلع پریشد ہائی اسکول' کویلی' منڈل کوہیر' ضلع میدک

جناب محمد عبدالمعز
ایس۔اے۔گورنمنٹ ہائی اسکول' سواران' کریم نگر

جناب محمد عطاءالرحمٰن
ایس۔اے۔ضلع پریشد ہائی اسکول (اُردو) لکشمی پیٹ' ضلع عادل آباد

جناب میر خورشید علی ہاشمی
ایس۔اے۔گورنمنٹ (گزیٹیڈ) ہائی اسکول نمبر-۱' ہائی اسکول عادل آباد

جناب محمد مظفراللہ خان
ایس۔اے۔گورنمنٹ ہائی اسکول درگما گڈہ' ضلع کریم نگر

جناب محمد سرور
ایس۔اے۔گورنمنٹ ہائی اسکول قاضی پورہ' جگتیال' ضلع کریم نگر

جناب محمد آصف الدین
ایس۔اے۔گورنمنٹ ہائی اسکول' اعظم پورہ نمبر-۱' ضلع حیدرآباد

محترمہ فرزانہ تحسین
ایس۔اے۔گورنمنٹ بوائز ہائی اسکول' فرسٹ لانسر' ضلع حیدرآباد

کوآرڈینیٹرس

محمد افتخارالدین
اُردو کوآرڈینیٹر' شعبہ نصاب و درسی کتب
ریاستی ادارہ برائے تعلیمی تحقیق و تربیت' تلنگانہ' حیدرآباد

این۔ایوب حسین
اسٹیٹ مائنارٹی و اُردو کوآرڈینیٹر
راجیوودیا مشن' حیدرآباد

مصورین

شری کوریلا سرینواس' SA' ZPHS' پوچم پلی' نلگنڈہ

شری ب۔کشورکمار' SGT' MPUPS' الوال' انومولو' نلگنڈہ

ڈی ٹی پی/لے آوٹ

محمد ایوب احمد' اسکول اسسٹنٹ' ضلع پریشد ہائی اسکول (اُردو) آتماکور' ضلع ونپرتی

☆ ٹی محمد مصطفےٰ' حبیب کمپیوٹرس' بھولکپور' مشیرآباد' حیدرآباد ☆ محمد ذکی الدین لیاقت' ممتاز کمپیوٹرس' شاہ گنج' حیدرآباد

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

ایک خط طالب علموں کے نام

میری ماں دن بھر کھیت میں کام کر کے گھر پر تھک کے پڑی ہے میں اس کے بازو بیٹھا ہوں ۔ مجھے حیرت ہے، کیوں عورتوں کی زندگی مختلف ہے؟ جب میں گھر سے باہر نکلتا ہوں تو مختلف لوگوں کو دیکھتا ہوں لوگ الگ الگ زبانیں بولنے والے، رسم ورواج والے، مجھے حیرت ہے یہ کون ہیں؟ اور یہ سب مختلف کیوں ہیں!!

میں اخباروں میں پڑھتا ہوں ہمارے کئی کسان جو ہمارے لئے غذا پیدا کرتے ہیں مایوسی کے عالم میں خودکشی کر رہے ہیں ۔ مجھے حیرت ہے اُنہیں کس بات کی مایوسی ہے۔ اور وہ کس وجہ سے نا اُمید ہیں ۔ جب میں شہر کی گلیوں سے گذرتا ہوں بڑی خوبصورت عمارتیں، سڑکیں، منادر، مساجد اور چرچ وکلیسا دیکھتا ہوں ۔ مجھے حیرت ہے یہ کس نے بنائے ان کی لاگت کیا ہوگی؟ میں یہ بھی دیکھتا ہوں گندی بستیوں میں ہزاروں لوگ کسمپرسی و بے بسی کے عالم میں رہتے ہیں مجھے حیرت ہے کیوں یہ لوگ شہر میں اچھی جگہ خوبصورت گھروں میں نہیں رہتے؟

میرے بزرگ بھی ان مسائل پر بات کرتے ہیں، بات ہوتی ہے صحیح لوگوں کا انتخاب کریں گے جو حکومت صحیح ڈھنگ سے کریں گے، مجھے حیرت ہے! ہم پر کون اور کیسے حکومت کرتا ہے؟ میرے دادا قدیم زمانے کے قصے سناتے ہیں ۔ جب راجا اور رانی رہتے تھے، مجھے حیرت ہے کیا یہ سچ میں ممکن تھا؟

میرے ذہن میں کئی سوال اُٹھتے اکثر مجھے تعجب ہوتا تھا کہ کیا ان کے جواب ہیں؟ شاید پورے سوالوں کے جواب کوئی نہیں جانتا اور کچھ کے جواب میں بھی نہیں جانتا، شاید مجھے اپنے بارے میں پتہ کرنا چاہئے! مگر کیسے!! کون میری مدد کرے گا!!!

عزیز/ پیارے دوستو ......

جو سوال آپ کے ذہن میں اُٹھ رہے ہیں کچھ ایسے اہم سوال ہیں جن کا ہر کوئی کچھ جواب چاہتا ہے ۔ بہت سوں کو ان کا جواب دینا آسان نہیں ہے ۔ کسی کے پاس بھی ایک معقول جواب نہیں ہے ۔ حقیقت میں کئی سوالوں کے جواب مختلف لوگ مختلف طور پر دیں گے۔ مسئلہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد شاید آپ کا بھی اپنا جواب ہوگا۔ سماجی علم مختلف سوالوں کے ذریعہ طریقۂ عمل کے ذریعہ سماج کو منکشف کرتا ہے ۔ جس میں ہم رہتے ہیں یہ ہمیں سمجھاتی ہے کہ مختلف لوگ سوال کے جواب مختلف کیوں دیتے ہیں ۔ مثال کے طور پر اگر آپ کسی سے پوچھیں کہ اسکول کے مقابلے میں کالج میں لڑکیوں کی تعداد کم کیوں ہے۔ مختلف لوگوں سے آپ کو مختلف جواب ملیں گے۔ اگر آپ پوچھیں کہ امیروں کی کالونی کے ساتھ گندی بستی کی صفائی کیوں نہیں کی جاتی ۔ پھر آپ کو مختلف جواب ملیں گے ۔ لوگ ان سوالوں کا جواب الگ الگ کیوں دیتے ہیں ۔ سماجی علم سے اس مسئلے کو بھی سمجھنے میں مدد ملتی ہے ۔

سماجی علم صرف مسائل کے جواب نہیں ڈھونڈتا بلکہ یہ ایک سخت طریقہ کے ذریعہ مطالعہ کرتا ہے ۔ یہ مسائل کو دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے ۔ یہ کس طرح فروغ پائے پھر کیوں اور کیسے بدل گئے ۔ کیا یہ ساری زمین پر یکساں ہیں یا دنیا کے مختلف جگہوں پر الگ الگ ۔ اس بارے میں مختلف نقطۂ نظر کو منکشف کرتا ہے ۔ کیا ماضی میں کم لڑکیاں کالج جاتی تھیں کیا ساری دنیا میں کالج کو کم لڑکیاں جاتی ہیں ۔ کیوں؟ کالج میں لڑکیوں کو پڑھانے کے بارے میں والدین کیا کہتے ہیں؟ اس بارے میں لڑکیاں اور اساتذہ کیا کہتے ہیں ۔ ماہر سماجی علم اس اہم سوال کا جواب دینے سے پہلے ان سب امور کو یکجا کرتے ہیں لیکن کوئی بھی ماہر سماجی علم آپ کو جامع یا مکمل جواب نہیں دے سکتا ۔ یہ آپ ہی ہیں جو فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کونسا جواب کار آمد، قابل قبول اور قابل عمل ہے ۔

مدیران

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

کچھ اس کتاب سے متعلق

زیرِنظر کتاب آپ کے سماجی سائنس کے نصاب کا ایک حصہ ہے۔ یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ اپنے اطراف واکناف پائے جانے والے سماج کے مطالعہ کے لیے آپ کی، کی جانے والی سرگرمیوں کا ایک حصہ ہے۔ تاہم اس بات کو ذہن میں رکھیے کہ یہ نصاب کا محض ایک چھوٹا سا جز ہے۔ سماجی سائنس کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ تجزیہ کریں اور اپنے کمرہ جماعت میں اپنی معلومات پر تبادلہ خیال کریں۔ اس کے علاوہ یہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ سوال کریں اور سوچیں کہ چیزیں ایسی کیوں ہیں جیسی وہ ہیں۔ آپ کے لیے اور آپ کے دوستوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ آپ کمرہ جماعت سے باہر، بازار، پنچایت آفس، میونسپل آفس، گاؤں کے کھیت، مندر، مسجد اور میوزیم وغیرہ جائیں اور مختلف چیزوں کے تعلق سے معلومات اکٹھا کریں۔ آپ کو کئی ایک افراد جیسے کسانوں، دوکانداروں، افسران، مذہبی افراد وغیرہ سے ملنا ہوگا اور اُس سے بات چیت کرنی ہوگی۔

یہ کتاب آپ کو مسائل کے ایک وسیع سلسلے سے بھی متعارف کروائے گی اور آپ کو اس لائق بنائے گی کہ آپ خود سے سمجھ سکیں گے۔ لہٰذا اس کتاب کی ایک اہم خاصیت یہ ہے کہ اس میں جوابات دستیاب نہیں ہیں۔ درحقیقت یہ کتاب ایک مکمل کتاب نہیں ہے۔ یہ اُس وقت ہی مکمل ہوگی جب آپ، آپ کے دوست اور آپ کے اساتذہ اپنے خود کے سوالات کمرہ جماعت میں ان تمام امور پر باریک بینی سے جائزہ لیتے ہوئے سیر حاصل بحث کریں گے۔ اس کتاب میں دی گئی باتوں/ چیزوں سے آپ اختلاف کریں گے مگر اُن کے اظہار میں گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ صرف وجوہات بتانے کی ضرورت ہے کہ آپ متفق کیوں نہیں ہیں۔ آپ کے خیال سے ہوسکتا ہے کہ آپ کے دوست متفق نہ ہوں مگر آپ کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اُن کا نظریہ مختلف کیوں ہے۔ آخر میں آپ خود نتیجے پر پہنچیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ اپنے جوابات سے اب بھی مطمئن نہ ہوں! اپنی ذہن سازی سے پہلے آپ مزید کچھ جاننا چاہتے ہوں تو ایسی صورت میں باریک بینی سے اپنے سوالات کی فہرست بنائیے اور پھر اپنے دوستوں، اُستادوں اور بڑوں سے درخواست کریں کہ وہ ان سوالات کے جوابات جاننے میں آپ کی مدد کریں۔

یہ کتاب سماجی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے مطالعہ میں آپ کی مدد کرے گی جیسے زمین وافراد کے درمیان فرق، لوگوں کا ذریعہ معاش، کس طرح افراد اپنی ضروریات کے لیے اشیاء مہیا کرتے ہیں۔ کس طرح وہ اس کا انتظام کرتے ہیں۔ کس طرح ہمارے سماج میں افراد آپس میں مساوی نہیں ہیں اور کس طرح وہ مساوات قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کس طرح لوگ مختلف خداؤں کی مختلف طریقوں سے عبادت کرتے ہیں اور آخر میں کس طرح وہ ایک دوسرے سے ربط رکھتے ہیں اور ایک مشترک تہذیب وتمدن کی تشکیل کرتے ہیں وغیرہ۔

چند ایک نکات ومعاملات کو سمجھنے کے لیے آپ کو زمین پہاڑوں، حیوانات، دریاؤں اور سمندروں کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ چند دوسرے اُمور کو سمجھنے کے لیے آپ کو جاننا ہوگا کہ سیکڑوں یا حتیٰ کہ ہزاروں سال پہلے کیا ہوا تھا۔ مگر سب سے زیادہ اہم یہ ہے کہ آپ کو باہر جانا ہوگا اور اپنے اطراف واکناف میں رہنے والے مختلف قسم کے لوگوں سے بات چیت کرنی ہوگی۔

اپنے کمرہ جماعت میں جیسے جیسے آپ اس کتاب کا مطالعہ کریں گے۔ کئی سوالات آپ کے ذہن میں اُبھریں گے۔ کچھ دیر کے لیے ٹھہر جائیے۔ ان سوالات کے جوابات دیجیے یا آگے بڑھنے سے پہلے تجویز کردہ مشاغل کو حل کیجیے۔ سبق کا تکمیل کرنا اتنا اہم نہیں ہے جتنا اہم سوالات پر بحث کرنا اور دیے گئے مشاغل کو حل کرنا ہے۔

کئی ایک اسباق ایسے ہیں جن میں منصوبائی کام دیے گئے ہیں جن کی تکمیل میں کچھ دن درکار ہوں گے۔ یہ منصوبائی کام آپ کے اندر سماجی سائنس کے میدان میں پوچھ تاچھ، تجزیہ وپیش کش جیسی صلاحیتوں کو فروغ دیں گے اور سبق میں دیئے گئے مواد کے مقابلہ یہی صلاحیتیں زیادہ اہم ہیں۔

اس بات کو یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ سبق میں دیے گئے مواد کو یاد کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جو کچھ اس میں دیا گیا ہے اُس پر غور کیجیے اور اُن کے تعلق سے آپ اپنی رائے قائم کیجیے۔

بی۔ شیشوکماری

ڈائریکٹر

ایس سی ای آر ٹی، اے پی، حیدرآباد

اظہار تشکر

ہم ڈاکٹر کے این آنندن ماہر لسانیات کیرالا، سری جتندر، سرورق ڈیزائنر، ایکالاویا، ڈاکٹر پی دکشنا مورتی، موظف نائب ڈائرکٹر تلگو اکیڈیمی، سری اے آر کے مورتی موظف نائب ڈائرکٹر تلگو اکیڈیمی، دیپا سرینواس، کرتیکا ومتوا ناتھ، رام مورتی شرما کے مشکور ہیں۔ کتاب ڈیزائننگ اور صورت گیری میں معاونین کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس کتاب میں اشکال، Flickr اور انٹرنیٹ کے توسط سے (Creative Common License) کے ذریعہ حاصل کی گئی ہیں۔ حاصل کردہ تمام تصاویر 28 رفروری 2012ء سے قبل کی ہیں۔

ہم بے حد تسلیم کرتے ہیں کہ بہت سارے اسکول ٹیچرس، ماہرین تعلیمات اور دیگر افراد کی جانب سے حاصل ہونے والے Feedback سے کتابوں کی نظر ثانی اور تجدید میں بہت مدد ملی۔ انڈین ہسٹری اویرنیس اینڈ ریسرچ (IHAR)، ہوسٹن، ٹکساس، یو ایس اے کا درسی کتب کا جائزہ لینے پر ہم خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ درسی کتاب کو سدھارنے میں کافی مدد ملی۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

SCERT TELANGANA

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت و سنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک مقتدر، سماج وادی، غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں اور
اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں۔

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقن ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949ء کو یہ آئین بذریعہ
ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

Subs. by the constitution [Forty-second Amendment] Act, 1976, Sec.2, for "Sovereign Democratic Republic" (w.e.f. 3.1.1977)

Subs. by the constitution [Forty-second Amendment] Act, 1976, Sec.2, for "Unity of the Nation" (w.e.f. 3.1.1977)

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

فہرست

سلسلہ نشان	اسباق	صفحہ	مہینے کا نام
	موضوع-I : کرہ ارض پر تکثیریت		
.1	مختلف اقسام کے نقشوں کا مطالعہ	1 - 6	جون
.2	بارش اور دریا	7 - 21	جون
.3	تالاب اور زیرزمین پانی	22 - 32	جولائی
.4	بحراعظم ۔ ماہی گیری	33 - 41	جولائی
.5	یوروپ	42 - 57	جولائی
.6	افریقہ	58 - 68	اگست
	موضوع-II : پیداوار مبادلہ اور ذریعہ معاش		
.7	دستکاری ۔ ہینڈلوم	69 - 77	اگست
.8	صنعتی انقلاب	78 - 85	اگست
.9	ایک کارخانہ میں پیداوار - کاغذ کی مل	86 - 94	ستمبر
.10	نظام حمل ونقل ۔ اہمیت	95 - 100	ستمبر
	موضوع-III : سیاسی نظام اور حاکمیت		
.11	نئی سلطنتیں اور حکمراں	101 - 109	ستمبر
.12	کاکتیہ حکمراں - ایک علاقائی سلطنت کا قیام	110 - 116	اکتوبر
.13	وجئے نگر سلطنت کے حکمران	117 - 125	نومبر
.14	مغلیہ سلطنت	126 - 134	نومبر
.15	ہندوستان میں برطانوی اقتدار کا قیام	135 - 146	نومبر
.16	ریاستی اسمبلی میں قانون سازی	147 - 157	ڈسمبر
.17	ضلع میں قوانین کا نفاذ	158 - 164	ڈسمبر
	موضوع-IV : سماجی ادارے اور تعصب		
.18	ذات پات کا امتیاز اور مساوات کے لئے جدوجہد	165 - 171	جنوری
.19	ذریعہ معاش - شہری مزدوروں کی جدوجہد	172 - 180	جنوری
	موضوع-V : مذہب اور سماج		
.20	عوام ۔ مذہب	181 - 187	فروری
.21	الوہیت تک پہونچنے کے والہانہ راستے	188 - 196	فروری
	موضوع-VI : ثقافت اور باہمی ربط		
.22	سلاطین اور عمارتیں	197 - 207	فروری
	اعادہ ۔ سالانہ امتحان		مارچ

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

قومی ترانہ

- رابندرناتھ ٹیگور

جن گن من ادھی نایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
پنجاب، سندھ، گجرات، مراٹھا، ڈراوڑ، اتکل، ونگا
وندھیا، ہماچل، یمنا، گنگا، اُچ چھل جل دھی ترنگا
تواشبھ نامے جاگے، تواشبھ آشش ماگے
گاہے تو جیا گاتھا
جن گن منگل دایک جیا ہے
بھارت بھاگیہ ودھاتا
جیا ہے، جیا ہے، جیا ہے
جیا جیا جیا جیا ہے

- رابندرناتھ ٹیگور

عہد

پئی ڈیمرّی وینکٹا سبّا راؤ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور میں اس کے عظیم اور گوناگوں ورثے پر فخر کرتا ہوں/کرتی ہوں۔ میں ہمیشہ اس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کرتا رہوں گا/کرتی رہوں گی۔ اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزت کروں گا/کروں گی اور ہر ایک کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا/کروں گی۔ میں جانوروں کے تئیں رحم دلی کا برتاؤ رکھوں گا/رکھوں گی۔ میں اپنے وطن اور ہم وطنوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنے کا عہد کرتا ہوں/کرتی ہوں۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

باب

1

مختلف اقسام کے نقشوں کا مطالعہ

ہم جس دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں وہ طبعی اختلافات سے بھری ہوئی ہے۔ پہاڑ، پہاڑیاں، ساحل سمندر، ریگستان، جنگلات، برف سے ڈھکے ہوئے علاقے .....اس طرح کے اختلافات کیوں ہیں؟ یہ اختلافات اُن علاقوں میں بسنے والے عوام کی زندگی پر کس طرح اثر انداز ہوتے ہیں؟ ان سوالوں کو سمجھنے کے لئے ہم کو مختلف اقسام کے نقشوں کے مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ چند نقشے ہمیں بلند اور پست مقامات کے بارے میں بتاتے ہیں، تو چند نقشے بارش، گرمی، سردی کتنی ہے معلوم کرنے میں مدد دیتے ہیں، اور چند نقشے کسی مقام میں اُگنے والی فصلوں یا جنگلات کی اقسام کے بارے میں بتاتے ہیں۔ اس طرح نقشوں کا مطالعہ کرنے سے ہم کسی مقام کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

شکل 1.1 کرناٹک کے مغربی گھاٹ کے سدا بہار جنگلات

شکل 1.2 جنوبی امریکہ کے برازیل میں واقع کوکانہ ساحل

شکل 1.3 افریقہ کے لیبیاء میں سہارا ریگستان میں نخلستان

شکل 1.4 برف سے ڈھکا ہوا براعظم انتارتیکا

SCERT TELANGANA

مدرسہ کے اٹلس دیکھئے کہ اس میں کتنے اقسام کے نقشے ہیں۔ آپ جن نقشوں کو پڑھ کر سمجھنا چاہتے ہیں اُن کی ایک فہرست بنایئے۔ گذشتہ سال ہم نے چند سادہ نقشوں کا مطالعہ کرنا سیکھا ہے۔اس سال ہم بلندی کو ظاہر کرنے والے نقشوں کا مطالعہ کرنا سیکھیں گے۔آیئے پہلے ہم گذشتہ سال سیکھی ہوئی معلومات اور نقشوں کا اعادہ کریں۔

☆ ہندوستان کا نقشہ کمرہ جماعت میں آویزاں کیجیے نقشے کو غور سے دیکھئے اور ذیل میں دیئے گئے سوالوں کے جواب دیجیے۔

(i) مہر حیدرآباد سے بھوپال گئی اس نے کس سمت میں سفر کیا؟ (ii) اشوک لکھنو سے چینائی گیا۔اس نے کس سمت میں سفر کیا؟

(iii) رجیتا ممبئی سے بھوبنیشور گئی۔اس نے کس سمت میں سفر کیا؟ (iv) مدثر کوہیما سے جۓ پور گیا۔اس نے کس سمت میں سفر کیا؟

☆ اس طرح کے چند اور سوالات بنا کر آپ ایک دوسرے سے پوچھیے۔

☆ نقشہ میں بتائیے گئے علامتوں کو دیکھئے۔تلنگانہ کی سرحد کو معلوم کرنے کی کوشش کیجیے۔

☆ ایک ریاست اور ہندوستان (بین الاقوامی سرحد) کی سرحد بنانے والے نشان کو آپ اپنی کاپی میں اُتاریئے۔

☆ کیا آپ تلنگانہ کے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب میں پائی جانے والی ریاستوں کی فہرست بنا سکتے ہیں۔

☆ جماعت ششم میں آپ سیکھ چکے ہیں کہ نقشہ میں دیئے گئے "اسکیل" کی مدد سے کسی دو مقامات کا درمیانی فاصلہ کس طرح معلوم کیا جاسکتا ہے؟اب حیدرآباد اور مختلف ریاستوں کے صدر مقامات جیسے، جۓ پور، امپھال، گاندھی نگر، اور ترواننتا پورم کے درمیان کے فاصلے کو معلوم کرنے کی کوشش کیجیے۔

علامات : نقطہ، لکیر، رقبہ:- ہم نقشہ پر کسی طبعی شئے کو ظاہر کرنے کے لئے علامتوں کا استعمال کرتے ہیں۔آپ جماعت ششم میں ان میں سے چند کے بارے میں سیکھ چکے ہیں۔

ہندوستان کے نقشہ میں دہلی کی نشاندہی کرنا ہو تو ہم ایک نقطہ(•) لگاتے ہیں اور وہاں لکھتے ہیں۔ مانجیرا ندی کو ظاہر کرنے کے لئے اس کے بہنے والے راستے سے ایک لکیر( ) اور ریلوے لائن کے لئے ہم ریل کی پٹری کی علامت ( ) کا استعمال کرتے ہیں۔تلنگانہ کے نقشہ میں اگر میدک یا حیدرآباد ضلع کی نشاندہی کرنا ہو تو ہم ان اضلاع کی سرحد کو اُتارتے ہوئے علیحدہ علیحدہ رنگوں یا نمونوں سے ظاہر کرتے ہیں جو اس کے حقیقی علامت کہلاتے ہیں۔اس طرح تمام طبعی اشیاء کو نقشہ پر نقطہ، لکیر یا رقبہ کی علامت کی مدد سے ظاہر کرتے ہیں۔

☆ اس کتاب کے اگلے ابواب میں دیئے گئے چند نقشوں کو دیکھئے اور جدول میں دی گئی اشیاء کو ان کی علامت کے لحاظ سے درج کیجیے۔

نقطہ کی علامت	لکیر کی علامت	رقبہ کی علامت
1. شہر (دہلی)	1. دریا	1. کھیل کا میدان
2.	2.	2.
3.	3.	3.
4.	4.	4.

SCERT TELANGANA

نقشہ 1 - ہندوستان کی ریاستیں اور صدر مقام

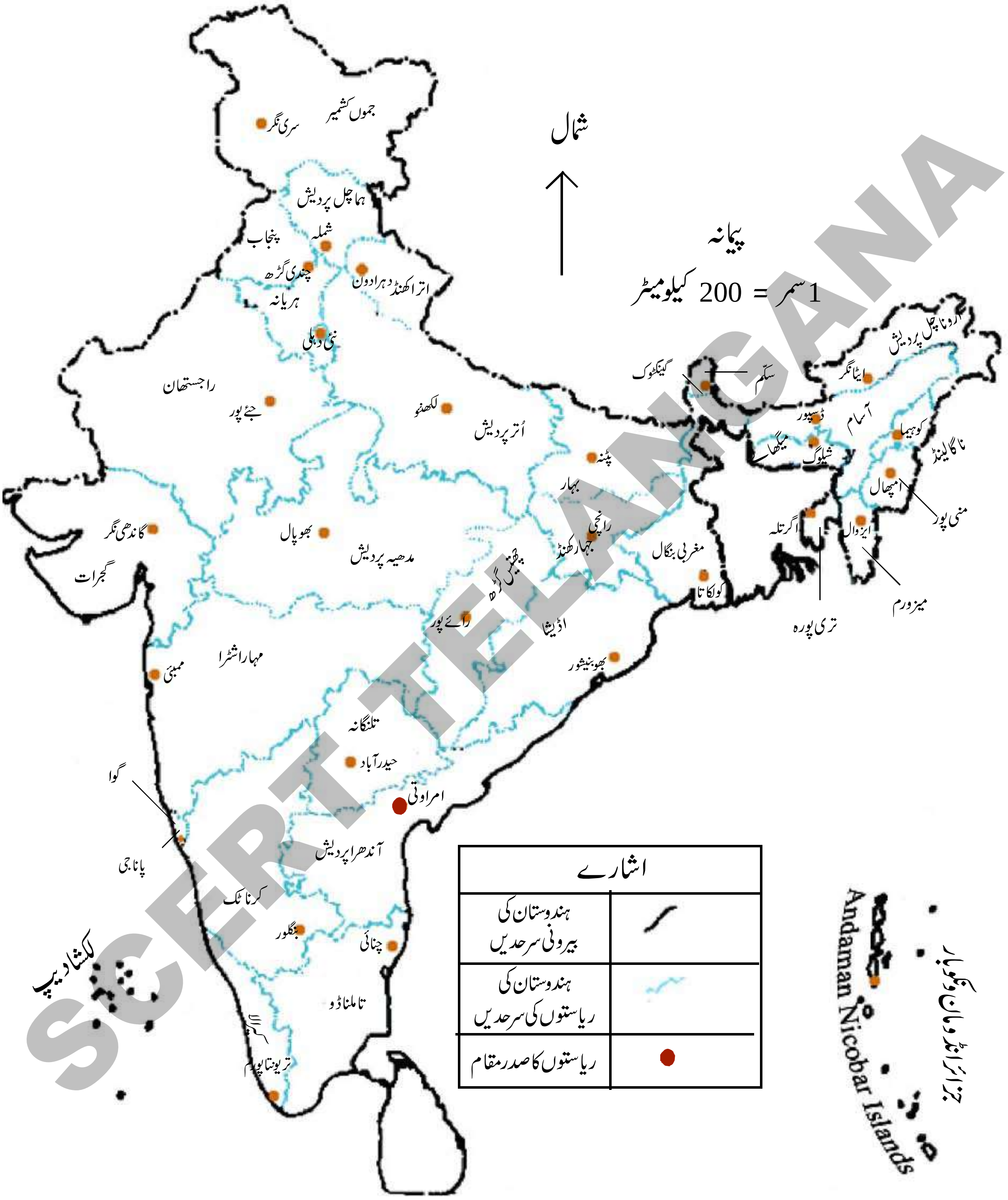

SCERT TELANGANA

طبعی نقشے:

آپ اپنے اٹلس میں چند نقشے پائیں گے جو''طبعی نقشے'' کہلاتے ہیں۔ عام طور پر آپ ان نقشوں میں زمین کے مختلف حصوں کو سبز، پیلا یا بھورا رنگ کیا ہوا پائیں گے۔ حقیقت میں وہ زمین کی مختلف شکلوں (میدان، پہاڑ، سطح مرتفع وغیرہ) اور وہ مختلف مقامات کی بلندی کو ظاہر کرتے ہیں۔

ہم کس طرح زمین کے بلند مقامات کو مسطح کاغذ پر ظاہر کر سکتے ہیں؟ درج ذیل خاکہ سے ہم انہیں ظاہر کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں یہ ایک تصویر ہے نہ کہ نقشہ۔

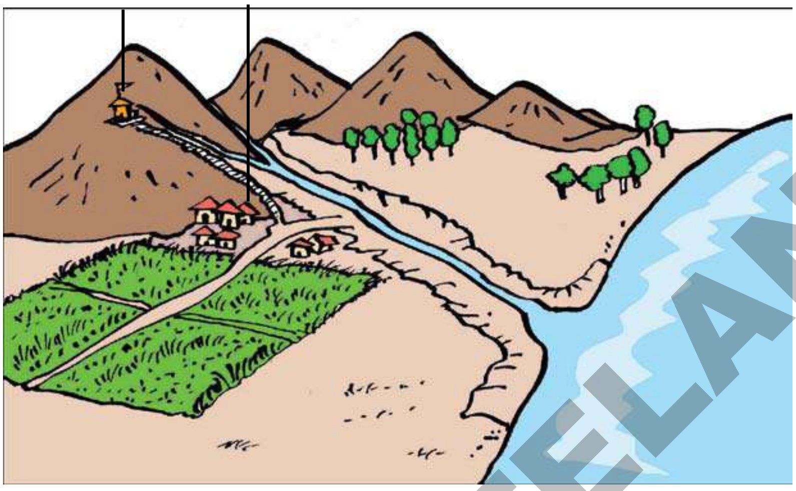

شکل 1.5 نیم پور دیہات کی تصویر

یہاں پہاڑیوں کی بلندیاں ان کے پیچھے پائے جانے والے مقامات کو چھپا رہی ہیں۔ ایک نقشہ کسی بھی مقام کو چھپائے بغیر تمام مقامات کو ظاہر کرتا ہے۔ کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ اس مقام کا نقشہ ہم کس طرح اُتار سکتے ہیں؟ نقشہ میں ہم مختلف رنگوں کو استعمال کرتے ہوئے بلند مقامات کو ظاہر کر سکتے ہیں۔ یہ ایک طریقہ ہے آیئے دیکھیں کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔

زمین پر بلند مقامات کی پیمائش:

زمین پر بلند مقامات کی پیمائش سطح سمندر کی مدد سے کی جاتی ہے۔ دنیا میں پائے جانے والے تمام سمندروں کی سطح (اوپری سطح) مساوی ہوتی ہے چونکہ تمام سمندر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں اس خیال کو سمجھنے کے لئے نیچے دی گئی نیم پور دیہات کی تصویر دیکھئے۔

آپ تصویر میں دیکھ سکتے ہیں کہ نیم پور دیہات سطح سمندر سے 50 میٹر کی بلندی پر ہے۔

☆ مندر سطح سمندر سے کتنے میٹر کی بلندی پر ہے؟

☆ پہاڑ کی چوٹی سطح سمندر سے کتنے میٹر کی بلندی پر ہے؟

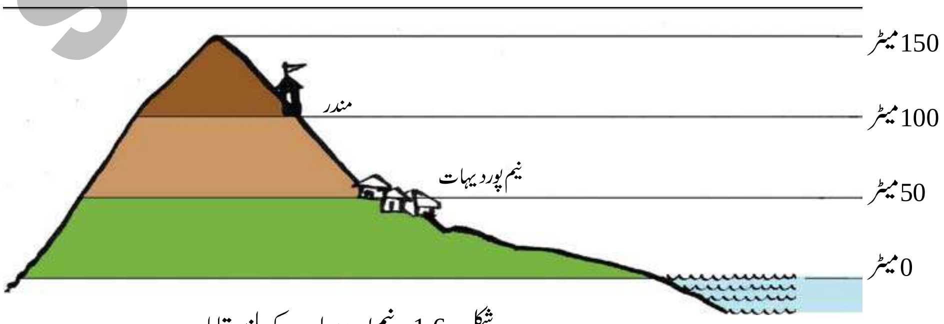

شکل 1.6 نیم پور دیہات کے بلند مقامات

SCERT TELANGANA

نقشہ میں بلند مقامات کو ظاہر کرنا:

یہاں دیئے گئے نیم پور دیہات کے نقشے کو دیکھئے(1.7) کیا آپ دیکھ سکتے ہیں کہ نقشہ تین مختلف بلندیوں کو ظاہر کرتا ہے۔ پہلا خطہ صفر تا50 میٹر والے بلند مقامات کو دوسرا خطہ 51 تا100 میٹر والے بلند مقامات کو تیسرا خطہ 101 تا 150 میٹر والے بلند مقامات کو اس طرح کوئی مقام 51 تا100 میٹر والے خطے میں ہے تو اس کی بلندی 50 میٹر سے زیادہ اور 100 میٹر سے کم ہوگی۔ مختلف بلندیوں کو مختلف رنگوں سے ظاہر کرتے ہیں۔

☆ بلندیوں کو بتانے والے نیم پور دیہات کے نقشہ کو دیکھئے سمندر کے قریب کے علاقوں کو کس رنگ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

☆ اس نقشہ میں بلندترین خطہ کو کس رنگ سے ظاہر کیا گیا ہے؟

اب آپ کے اٹلس یا دیواری نقشہ میں پائے جانے والے ہندوستان یا تلنگانہ کے طبعی نقشہ کو دیکھئے۔ جدول-1 میں دیئے گئے مقامات کی بلندی اور رنگ کو دیئے گئے اشاروں کی مدد سے درج کیجئے۔

ارتفاعی خطوط (حائطی لکیریں Contour Lines)-

ارتفاعی خطوط وہ لکیر ہے جو یکساں بلندی والے مقامات کو ملاتے ہوئے کھینچی جاتی ہے۔ نیم پور کے نقشہ میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک لکیر جو تمام دیہات میں سے گزرتی ہے۔ یہ 50 میٹر والی حائطی لکیر ہے۔ اس لکیر پر پائے جانے والے تمام مقامات کی بلندی یکساں 50 میٹر ہے۔ حائطی لکیریں بے ترتیب ہوتی ہیں جن کا دار و مدار زمین کی ہیت پر ہوتا ہے۔ یہ ایک دوسرے کو قطع نہیں کرتے۔ دو حائطی لکیروں کے درمیان کا فاصلہ زمینی منظر پر منحصر ہوتا ہے۔ اگر زمین کا ڈھلان بلند ہو تو حائطی لکیریں قریب ہوں گے۔ اگر زمین پست ہو تو حائطی لکیریں ایک دوسرے سے دور ہوں گے۔

شکل 1.7 بلندیوں کو بتانے والا نیم پور دیہات کا نقشہ

بلند مقامات کو ظاہر کرنے والے نقشوں کے استعمالات

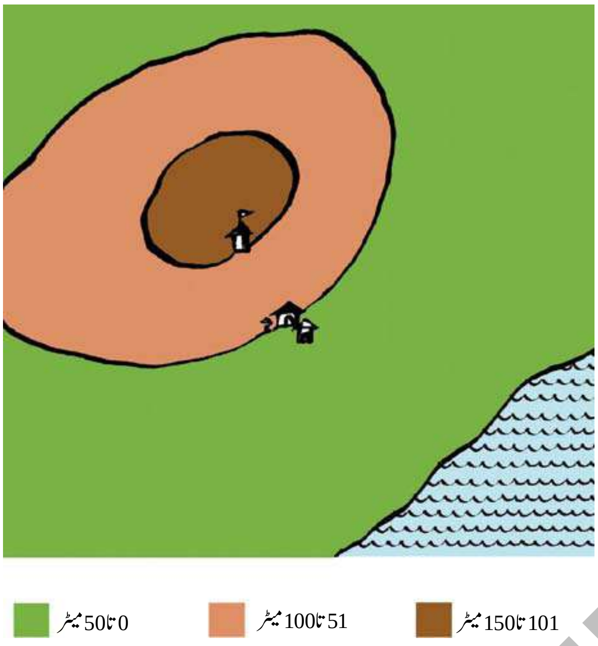

یہ نقشے ہمیں قطعہ زمین کی خصوصیات کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں جیسے کس مقام پر پہاڑ ہیں اور کس مقام پر وادیاں ہیں وغیرہ۔ اگر آپ تلنگانہ کا طبعی نقشہ دیکھیں گے تو آپ مشرقی حصہ کے گوداوری ڈھلان کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔

اگر آپ ساحل سے مغربی سمت سفر کرتے ہیں تو آپ ان پہاڑیوں تک پہنچیں گے جو سطح مرتفع کی ڈھلان بناتی ہیں۔ سطح مرتفع کا خطہ خود کئی دریاؤں سے کٹا ہوا ہے جیسے کرشنا اور گوداوری جو اپنے اندر گہری وسیع وادیاں بناتے ہیں۔

جب سڑک یا باندھ کی تعمیر کی جاتی ہے تو بلند مقامات کو بتانے والے نقشے بہت کارآمد ثابت ہوتے ہیں۔ اگر ہم کو اتار چڑھاؤ والے خطوں میں پائے جانے والے دو مقامات کے درمیان سڑک تعمیر کرنا ہے تو کس راستے سے سڑک کی تعمیر کریں فیصلہ کرنے میں یہ نقشے مددگار رہوتے ہیں۔ اسی طرح جب باندھ کی تعمیر کی جاتی ہے تو یہ جاننا ضروری ہوتا ہے کہ زمین کا کتنا علاقہ زیرآب آنے والا ہے۔

SCERT TELANGANA

سطح سمندر کا اوسط Mean Sea Level:-

سطح سمندر پر بلند اور پست مدوجذر واقع ہوتے ہیں جو کبھی مستقل نہیں رہتے۔ اس عمل کے نتیجہ میں سطح سمندر کی بلندی میں کمی بیشی واقع ہوتی ہے۔ ان بلندیوں میں ہم کس کو سطح سمندر کی بلندی یا صفر میٹر کی بلندی کہیں گے۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے سمندر کی سطح کو ہم وقفہ وقفہ سے احتیاط کے ساتھ پیائش کر کے اس کا اوسط لیں گے۔

سائنسدانوں نے ان بلند اور پست مدوجذر کا ایک لمبے عرصے تک مشاہدہ کرنے کے بعد انہوں نے ایک اوسط حساب لگایا جسے سمندری سطح کا اوسط(Mean Sea Level) یا (MSL) کہتے ہیں۔

اگر آپ ریلوے اسٹیشن کے قریب رہتے ہیں تو آپ نمائشی تختہ (Display Board) کی مدد سے اس مقام کی بلندی معلوم کرسکتے ہیں اس کی بلندی ____MSL لکھی ہوتی ہے۔

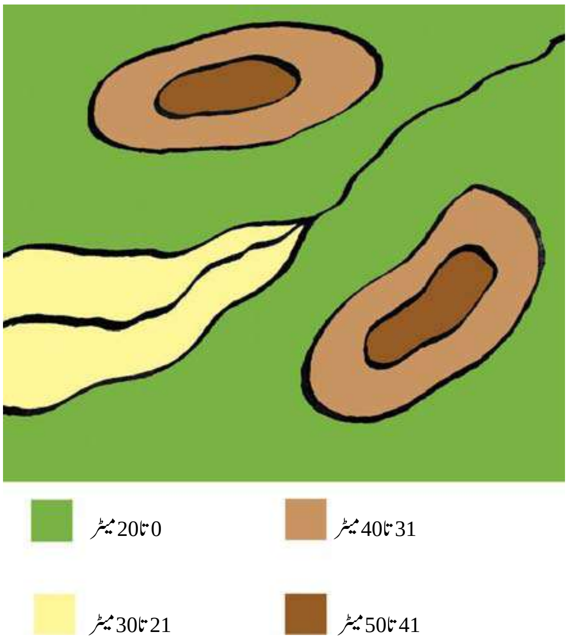

شکل1.8

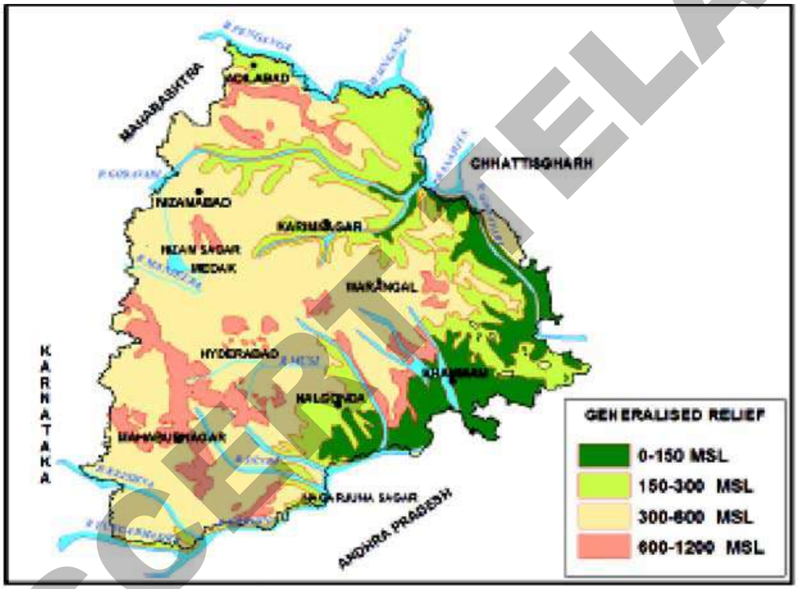

☆ شکل 1.6 اور 1.7 کو دیکھئے اور بتائیے کہ اگر سیلاب کا پانی 30 میٹر کی بلندی تک آ گیا تو کیا نیم پور دیہات زیر آب آ جائے گا۔

☆ شکل1.8 دیکھ کر ذیل کے سوالوں کے جواب لکھئے۔

☆ دریا کے بہنے کی سمت کی نشاندہی کیجئے۔

☆ پست زمینی خطہ کی بلندی ......میٹر تا......میٹر ہے۔

☆ اس نقشہ میں دو بلند مقامات ہیں ان کی بلندی کیا ہے۔

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. دنیا میں پائے جانے والے تمام سمندروں کی سطح یکساں کیوں ہے؟
2. سطح سمندر کی بلندی کی پیائش کس طرح کی جاتی ہے؟
3. بلند مقامات کو بتانے والے نقشوں کے استعمالات کیا ہیں؟
4. اعلٰی اور ادنٰی عرض بلد کے درمیان زندگی گزارنے والوں میں آپ کیا فرق پائیں گے؟
5. نقشے انسان کی کس طرح مدد کرتے ہیں؟
6. صفحہ نمبر 5 پر پیراگراف حائطی لکیریں Counter line پڑھ کر تبصرہ کیجیے۔
7. اوپر بتائیے گئے تلنگانہ کے نقشہ سے ان اضلاع کی فہرست بنائیے جن کی بلندی 150MSL سے نیچے ہے۔

(AS2)

SCERT TELANGANA

باب
2

بارش اور دریا

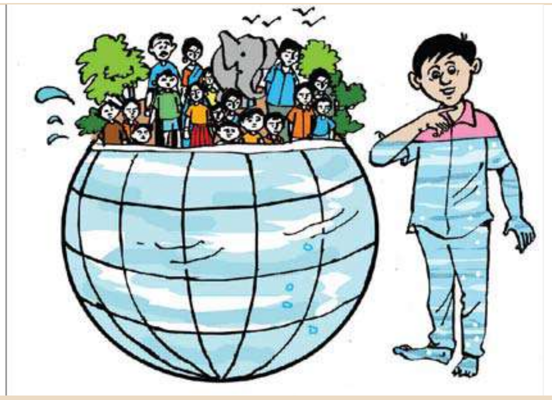

زمین پر موجود تمام ذی حیات کے لئے پانی ایک بنیادی ضرورت ہے۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں 71% زمین کا حصہ پانی سے گھرا ہوا ہے۔کاشت کاری کے لئے ہم پانی پر انحصار کرتے ہیں۔ سال بھر ہمیں پانی یکساں طور پر حاصل نہیں ہوتا۔اس روئے زمین پر کہیں بھی پانی یکساں طور پر حاصل نہیں ہوتا اور اس کا معیار بھی ایک جیسا نہیں ہوتا۔

اپنے کمرہ جماعت میں مباحثہ کیجئے کہ کون سے مہینہ میں بارش ہوتی ہے' اپنے گاؤں یا شہر کے کون سے حصے میں پانی زیادہ ہے؟ آپ کو صاف پینے کا پانی کہاں سے حاصل ہوتا ہے۔اور کہاں سے نمکین پانی؟ اس باب میں ہم پانی کی دستیابی میں تنوع اور اس کے نتائج کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔

حصہ - اوّل

سورج، بادل اور بارش

اپریل' مئی اور جون کی ناقابل برداشت گرمی کے بعد موسم بارش کا آغاز ہوتا ہے جو چند مہینوں تک جاری رہتا ہے۔کیا آپ جانتے ہیں بارش کے اسباب کیا ہوتے ہیں؟ بادل کس طرح بنتے ہیں؟ اس کے بارے میں آپ جو کچھ جانتے ہیں اپنی کمرہ جماعت میں بحث کیجئے۔

تبخیر۔پانی گرم ہوکر بخارات میں تبدیل ہونا

زبیدہ علیٰ الصبح نیند سے بیدار ہوئی۔اس کو نہانے کے لئے گرم پانی کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔لہٰذا وہ ایک برتن میں پانی گرم کرنے لگی۔جب پانی گرم ہوکر بخارات برتن کے ڈھکن سے ٹکرا کر باہر کی ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے وہ پانی کے قطروں میں تبدیل ہوکر ڈھکن پر جمے رہے۔زبیدہ نے جیسے ہی برتن سے ڈھکن ہٹایا پانی کے چند قطرے برتن میں گر گئے۔اس مشاہدہ کے ذریعہ وہ جان گئی کہ پانی گرم ہوکر بخارات میں تبدیل ہوتا ہے اور یہ بخارات ٹھنڈے ہوکر تکثیف پاتے ہیں۔ بارش کی کہانی بھی آبی بخارات سے شروع ہوتی ہے۔

آبی بخارات سے کیا مراد ہے؟ آپ اپنے گیلے کپڑے صحن میں کب سکھاتے ہیں۔کچھ دیر بعد آپ دیکھیں گے کہ گیلے کپڑوں کا پانی غائب ہوجاتا ہے۔اسی طرح' اگر آپ برتن میں پانی ڈال کر کھلے مقام پر رکھ دیں تو دو دن میں یہ پانی سوکھ جائے گا۔کپڑوں یا برتن میں موجود پانی آبی بخارات میں تبدیل ہوکر

SCERT TELANGANA

ہوا میں مل جاتا ہے۔ یہ عمل ''تبخیر'' کہلاتا ہے۔ پانی کو اگر گرم بھی نہ کیا جائے تو وہ آبی بخارات میں تبدیل ہوتا ہے۔

زمین کی سطح پر کئی آبی ذرائع موجود ہیں جیسے، سمندر، دریا، جھیل، وغیرہ۔ ان آبی ذرائع سے پانی مسلسل بخارات میں تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ گیلے کپڑے میں جہاں نمی پائی جاتی ہے۔ وہاں تبخیر کا عمل واقع ہوتا ہے۔ یہ عمل ہمارے جسم، پودوں اور مٹی میں بھی ہوتا رہتا ہے۔ اگر تپش بڑھ جاتی ہے تو تبخیر کا عمل بھی تیز تر ہوتا ہے۔

- ☆ کون سے موسم میں تبخیر کا عمل زیادہ ہوتا ہے؟ موسم گرما یا موسم سرما میں؟
- ☆ تبخیر کا عمل دن کے اوقات زیادہ ہوتا ہے یا رات کے اوقات میں؟
- ☆ شکل 2.1 دیکھئے اور ایسے تمام مقامات کی فہرست تیار کیجئے جہاں تبخیر کا عمل واقع ہوتا ہے۔
- ☆ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ اعظم ترین تبخیر کا عمل کس مقام پر ہوتا ہے۔ پودوں، دریاؤں، سمندروں یا مٹی پر؟

بادل کا بننا اور بارش:-

جب آبی بخارات گرم ہوا کے ذریعہ اُوپر اُٹھتے ہیں، تو وہ ٹھنڈے ہوجاتے ہیں۔ ہم سطح زمین سے جیسے جیسے اوپر کی جانب بڑھیں گے درجہ حرارت میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے آبی بخارات ٹھنڈے ہوکر پانی کے چھوٹے چھوٹے قطروں میں تبدیل ہوجاتے ہیں یہ قطرے اپنے آس پاس موجود گرد و غبار کے ذرات سے مل جاتے ہیں جس سے ان کی جسامت بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح چھوٹے چھوٹے پانی کے قطرے بادلوں میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔

دیئے گئے خانے میں ایک شکل اُتاریئے جو ظاہر کرتی ہو کہ کیسے آبی بخارات بادلوں میں تبدیل ہوتے ہیں اور شکل کے حصوں کی نشاندہی حسب ذیل الفاظ سے کیجئے۔
زمین، آسمان، آبی بخارات، ذرات، پانی کے قطرے،

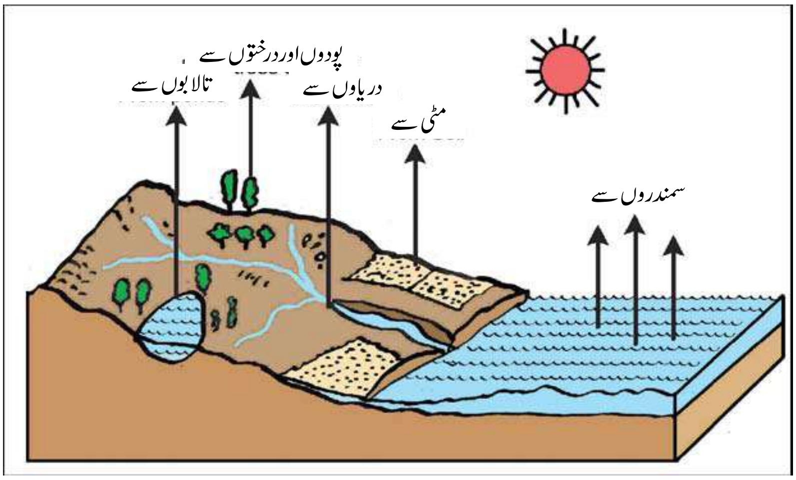

شکل 2.1 عمل تبخیر

SCERT TELANGANA

جیسے جیسے بادل بلندی پر پہنچتے جائیں گے وہ ٹھنڈے ہوتے جائیں گے۔جس سے ان میں پانی کے قطروں کی تعداد بڑھتے جائے گی۔ یہ پانی کے قطرے آپس میں مل کر بڑے قطروں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ جیسے جیسے ان کی جسامت بڑھتے جائے گی ان کے لئے ہوا میں برقرار رہنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جائے گا۔ لہٰذا وہ بارش کے قطروں کی شکل میں برسنے لگتے ہیں۔

- ☆ آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں کہ بارش برسنے کے لئے بادلوں کا اوپر اُٹھانا ضروری ہے؟
- ☆ کیا آپ نے کبھی شبنم کا مشاہدہ کیا ہے؟ یہ کہاں پر بنتی ہے؟
- ☆ دن کے کونسے حصے میں آپ کہر کا مشاہدہ کر پائیں گے؟
- ☆ کس موسم میں کہر آلود دن پائے جاتے ہیں؟
- ☆ کیا آپ نے کبھی برفباری کا مشاہدہ کیا ہے؟ یہ بارش سے کس طرح مختلف ہے؟
- ☆ کیا آپ نے کبھی ژالہ باری کا مشاہدہ کیا ہے؟

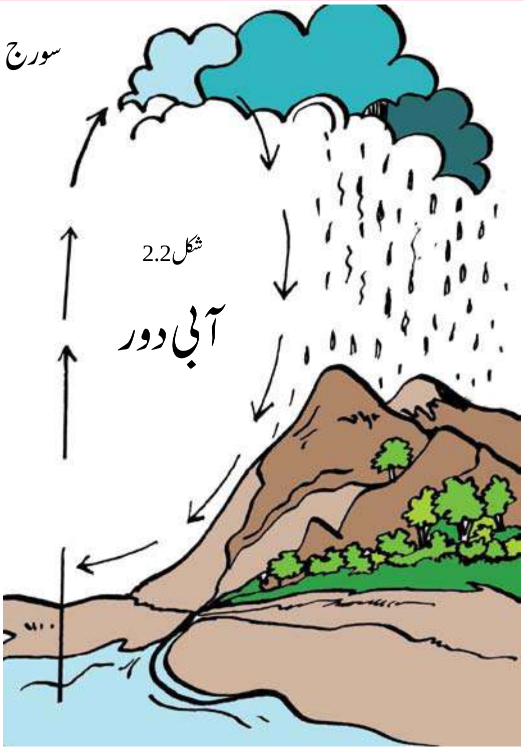

شکل 2.2

چند اہم اصطلاحات

تبخیر

پانی کا آبی بخارات میں تبدیل ہونا عمل تبخیر کہلاتا ہے۔
آبی بخارات کا پانی میں تبدیل ہونا عمل تکثیف کہلاتا ہے۔ پانی کے چھوٹے قطرے جو ہوا میں معلق ہیں بادل کہلاتے ہیں۔

آبی دور

سمندروں کا پانی بخارات بن کر آسمان میں بادل کی شکل اختیار کرتے ہیں اور ٹھنڈے ہوکر بارش کی شکل میں برسنے لگتے ہیں۔ یہ برستا ہوا پانی نشیبی علاقوں سے گذرا تا ہوا ندیوں اور سمندروں میں جاملتا ہے۔اسی کو آبی دور کہا جاتا ہے۔

ترسیب

آبی بخارات کا مختلف طریقوں سے زمین پر برسنے کا عمل ترسیب کہلاتا ہے۔ یہ شبنم ، بارش، کہر، ژالہ اور اُولے کی شکلوں میں ہوتا ہے۔

رطوبت

فضاء میں موجود اور نہ دکھائی دینے والے بخارات کو رطوبت کہتے ہیں۔ جب حرارت اور رطوبت میں اضافہ ہوتا ہے تو ہم بے چینی محسوس کرتے ہیں، ہم پسینہ پسینہ ہوجاتے ہیں۔ پسینہ جلد خشک نہیں ہوتا۔ ہم چپچپاہٹ محسوس کرتے ہیں۔اسکو حبس کہتے ہیں۔

ہوائیں اور بادل:-

عمل تبخیر کے ذریعہ سطح زمین پر موجود پانی آبی بخارات کی شکل میں تبدیل ہوکر بادل بنتے ہیں تاہم زیادہ مقدار میں تبخیر اور بادل بننے کا عمل سمندروں کی سطح پر ہوتا ہے۔سمندری پانی کئی ہزار کلو میٹر تک پھیلا ہوا ہے جس کے نتیجے میں سمندروں

SCERT TELANGANA

میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔بادل بھی کئی ہزاروں کلومیٹر کا سفر طئے کرکے بارش برساتے ہیں۔کیا تم جانتے ہو،انہیں زمین پر کون لاتے ہیں؟

موسم برسات میں ہوا کس سمت سے چلتی ہے؟

یہ ہوائیں بحیرہ عرب اور خلیج بنگال سے سفر کرتی ہوئی اپنے ساتھ بارش کے بادلوں کو لاتی ہیں۔انھیں ہم ''مانسونی ہوائیں'' کہتے ہیں۔یہ ہوائیں ''جنوب مغربی مانسونی ہوائیں'' بھی کہلاتی ہیں۔چونکہ یہ اسی سمت سے چلتی ہیں۔یہ ہوائیں صرف موسم گرما ہی میں چلتی ہیں۔

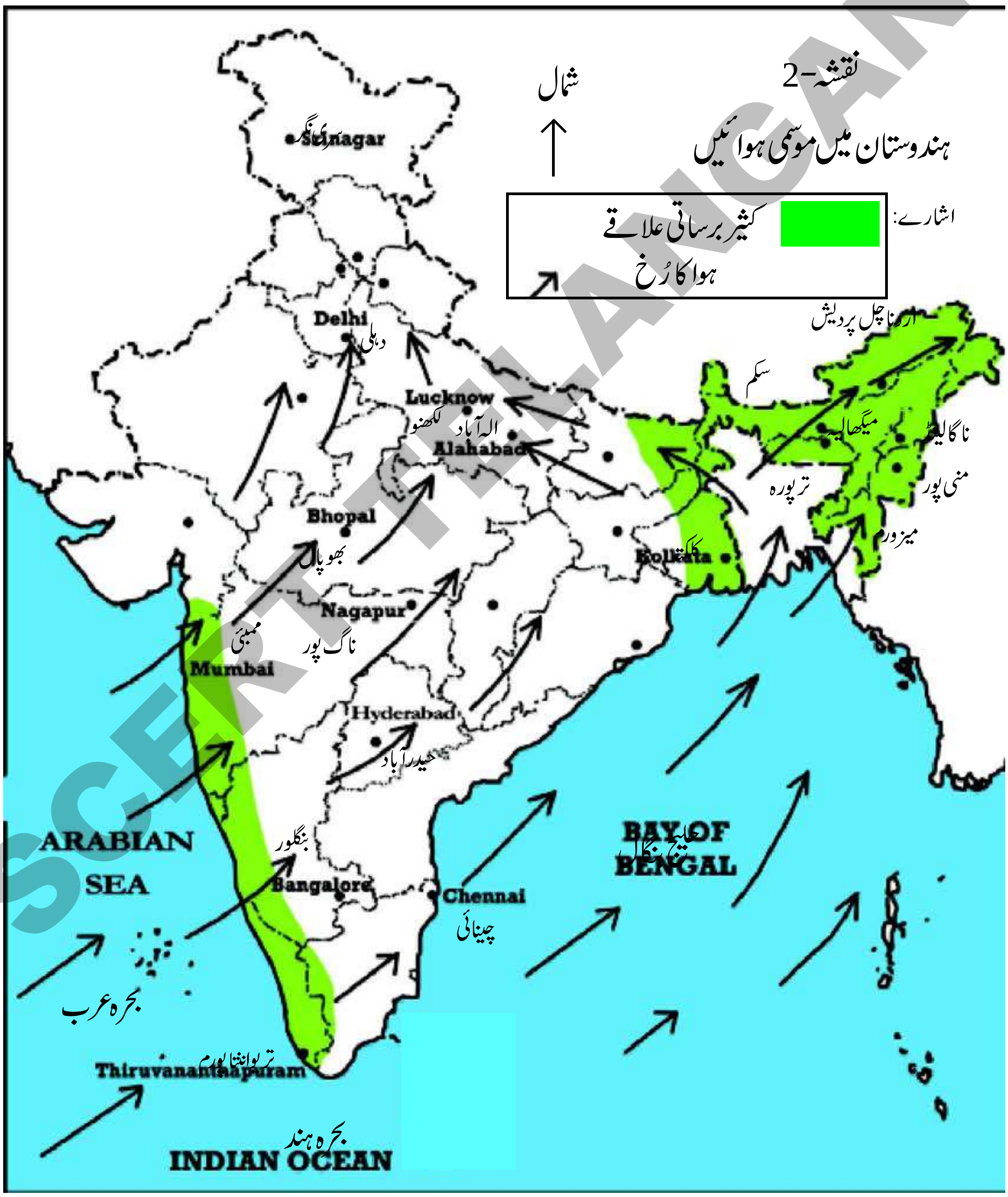

SCERT TELANGANA

مانسونی ہوائیں دوقسم کی ہوتی ہیں: ایک بحیرہ عرب کی جانب سے اور دوسری خلیج بنگال کی جانب سے چلتی ہیں۔نقشہ-1، میں دیئے گئے تیر کے نشان ہواؤں کے رُخ کو ظاہر کرتے ہیں۔

☆ خلیج بنگال میں بننے والے بادلوں کو ہوائیں ملک کے کس حصے میں لے جاتی ہیں؟

☆ بحیرہ عرب میں بننے والے بادلوں کو ہوائیں ملک کے کس حصے میں لے جاتی ہیں؟

☆ مغربی بنگال، دہلی اور لکھنو کو ہوائیں موسمی بارش کس سمت سے لے جاتی ہیں؟

☆ ممبئی، حیدرآباد اور بنگلور کو ہوائیں موسمی بارش کس سمت سے لے جاتی ہیں؟

تلنگانہ میں بارش

☆ آپ کے علاقہ میں زیادہ بارش کن مہینوں میں ہوتی ہے۔اُن تین مہینوں کے نام لکھئے جن میں زیادہ سے زیادہ بارش ہوتی ہے۔

☆ کم سے کم بارش ہونے والے تین مہینوں کے نام لکھئے۔

☆ کیا آپ کے علاقہ میں ہر سال معمول کی بارش ہوتی ہے یا اس میں کوئی فرق پایا جاتا ہے۔

☆ کیا آپ نے کبھی بارش کی کمی کی وجہ سے قحط سالی کا مشاہدہ کیا؟

☆ کیا آپ نے کبھی بارش کی زیادتی کی وجہ سے سیلاب کا مشاہدہ کیا؟

تلنگانہ ریاست کے درجہ حرارت میں مارچ تا جون تک ہر دن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ جنوب مغربی مانسون کی آمد تک درجہ حرارت میں اضافہ برقراررہتا ہے۔جون کے آغاز میں جب ہوائیں اپنے ساتھ بادلوں کو لے آتی ہیں۔اور بارش برساتی ہیں تو اندرون ایک ہفتہ اچانک درجہ حرارت میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

جنوب مغربی مانسون سے تلنگانہ میں اوسط بارش ہوتی ہے تلنگانہ کے شمال مشرقی حصوں میں شدید بارش ہوتی ہے تلنگانہ کے وسیع سطح مرتفع میں کم بارش ہوتی ہے تلنگانہ کے ضلع محبوب نگر میں بہت کم بارش ہوتی شمار کی جاتی ہے۔نقشہ 2 دیکھیے۔

مغربی گھاٹ جیسے پہاڑی سلسلہ جب بادلوں کی راہ میں حائل ہوتے ہیں تو یہ بادل کواوپر کی جانب اٹھنے کا سبب بنتے ہیں۔ اوپر کی جانب اٹھنے سے ہواٹھنڈی ہوجاتی ہےاورتکثیف کا عمل تیز ہوتا ہے۔پہاڑی علاقوں میں اس طرح کی بارش عام ہوتی ہے۔

مئی تا اکتوبر کے مہینوں میں خلیج بنگال میں طوفان بنتے ہیں۔ان طوفانوں سے ہمارے علاقے میں بارش نہیں ہوتی۔اس کا انحصار خلیج بنگال کے طوفان کی شدت اور رخ پر ہے جب وہ ساحل سے گزرتا ہے۔بعض اوقات مانسون اورطوفان کے مل جانے سے اس علاقے میں بارش ہوتی ہے۔ بارش کی وجہ سے فصلوں کونقصان پہنچتا ہے۔

اکتوبر کے بعد ہواؤں کا رخ بدل کر ہوائیں خلیج بنگال سے جنوب مغربی سمت چلتی ہیں۔جس کی وجہ سے نہایت کم سی بارش اکٹوبر اورنومبر کے مہینوں میں تلنگانہ میں ہوتی ہے۔اس کوشمال مشرق مانسون یامانسون کی واپسی کہتے ہیں۔

سری سیلاشہر میں بارش 10 سال کے دوران

سال	بارش ملی میٹر میں	سال	بارش ملی میٹر میں
1996	933	2001	763
1997	695	2002	605
1998	926	2003	819
1999	823	2004	619
2000	895	2005	891

ماخوذ: دفترتحصیلدار، سری سیلم

☆ سری سیلاشہر کی اوسط بارش کیا ہے؟

☆ مندرجہ بالا اعداد وشمار پرغور کیجیے۔کس سال سری سیلا میں زیادہ بارش اورکم بارش ہوئی۔

☆ کن دوسالوں کے دوران زیادہ بارش ہوئی؟

SCERT TELANGANA

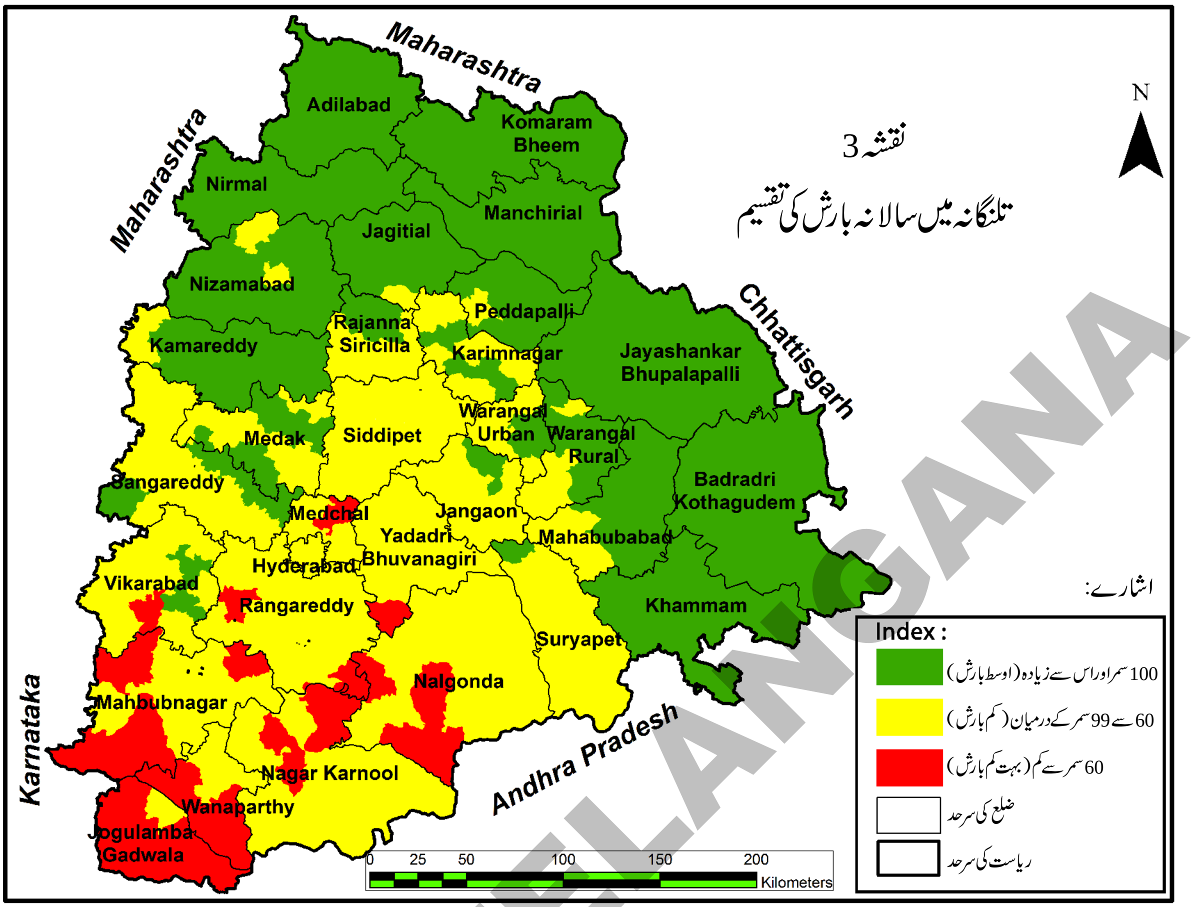

نقشہ 3

تلنگانہ میں سالانہ بارش کی تقسیم

SCERT TELANGANA

☆ تلنگانہ کے مختلف مقامات میں بارش کو ظاہر کرنے والا مندرجہ بالا نقشہ دیکھئے۔

(i) آپ کے ضلع میں بارش کس قسم کی ہوتی ہے شدید، اوسط یا کم؟

(ii) نلگنڈہ، محبوب نگر، عادل آباد، کھمم، حیدرآباد شہروں میں سے کس شہر میں کم اور کس شہر میں زیادہ بارش ہوتی ہے؟

(iii) اس طرح کے چند اور سوالات ایک دوسرے سے پوچھئے۔

☆ آپ کے اٹلس میں ہندوستان کے طبعی نقشہ میں مشرقی اور مغربی گھاٹ کی نشاندہی کیجئے۔ ذیل کے جملوں میں خانہ پری کیجئے۔

☆ مغربی گھاٹ.......................ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

☆ مشرقی گھاٹ.......................ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

☆ کس علاقہ میں مغربی گھاٹ اور مشرقی گھاٹ ملتے ہیں؟

☆ آپ کی نوٹ بک میں ہندوستان کا نقشہ اُتاریئے اور اس میں مشرقی، مغربی گھاٹوں کے پہاڑیوں کی نشاندہی کیجئے۔ تلنگانہ کے علاقوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان علاقوں میں کن مہینوں میں بارش ہوتی ہے؟ بتلایئے۔

بارش پیا(Rain Guage)

بارش کی پیائش کرنے والا آلہ بارش پیا کہلاتا ہے۔کسی اکائی رقبہ پر برسنے والی بارش کی مقدار کی پیائش کو سنٹی میٹر میں ظاہر کرتے ہیں۔ہم کس طرح بارش کی مقدار کی پیائش کرتے ہیں۔ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ نظام آباد میں زیادہ بارش ہوئی یا رنگاریڈی میں

اپنا ذاتی بارش پیاء تیار کیجئے

(تصویر-1)

بارش پیا کی تیاری کے لئے اوپر دی گئی اشیاء کو جمع کیجئے

(تصویر-2)

بوتل کا اوپری حصہ کاٹئے اس بات کا خیال رکھیں کہ کاٹے گئے بوتل کا اوپری حصہ اور نچلا حصہ دونوں مساوی ہوں

(تصویر-3)

بوتل کے کٹے ہوئے حصے کو اُلٹا کر کے بوتل کے اندر داخل کیجئے جیسا کہ شکل میں بتایا گیا ہے

(تصویر-4)

آپ کی جانب سے نشاندہی کئے گئے صفر کے نشان تک بوتل کو ریت اور پانی سے بھریئے

SCERT TELANGANA

اب اس بوتل کو کھلے مقام پر رکھئے۔اس بات کا خیال رکھئے کہ کوئی دیوار یا درخت اس بوتل میں بارش کا پانی گرنے میں رکاوٹ نہ بن سکے۔آپ پانی کی پیائش کرنے کے لئے پیائشی پٹری استعمال کرسکتے ہیں۔اگر آپ اس بوتل کو کچھ دنوں کے لئے باہر رکھیں تو آپ جان سکتے ہیں کہ ایک ہفتہ یا مہینہ میں کتنی بارش ہوئی۔

جب بارش ہوتی ہے تو بارش پیاء کے پانی کی سطح میں اضافہ ہوتا ہے۔آپ کے علاقہ میں ہوئی بارش کی پیائش کرنے کے لئے آپ بارش پیا کو باہر کھلے مقام پر رکھئے اور بارش پیا میں موجود پانی کی پیائشی پٹری سے پیائش کیجئے۔

حصہ دوم

دریاؤں کا بہاؤ:

بارش کا پانی زمین پر برسنے کے بعد کہاں جاتا ہے؟ اس پانی کا کچھ حصہ زمین میں جذب ہوجاتا ہے۔ کچھ حصہ زمین کی سطح پر بہتا ہے تو کچھ حصہ آبی بخارات کی شکل اختیار کرکے ہوا میں شامل ہوجاتا ہے۔ زمین کے اندر جذب ہونے والے پانی کے بارے میں آپ آئندہ باب میں پڑھیں گے۔ آیئے اس حصہ میں ہم زمین کی سطح پر بہنے والے پانی کے بارے میں بحث کریں گے۔

دریا:

کیا آپ نے غور کیا ہے کہ بارش کا پانی ڈھلوان زمین پر چھوٹے چھوٹے نالوں کی شکل میں بہتا ہے؟ بارش کے موسم میں پانی پہاڑوں کی ڈھلانوں سے چھوٹی نالیوں کی شکل میں بہتا ہے۔ تاہم یہ چھوٹے نالے کچھ عرصے بعد خشک ہوجاتے ہیں۔ پھر بھی پانی پہاڑوں میں چھوٹا راستہ بناتا ہے۔

جب دوبارہ بارش ہوتی ہے تو پانی ان ہی راستوں سے بہتا ہے۔ اس طرح دریائی راستے اور دریائی وادیاں بنتی ہیں اس عمل کو شکل 2.3 میں بتایا گیا ہے۔

نیچے دی گئی شکل دیکھ کر سوالات کے جوابات دیجئے

☆ تیر کی علامتوں کے ذریعہ دریا کے بہاؤ کی سمت بتائیے

☆ تیر کی علامت کے ذریعہ زمین کے ڈھلوان حصے کی نشاندہی کیجئے۔

☆ کیا دریا زمین کے ڈھلوانوں کی سمت ہی بہتی ہے؟

نالے کا دریا میں تبدیل ہونا:-

دریا اپنے منبع سے نکلتے وقت ابتداء میں چھوٹے نالوں کی شکل میں ہوتے ہیں یہ بہتے بہتے بڑی اور چوڑی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ کیوں کہ اس میں دیگر چھوٹے چھوٹے نالے آپس میں مل جاتے ہیں۔ جس سے یہ ایک بڑی دریا میں تبدیل ہوجاتے ہیں معاون ندیاں کہتے ہیں۔

جب دریا وسیع وعریض ہوجاتے ہیں تو ان کے بہاؤ کی رفتار میں کمی واقع ہوتی ہے دریا بہتے ہوئے اپنے ساتھ مٹی اور ریت کولاکر اپنی تہہ میں جمع کرتے جس کی وجہ سے میدانی علاقے وجود میں آتے ہیں۔

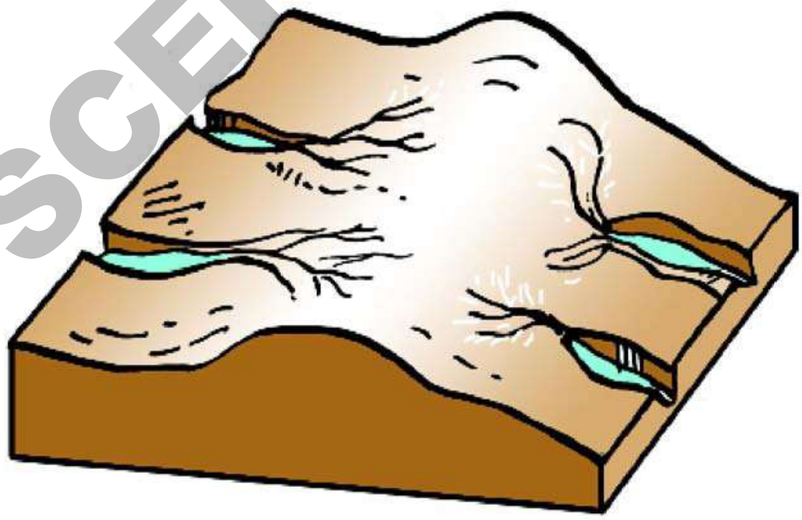

شکل نمبر 2.3
ڈھلوان اور دریاؤں کا بننا

SCERT TELANGANA

دریا جب سمندر کے قریب پہنچتے ہیں تو ان کی رفتار اور سست ہو جاتی ہے۔ اپنے ساتھ لائی ہوئی مٹی اور ریت کو اسی مقام پر پھیلا دیتے ہیں۔ جب سیلاب آتا ہے تو دریا نئے راستے بنا کر سمندر میں مل جاتے ہے اس طرح دریا اپنے سفر کے اختتام پر سمندر میں ملنے سے پہلے ڈیلٹا بناتے ہیں۔

دو اہم ڈیلٹا ہیں جو دریائے گوداوری اور کرشنا کے ہیں۔

ہماری ریاست میں بہنے والے دو طویل دریا گوداوری اور کرشنا ہیں۔ یہ سدا بہار دریا ہیں۔ یعنی دریا جو سال بھر بہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری ریاست میں صرف موسم برسات میں بہنے والے دریا بھی ہیں۔ اس طرح کیوں ہے؟

گوداوری اور کرشنا جیسے دریا مغربی گھاٹ سے نکلتے ہیں جو کافی بارش کا پانی حاصل کرتے ہیں۔ بارش کا پانی آہستہ آہستہ زمین میں جذب ہوتا ہے اور دریاؤں میں سال بھر بہتا ہے۔

نقشہ-4 تلنگانہ کے دریا

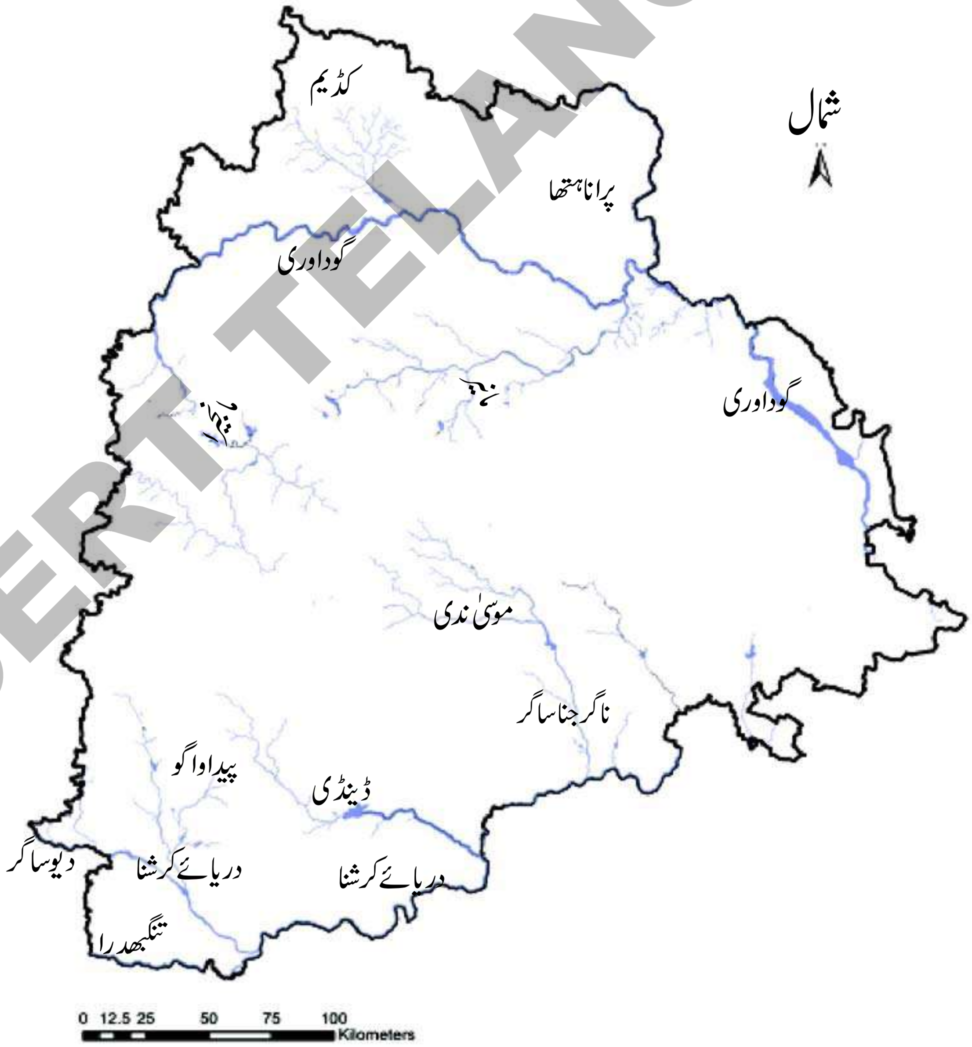

SCERT TELANGANA

دوسری جانب کئی دریا کے خشک خطے سے نکلتے ہیں۔ جیسے دریائے ڈنڈی' منجیرا' موسیٰ ندی، یہ بارش کی کمی کے سبب خشک ہوجاتی ہیں۔مشرقی گھاٹ سے نکلنے والے دریا اوسط بارش حاصل کرتے ہیں اور اس کا پانی تیزی سے سمندر میں مل جاتا ہے۔اس لئے وہ غیر برساتی موسم میں خشک ہوجاتے ہیں۔

☆ نقشہ 3 میں تلنگانہ ریاست کے بڑے دریا بتائے گئے ہیں غور کیجیے کہ دریائے کرشنا کے بعض سرحدیں جنوبی جانب اور گوداوری کی سرحدیں شمال مشرقی جانب تشکیل پاتی ہیں۔

☆ آپ کے ضلع میں بہنے والے نالوں کے نام کی فہرست بنائیے اور بتائیے کہ یہ نالے کن دریاؤں میں جا کر ملتے ہیں۔

☆ نشاندہی کیجیے کہ آپ کے ضلع کے نالے سال تمام بہتے ہیں یا بارش کے دوران بہتے ہیں۔

ضلع	ندی/نالے کا نام	دریا میں ملتے ہیں

آپ کیا سوچتے ہیں کہ تلنگانہ میں زمین کا ڈھلوان کس جانب ہے شمال سے جنوب کی جانب یا مشرق سے مغرب کی جانب یا مغرب سے مشرق کی جانب؟

سیلاب والے میدان - سیلاب:

سال بھر کسی دریا میں پانی ایک ہی مقدار میں نہیں پایا جاتا موسم برسات میں دریا پانی سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں جبکہ موسم گرما میں دریاؤں میں پانی کی مقدار کم ہوجاتی ہے۔شکل 2.4 اور 2.5 دیکھئے۔ دریا بہت زیادہ پھیلے ہوئے اور بلند کناروں والے ہے۔اس کا اندرونی حصہ ریت اور پتھر سے بھرا ہوتا ہے اس کے درمیان دریا ایک چھوٹے نالے کی شکل میں بہتے ہیں۔اس لئے درختوں کے اُگنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔شدید بارش کی وجہ سے ان وادیوں میں پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور چھوٹی جھاڑیاں یا بڑے درخت اگانے کا موقع نہیں رہتا یہ بغیر درخت والے علاقے ہیں۔دریاؤں کے ساحلی علاقے جو کہ ''سیلابی میدان'' کہلاتے ہیں تمام بڑی ندیوں میں ایسے سیلابی میدان پائے جاتے ہیں۔

آپ نے سنا ہوگا کہ موسم برسات میں ملک کے کچھ حصے شدید بارش کی وجہ سے سیلاب سے متاثر ہوجاتے ہیں آپ نے پڑھا ہوگا کہ دریائے کرشنا، گوداوری برہم پترا، گنگا' جیسے دریاؤں میں سیلاب آیا ہے۔

شکل 2.5 سیلاب کو ظاہر کرتی ہے اس کو غور سے دیکھئے اور ذیل کے سوالوں کے جواب دیجیے۔

☆ کیا دریا کا پانی سیلابی میدان کی پوری سطح پر پھیل جاتا ہے؟ یا یہ خشک موسم میں بہنے والے چھوٹے نالوں تک محدود رہتا ہے؟

☆ کیا دریائی پانی سیلابی میدان تک محدود ہے یا دریا کے کناروں کے آگے بہہ رہا ہے؟

☆ سیلاب کس طرح دیہاتوں، زرعی زمین اور درختوں پر اثر انداز ہوتا ہے؟

☆ آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سیلاب بھی زرعی زمینوں کے لئے فائدہ مند ہیں؟

SCERT TELANGANA

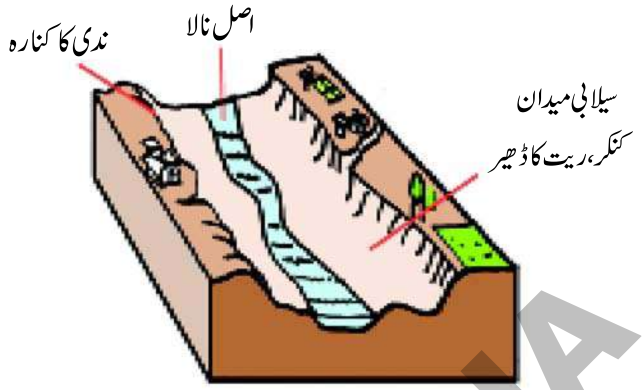

شکل 2.4 سیلابی میدان

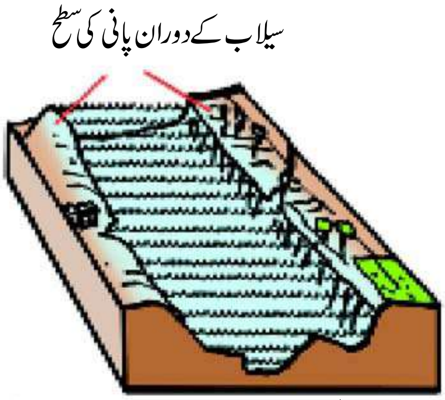

شکل 2.5 سیلاب

حالیہ عرصہ میں ہمارے ملک میں سیلاب ایک بڑا مسئلہ بن گئے ہیں۔ ہر سال موسم برسات میں ملک کا کچھ حصہ سیلاب سے متاثر ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے عوام، فصلوں اور مویشیوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ آیئے معلوم کرتے ہیں کہ کیا ہم بھی اس کے لئے کسی حد تک ذمہ دار ہیں؟

زمین پر درختوں (درخت، جھاڑیوں، گھاس) وغیرہ کو اُگا کر بارش کے پانی کے بہاؤ کی رفتار کو کم کر سکتے ہیں۔ بہاؤ کی رفتار کو کم کرنے سے پانی کو زمین میں جذب ہونے کا موقع ملتا ہے۔ سیلاب دریاؤں کے پانی کی مقدار میں اچانک اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔ پودے پانی کو دریا میں بہنے سے روکتے ہیں جس کی وجہ سے اچانک سیلاب سے حفاظت ہوتی ہے۔ پودوں کے اُگانے سے زیر زمین پانی کی مقدار میں اضافہ کرنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

پودے سیلاب کو دوسری طرح سے بھی روکتے ہیں۔ یہ بارش کے پانی سے زمین کے کٹاؤ کو بھی روکتے ہیں۔ اگر پودے نہ ہوں تو بارش کے پانی سے زمین کا کٹاؤ ہو جاتا ہے اور زمین کی اوپری سطح کی ذرخیز مٹی کثیر مقدار میں پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ جاتی ہے۔ یہ مٹی دریاؤں کی تہہ میں جم جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے دریاؤں کی گہرائی میں کمی واقع ہوتی ہے اور جس کے نتیجہ میں دریا میں بہنے والے پانی کی مقدار میں کمی ہوتی ہے۔ اور تھوڑی سی بارش سے بھی دریاؤں میں سیلاب آجاتا ہے اور بربادی و تباہی کا سبب بنتا ہے۔ اگر زمین کی سطح پر پودے موجود ہوں تو زمینی کٹاؤ کو بڑی مقدار میں روکا جا سکتا ہے۔

بڑے پیمانے پر شجرکاری مہم:

حالیہ دنوں میں یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہوگئی ہے کہ زیادہ تر حکومتیں شجرکاری مہم کو اہمیت دیتے ہوئے اپنی اپنی ریاستوں میں جنگلاتی علاقے کو وسعت دے رہے ہیں۔ چنانچہ ریاست تلنگانہ میں بڑے پیمانے پر شجرکاری پروگرام کامیابی سے چلایا جارہا ہے۔

ریاستی سطح پر '230' کروڑ پودے لگانے کا پروگرام شروع کیا جاچکا ہے۔ جس کے تحت ہر گاؤں میں 40,000 چالیس ہزار پودے، ہر حلقہ اسمبلی میں 40,00,000 چالیس لاکھ پودے ہر سال لگانے کا عظیم فیصلہ لیا گیا ہے۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے عوامی منتخبہ نمائندوں، عہدیداروں، دیہی عوام کے ساتھ ساتھ تمام طبقات سے وابستہ افراد کو شامل کرتے ہوئے ریاست کی تمام سڑکوں کی دونوں جانب اور پہاڑی علاقوں میں، تالاب کے کٹوں پر، آبادیوں میں شجرکاری کو فروغ دینے کا کام کامیابی سے چلایا جارہا ہے۔

زمین کو کٹاؤ سے بچانے کے لیے:

جنگلاتی علاقے کی توسیع کے ذریعہ زمین کو کٹاؤ سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ پودوں کے جڑ جو مٹی کو مضبوط سے تھامے ہوئے ہوتے ہیں، جو کہ نہ صرف مٹی کو بہنے سے روکتے ہیں بلکہ سطح زمین پر پانی کے تیز بہاؤ کو روکتے ہوئے سیلابی صورتحال سے بھی بچاتے ہیں۔ سڑکوں کی توسیع کے لیے سڑکوں کے کنارے '50' سال سے زیادہ قدیم درخت بھی کاٹے جارہے ہیں۔ اس طرح بڑے بڑے درخت کاٹ دیئے جانے کی وجہ سے شجرکاری پروگرام اور بھی اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

اس پروگرام کو کامیابی سے چلانے کے لیے' پودوں کا تحفظ اوران کی نگرانی کرنے کے لیے دیہی سطح پر شجرکاری تحفظ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جس میں دیہی سطح پر گاؤں کے سرپنچ نگران کار کی حیثیت کام کررہے ہیں۔ اسی طرح ضلعی اور ریاستی سطح کی کمیٹیاں بھی قائم کی گئی ہیں۔

☆ آپ اپنے اسکول میں منعقد کیے گئے شجرکاری پروگرام میں کس طرح شریک ہوئے؟

☆ بڑے پیمانے پر شجرکاری کا یہ پروگرام چلانے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

قدیم زمانے میں دریائے گنگا اور اس کی معاون ندیوں کا منبع ہمالیہ پہاڑ کے گھنے جنگلوں سے بھرا ہوا تھا۔ حالیہ عرصہ میں ہمالیہ میں بڑی مقدار میں درختوں کے گرنے سے وہاں کے جنگلوں کے رقبہ میں کمی واقع ہوئی ہے۔ جس کے نتیجہ میں جب بھی زیادہ بارش ہوتی ہے تو بارش کا پانی تیزی سے پہاڑوں کے ڈھلانوں سے بہتے ہوئے دریاوں کے سیلابی میدانوں میں بھر جاتا ہے۔ یہ پانی اپنے ساتھ بہت زیادہ مقدار میں مٹی لاکر دریاؤں کے تہہ میں جمع کردیتا ہے۔ دریاؤں کے کنارے زندگی بسر کرنے والوں کی جان و مال کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔

اس سے ہمیں اس بات کا علم ہوتا ہے کہ جنگلوں کی حفاظت اور پودوں کا اُگانا کتنا اہم ہے۔

☆ کیا آپ واضح کرسکتے ہیں کہ سیلاب کی روک تھام میں جنگلات کس طرح ہمارے مددگار ہیں؟

☆ خشک سالی (کم بارش) کے اثر کو کم کرنے میں جنگلات ہمارے کس طرح مددگار ہیں؟

طوفان اور سیلاب کے دوران درپیش مسائل:-

ہمارا ملک ہندوستان طویل ساحل رکھتا ہے جو اکثر شدید نقصاندہ طوفان کا سامنا کرتی ہے جب تیز ہوائیں خلیج بنگال سے چلتی ہیں تو زوردار بارش زمین کو دہلادیتی ہے اور بلند سمندری موجیں سمندر کو غیر محفوظ بناتی ہیں جس سے ساحلی علاقوں میں بہت نقصان پہنچتا ہے یہ کیفیت ماہ جون اور ڈسمبر کے درمیان ہوتی ہے۔

نومبر 1977 میں بدترین طوفان آیا تھا غالباً یہ ہندوستان کا بدترین طوفان تھا۔ چھ میٹر بلند سمندری لہریں آندھراپردیش کے کم ازکم 100 ساحلی دیہاتوں کو نیست و نابود کرتے ہوئے 9941 افراد کی زندگیاں تلف کردی۔ ہوائی نظارہ کرنے پر تمام علاقہ سیلابی پانی میں تیرتا ہوا نظر آرہا تھا۔

طوفان کا واقع ہونا ایک قدرتی عمل ہے۔ جس پر انسانوں کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ان آفات سماوی کا زیادہ یا کم اثر ہمارے سماج کی تنظیم اور تیاری پر منحصر ہے۔ مثلاً اکثر سیلاب/طوفان آنے والے ساحلی علاقوں میں زندگی بسر کرنے والے عوام میں اس مصیبت سے بچنے کے تدابیر کا فقدان ہے۔ ساحلی علاقوں میں رہنے والے مچھیروں کی جھونپڑیاں طوفان کے اثرات سے بکھر جاتی ہیں۔ کنکریٹ سے بنی عمارتوں میں زندگی گذارانے والے عوام ضروری غذا، پانی اور ساز و سامان وغیرہ کچھ دنوں کے لئے محفوظ کرلیتے ہیں اس طرح کے آفات سماوی سے اکثر غریب عوام ہی بہت زیادہ مصیبتوں کا شکار ہوتے ہیں۔

عام طور پر سیلاب کے بعد پانی رفتہ رفتہ پیچھے ہٹتا ہے پانی کے تمام ذرائع آلودہ ہوجاتے ہیں اور پینے کے پانی کے محفوظ ذرائع نہیں رہتے۔ غریب عوام اس آلودہ پانی کو استعمال کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور کئی بیماریاں جیسے ہیضہ، پیچش، یرقان وغیرہ سے جوکھم مول لیتے ہیں صرف وہی لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں جو صاف

SCERT TELANGANA

ستھرا بوتل کے پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ شدید بارش کی وجہ سے تباہ سڑکوں کی مرمت کرنا اتنا آسان کام نہیں ہے۔ ان علاقوں میں عوام خود حفاظتی اقدامات کے لئے ذاتی وسائل پر انحصار کرتے ہیں۔

جانی، مالی، زرعی نقصان وغیرہ طوفانوں سے ہونے والے فی الفور نقصانات ہیں۔ اسکے علاوہ لمبے عرصے تک ہونے والے نقصانات بھی ہیں۔ غریب عوام اپنی ضروریات کے لئے گھروں میں محفوظ غذائی اشیاء، سامان مویشی، موٹر گاڑیاں، چھوٹے دوکان، کشتیاں، مچھیروں کے جال وغیرہ تباہ ہوجاتے ہیں۔ دوبارہ کام پر جانے کے لئے ان تباہ شدہ اشیاء کو خریدنا پڑتا ہے۔ کئی خاندان اپنے کام کرنے والے افراد کو بھی کھودیتے ہیں حالات معمول پر آنے تک روزانہ کام کرنے والے مزدوروں کو کئی ہفتوں تک کام نہیں ملتا اس طرح وہ اپنے روزگار کے مواقع کھودیتے ہیں۔ کسانوں کو نہ صرف اپنے فصلوں کا نقصان ہوتا ہے بلکہ انہیں مستقل طور پر زرعی زمین کو بھی نقصان ہوتا ہے۔

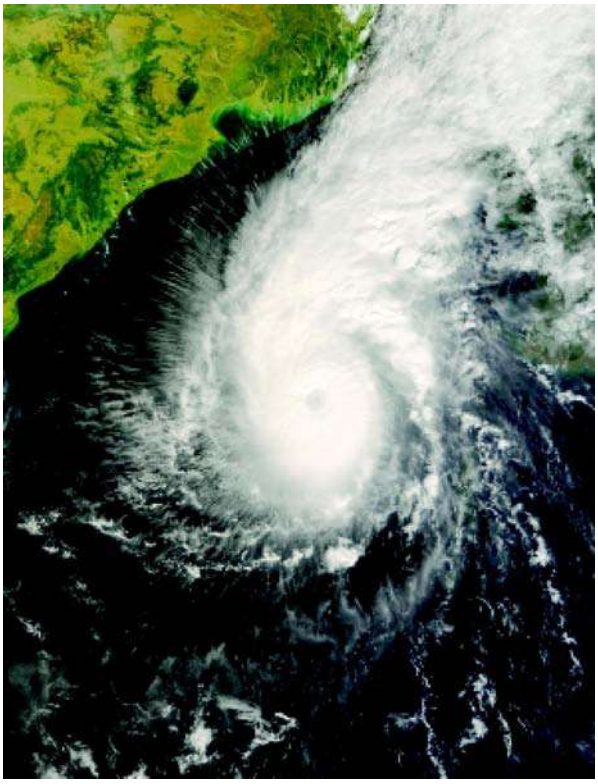

شکل 2.6 خلیج بنگال میں طوفان

پر غذا، پینے کا پانی جیسی سہولیات فراہم کرنا ایسے متاثرہ مقامات کے لئے طبی امدادی ٹیمیں تیار رکھنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔

تباہیوں سے محفوظ رہنے کے لیے لوگ کیا کر سکتے ہیں؟

1. طوفان اور سیلاب ایک موسمی عمل ہے۔ طوفان کے دوران TV یا ریڈیو سے موسمی پیش قیاسی سنیں اور طوفان/سیلاب کا انتباہ ملنے پر ہر ایک کو چوکنا کرنا، مائیک کے ذریعہ یا گھر گھر جا کر آگاہ کرنا چاہیے۔
2. ہر مکان میں ایک ایمرجنسی کٹ تیار رکھنا چاہیے اس کٹ میں اہم کاغذات، غذائی اشیاء اور کچھ رقم ہو۔ ہنگامی حالات میں ربط پیدا کرنے کے لئے اہم فون نمبروں کی فہرست بھی ہوں۔
3. طوفان کی صورت میں عوام کو باز آباد کاری کیمپ میں منتقل کرنے کے لئے کسی قریبی مقام کا پہلے سے انتخاب کرلیں۔
4. ضرورت پڑنے پر مکان کی چھت، دیوار یں، دروازے اور کھڑکیوں کو مضبوط بنادیں۔

طوفان اور سیلاب کا عوام کس طرح سامنا کریں:-

حکومتوں کی جانب سے تیار کردہ لمبے عرصے کی منصوبہ بندی، عوام اور حکومتی ایجنسیوں کے درمیان قریبی اشتراک کے ذریعہ یہ کام انجام دیا جاسکتا ہے۔ آج کل حکومت کی جانب سے قبل از وقت آگاہ کرنے والے نظام کی تنصیب کی وجہ سے آفات سماوی جیسے طوفان اور سیلاب وغیرہ کی بالخصوص غیر محفوظ علاقوں میں پیش قیاسی کرنے میں کافی حد تک مدد حاصل ہورہی ہے۔ حکومت ان علاقوں میں ایسے آلات کی تنصیب کرتے ہوئے عوام کو قبل از وقت اطلاع دے رہی ہے۔

عوام کو مستقل حفاظت والے پختہ مکانات تعمیر کروا کر دینا قدرتی آفات سے مقابلہ کرنے والی سڑکوں کی تعمیر کرنا۔ ساحلی علاقوں میں رہنے والی عوام کو آفات سماوی کے واقع ہونے

SCERT TELANGANA

5. طوفان کا انتباہ ملنے پر پینے کا پانی اور غذائی اشیاء کو کسی پانی سے محفوظ تھیلے میں ڈال کر تیار رکھ لیں۔
6. طوفان کا انتباہ ملنے کے بعد گھر سے باہر اور بالخصوص سمندری ساحل پر نہ جائیں۔
7. دروازے اور کھڑکیاں بند کر کے گھر میں ہی رہیں۔
8. اگر آپ اپنے مکان کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں تو فوری کسی قریبی محفوظ پختہ مکان میں منتقل ہو جائیں۔
9. اگر آپ کسی گاڑی میں سوار ہیں ایسے میں طوفان واقع ہو گیا ہو تو آپ اپنی گاڑی کو روک کر سمندری ساحل درختوں اور برقی کھمبوں سے دور رہئے۔ تیز زوردار ہوا سے یہ آپ پر بھی گر سکتے ہیں۔
10. طوفانی ہوا اچانک رک جانے پر گھر سے باہر نہ نکلیں یہ طوفان کے درمیان کوئی وقفہ ہو سکتا ہے جب تک کہ سرکاری طور پر کوئی اعلان نہ ہو۔
11. تازہ صورتحال سے واقف ہوتے رہنے کیلئے TV/Radio سنتے رہیں۔
12. طوفان کا خطرہ ٹل جانے کے بعد گھر سے نکلتے وقت یا گھر جاتے وقت احتیاطی تدابیر اختیار کیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ راستے میں کوئی درخت یا کھمبا زمین سے جزوی نکلا ہوا ہو سکتا ہے۔
13. سوراخوں سے زہریلے کیڑے، سانپ وغیرہ آ سکتے ہیں۔ لہٰذا احتیاط سے جانا چاہئے۔
14. سیلابی پانی میں مت جایئے کیوں کہ وہ بہت گہرا ہو سکتا ہے۔
15. آپ طالب علم ہونے کے ناطے درج بالا تمام احتیاطی تدابیر کو عوام میں آگاہی لانے کے لئے آپ بامعنی کردار ادا کر سکتے ہیں۔

آفات سماوی۔اگر گھر خالی کرنے کی ضرورت پڑے:

1. کپڑے، ضروری ادویات، قیمتی اشیاء، شخصی دستاویز وغیرہ کو ایک پانی سے محفوظ تھیلے (Water Proof Bag) میں باندھ کر محفوظ مقام کو لے کر روانہ ہونا چاہئے۔
2. فرنیچر، کپڑے، پکوان کی اشیاء کو پلنگ یا ٹیبل پر رکھیں (برقی اشیاء کو بلندی پر رکھیں)
3. برقی سربراہی کو بند (Off) کر دیں۔
4. آپ گھر پر رہیں یا باہر جائیں ہمیشہ آپ کے بیت الخلاء کے بیسن (Toilet Bowl) کو ریت سے بھرے تھیلوں سے ڈھانک دیں۔ تمام موریوں کے سوراخ بند کر دیں تاکہ گندہ پانی گھر میں داخل نہ ہو سکے۔
5. گھر کو مقفل کر کے آپ کے مقام سے ہدایت کردہ راستے یا معلوم راستے سے محفوظ مقام کو منتقل ہو جائیں۔
6. نامعلوم گہرے پانی میں یا پانی کی موجوں میں مت جایئے۔

سیلاب کے دوران:

1. پینے کے لئے گرم کیا ہوا پانی استعمال کریں۔
2. آپ کی غذائی اشیاء کو ڈھانک کر رکھئے۔ بہت زیادہ مت کھایئے۔
3. وبائی امراض جیسے ہیضہ پھیلنے پر Raw-Tea، چاول کی پیچ، ناریل کا پانی وغیرہ کا استعمال بہتر ہوگا۔
4. بچوں کو بھوکے نہ رہنے دیں۔
5. وبائی امراض کی روک تھام کے لئے اطراف و اکناف میں چونا اور بلیچنگ پاوڈر کا چھڑکاؤ کریں۔
6. سیلابی پانی میں مت جائیں اگر جانے کی ضرورت پڑے تو ایک لکڑی سے گہرائی اور رفتار کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھیں گھٹنوں سے زائد گہرائی سے دور رہیں۔
7. سیلاب کے پانی سے تیار کردہ غذا ہرگز مت کھائیں۔
8. دیہی علاقوں میں نل کا پانی پینے سے پہلے ابال لیں۔ پانی کی صفائی کے لئے ہالوجن کی گولیاں (Halogen Tablets) استعمال کریں (اس سے متعلق آپ محکمہ دیہی صحت کے ملازم سے معلوم کریں۔)
9. سیلاب کے دوران سانپوں کا ڈسنا عام بات ہے لہٰذا سانپوں سے ہوشیار رہیے۔

SCERT TELANGANA

کلیدی الفاظ: 1) دریا، معاون ندیاں 2) تکثیف 3) سالانہ برسات 4) سیلابی میدان

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. پانی آبی بخارات میں کس طرح تبدیل ہوتا ہے؟ آبی بخارات سے بادل کس طرح بنتے ہیں؟
2. عمل تبخیر، بادلوں کا بننا کس علاقے میں زیادہ ہوتا ہے؟
3. بادل سطح زمین تک کس طرح پہنچتے ہیں؟
4. بارش کثرت سے کہاں ہوتی ہے؟ صحیح جواب کا انتخاب کریں۔
   الف: ہوائی سمت میں رہنے والا سمندری ساحلی علاقہ ب: ہوائی سمت میں رہنے والا پہاڑی علاقہ
   ج: سمندر سے دور زمینی حصہ
5. دریائے گوداوری مغرب سے مشرق کی جانب بہتی ہے۔ کیوں؟
6. آبی دور کے اہم مراحل کی وضاحت کیجیے۔
7. آپ کے شہر یا گاؤں کے قریب ندیاں یا نالے پائے جاتے ہوں گے۔ ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے ذیل کے جدول کو پُر کیجیے۔

سلسلہ نشان	نام	منبع / ماخذ	وہ کس دریا میں شامل ہوتی ہے	وہ کس سمندر میں شامل ہوتی ہے

8. آپ کے علاقے کی ندیوں میں کیا سال بھر پانی رہتا ہے؟ کیا سابق میں اس میں زیادہ پانی پایا جاتا تھا؟ آپ کے بزرگوں سے پوچھ کر معلومات حاصل کیجیے۔
9. تباہیوں سے محفوظ رہنے کے لیے لوگ کیا کر سکتے ہیں؟
10. طوفان اور سیلابوں کی تصاویر جمع کر کے البم تیار کیجیے؟
11. سیلابوں سے ہونے والی تباہی و بربادی پر پوسٹر تیار کیجیے۔

منصوبہ کام:

آپ کے علاقے میں ایسے مقامات کا مشاہدہ کیجیے جہاں پانی ضائع کیا جاتا ہے۔ جدول میں تفصیلات لکھیے۔ اسباب پر بحث کیجیے اور پانی کے تحفظ کے لیے تجاویز پیش کیجیے۔

سلسلہ نشان	وہ مقام جہاں پانی ضائع کیا جاتا ہے	سبب	پانی کے تحفظ کے اقدامات کے طریقے

SCERT TELANGANA

باب

3

تالاب اور زیر زمین پانی

حصہ اوّل

تالاب

ہزاروں سالوں سے ہمارے آبا و اجداد تالابوں کی تعمیر کے ذریعہ بارش کے بہتے پانی کا ذخیرہ کرنے کی کوشش کرتے آرہے ہیں۔اس ضمن میں قدیم پتھر (megaliths) کے دور سے ہی تالاب بنوا کر آب پاشی کے لئے ان تالابوں کا پانی استعمال کرنے کے شواہد ہمیں آج بھی ملتے ہیں۔آپ اس بات کا بھی مطالعہ کر چکے ہونگے کہ علاقہ تلنگانہ کے کاکتیہ راجاؤں نے کثیر تعداد میں تالاب تعمیر کروائے تھے۔ان علاقوں میں یہ تالاب زراعت کو وسعت دینے میں معاون ثابت ہوئے۔آج بھی ان علاقوں کے کئی دیہاتوں میں کم از کم ایک یا دو بڑے تالاب پائے جاتے ہیں۔

تالابوں کی تعمیر کیسے کی جاتی تھی؟

عام طور پر کسی بڑے نالے یہ ندی کے بہاؤ کی راہ میں مناسب مقام کا انتخاب کر کے اس مقام پر پتھر اور مٹی کی مدد سے پانی کے بہاؤ کو روکنے کے لیئے پُشتہ تعمیر کیا جاتا تھا۔پُشتہ کی ایک جانب ذخیرہ کیا ہوا پانی تالاب، کنٹہ یا جھیل میں تبدیل ہوجاتا تھا۔ذیل کی تصویر کا مشاہدہ کیجیے۔تالابوں کی تعمیر بعض موقعوں پر راجاؤں، فوج کے سپہ سالاروں یا پھر رہنماؤں نے کی۔اکثر موقعوں پر دیہات کے عوام نے ہی خود سے تالاب کی تعمیر کی تھی۔ اس طرح تالابوں کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرنے والے افراد کو دیہاتی لوگ کہانیوں کے ذریعہ، مندروں کے پاس یا پھر تہواروں کے موقعوں پر یاد کیا کرتے تھے۔گاؤں کے تمام افراد اجتماعی طور پر تالاب کی دیکھ بھال کرتے تھے۔وہ تالاب کے پشتہ کی مرمت کرتے اور تالاب کی تہہ سے کیچڑ صاف کرتے تھے۔اور اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ تالاب کا پانی گندہ نہ ہو اور تالاب میں بہہ کر آنے والے پانی کا کوئی راستہ نہ روکے۔تالاب میں موجود پانی کے مناسب استعمال کے لیئے خصوصی طور پر ایک فرد کا تقرر کرتے تھے۔جو "Neerati" کہلاتا تھا۔

شکل (1) 3 تالاب اور کھیت

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

تالاب کس طرح مفید ہیں؟

تالاب نہ صرف انسانوں کی آبی ضروریات کو پورا کرتے اور جانوروں کے لئے پینے کا پانی بھی فراہم کرتے ہیں ۔ بلکہ شدید خشک سالی والے حالات میں بھی کسی ایک فصل کی کاشت کرنے میں مددگار ہوتے ہیں ۔ اس کے علاوہ تالاب، آس پاس میں موجود کنوؤں کی سطح آب میں بھی اضافہ کی وجہ بنتے ہیں ۔ بارش کے اختتام کے بعد جب تالاب کی سطح آب میں کمی ہو۔تب تالاب کی تہہ کو چند فصلوں کی کاشت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ تالاب بارش کے بہتے پانی کو اور زمینی کٹاؤ کو روکنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ ہر سال لوگ تالاب کی چکنی مٹی کو بطور کھاد کھیتوں میں استعمال کرتے ہیں تا کہ زمین کی زرخیزی کو بڑھایا جاسکے۔ہمیں یہ اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ تالاب کسی ایک فردِ واحد کی ملکیت نہیں بلکہ گاؤں کے تمام افراد کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے۔اس لیئے کوئی ایک یا دو فرد نہیں بلکہ گاؤں کے تمام افراد تالاب سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

ہمارے دور میں تالابوں کا زوال

پچھلے بیس تیس سالوں سے تالابوں پر توجہ نہیں دی جارہی ہے۔جسکی وجہ سے ان کے پشتے ٹوٹ پھوٹ جارہے ہیں۔ باقاعدہ تالابوں کی مرمت نہیں کی جارہی ہے اور نہ ان کی تہہ سے کیچڑ نکالا جارہا ہے۔لوگوں نے بھی آہستہ آہستہ تالابوں کی زمین کو مکانات کی تعمیر یا پھر زراعت کے لیئے استعمال کرنا شروع کردیا۔جس کے نتیجے میں ریاست کے تمام علاقوں میں موجود تالاب خشک ہوگئے اور اب ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں رہا۔ تالابوں کے تحفظ کے بجائے چند لوگ لاکھوں روپئے خرچ کرتے ہوئے بہت زیادہ گہرے بورویل کی کھدوائی کروا رہے ہیں ۔ جبکہ ان بورویل سے چند افراد ہی استعفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔یہی بورویل مستقبل میں پانی کی قلت کی وجہ بننے والے ہیں۔دوسری جانب تالاب ہمارے لئے بڑے آبی ذرائع کے طور پر قائم رہیں گے۔

منصوبہ کام

☆ آپ کے گاؤں یا شہر میں موجود تالاب کے بارے میں تفصیلات معلوم کیجئے اور اس پر ایک کتابچہ تیار کیجئے.

☆ تالاب اور اس کے اطراف واکناف کے علاقے کا خاکہ (نقشہ) کھینچئے۔

☆ تالاب میں پانی کہاں سے آتا ہے ۔ اور زائد پانی کہاں جاتا ہے معلوم کیجیے۔

☆ اس تالاب کو کس نالے یا ندی پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اور یہ کن پہاڑوں کے قریب میں موجود ہے ان کے نام معلوم کیجیے۔

☆ یہ معلوم کیجئے کہ تالاب کا پشتہ کن اشیاء کے استعمال سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اور اس کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟

☆ اس تالاب کی کھدوائی کب اور کس نے کی تھی معلوم کیجیے۔

☆ اس تالاب سے متعلق کوئی کہانی ہو تو لکھئے۔

☆ تالاب سے متعلق تصاویر اگر دستیاب ہوں تو انہیں حاصل کیجیے ، اور اس تالاب سے متعلق اگر کوئی دیگر معلومات بھی ہوں تو تفصیلات حاصل کیجیے۔

☆ اس تالاب کے پانی سے کونسی فصلوں کی کاشت کی جاتی ہے۔

☆ آب پاشی کا انتظام کس کے تحت ہے۔اس پانی کا مناسب استعمال کس طرح کیا جارہا ہے معلوم کیجیے اور درج کیجیے۔

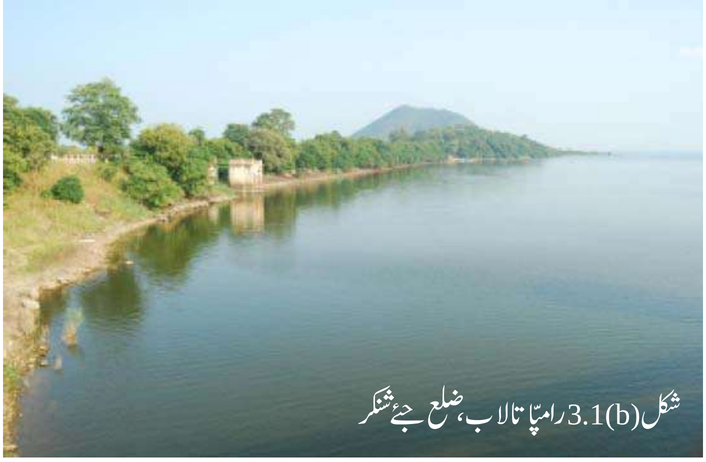

شکل (b)3.1 رامپّا تالاب، ضلع جے شنکر

SCERT TELANGANA

مشن کاکتیہ (ہمارا گاؤں-ہمارا تالاب)

نئی ریاست تلنگانہ کے قیام کے بعد، حکومت تلنگانہ نے چھوٹی آبپاشی تالاب کے لیے ایک پروگرام کا آغاز عمل میں لایا۔اس پروگرام کو''مشن کاکتیہ''ہمارا گاؤں-ہمارا تالاب'' کے نام سے موسوم کیا گیا۔اس کا مقصد تالاب کے مٹی کی نکاسی عمل میں لاکر گہرا اور وسیع بنانے کے علاوہ تالاب کے پشتوں کی تعمیری ہے اس پروگرام کے ذریعہ ریاست کے 47000 تالابوں کا احاطہ کیا جارہا ہے۔

آپ کے علاقہ میں اس پروگرام کی عمل آوری کا جائزہ لیجیے۔کتنے تالابوں کو ترقی دی گئی کیا لوگ اس سے استفادہ حاصل کررہے ہیں، معلوم کیجیے۔

تالابوں میں ماہی گیری

تالاب نہ صرف پینے کے پانی کا ذریعہ ہیں بلکہ کھیتوں کے آبپاشی کے بھی کام آتے ہیں۔تالاب مچھیروں کے ذریعہ معاش بھی ہیں۔کوئی مچھیروں کے طبقہ جیسا کہ بسیتا (گنگا پترا) گنڈلا اور مدیراج (تینوگو) طبقات کا معاشی دارومدار تالاب اور دریاؤں پر منحصر ہے۔آیئے! مچھیروں کی زندگی کے متعلق معلومات سوریا پیٹ ضلع کے ایک دیہات سے حاصل کرتے ہیں۔

بھیتاولو گاؤں (Bhethavolu Village)

یہ گاؤں سوریہ پیٹ کے قریب کوداڑ سے 16 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔گاؤں کے بزرگوں نے بتایا کہ بھیتاولو نام ان کو بھیتالا ریڈی سے حاصل ہوا۔جو کاکتیاؤں کا باجگذار تھا۔اس نے

شکل:3.1(c)۔ویرالا دیوی تالاب

شکل:3.1(d)۔کٹہ میسما کا مندر

تالاب کو اپنی بیوی ویرالا دیوی کے یاد میں تعمیر کروایا۔اس تالاب کو گاؤں کے لوگ ویرالا دیوی تالاب یا ایرلا دیوی تالاب کہتے ہیں۔آج بھی یہ تالاب 1900 ایکٹر اراضی کو سیراب کرتا ہے۔جب کہ اس تالاب کی آبپاشی 3000 ایکڑ تھی۔تالاب کا پشتہ ناجائز قابضین کی وجہ سے سکڑ کر محدود ہوگیا اور تالاب کی گہرائی میں بھی کمی واقع ہوئی۔

تالاب کے کٹہ میسماں اور گنگماں کے منادر قائم ہیں جن کے متعلق عوام کا اعتقاد ہے کہ وہ اس تالاب کے نگران ہیں۔مچھیروں کی قوم اور دوسرے گاؤں والے مچھلیاں پکڑنے سے پہلے ان کی پوجا کرتے ہیں۔اور سالانہ میلہ بھی ان کے احترام میں لگایا جاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

شکل:(3.1(f)- مچھلیاں پکڑنا

بھیتا ولو گاؤں میں بیستا (گنگا پترا) اور مدیراج طبقہ کے 600 خاندان بستے ہیں۔ جن میں سے 60 تا 70 خاندانوں کا گزارا ماہی گیری پر ہے۔ یہ لوگ مارچ اور اپریل کے مہینے میں ہی مچھلیوں کو پکڑتے ہیں۔ اور مابقی دن مزدور یا کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

تالاب۔مچھلیاں

پہلے زمانے میں مختلف اقسام کی مچھلیاں جیسے بُڈا پرکلو، جلّلو، کوڑی پیلو، چنداما لو، کٹا موکلو، پولیشالو، ایسوکا دوندولو، پا پیرالو، گندرا پرکلو، گریو پلالو، کورامنی لو، والوگالو وغیرہ ندی، نالوں، کنال اور دریاؤں میں بہ آسانی دستیاب ہوتے تھے۔ جب یہ پانی بہہ کر تالاب میں پہنچتا تو وہاں ان کی افزائش ہوتی۔ مگر آج کے موجودہ دور میں زراعت میں مصنوعی کھاد اور کیڑا مار دواؤں کے اثر سے مچھلیاں ختم ہوتی جارہی ہیں۔ آج کل مچھلیوں کی افزائش مچھلیوں کی افزائشی مرکز (Fish Farming Centers) میں کی جارہی ہے۔ اس کے بعد ان کو تالابوں میں چھوڑا جارہا ہے۔ جب یہ بڑی ہوجاتی ہیں تو ان کو پکڑ کر فروخت کیا جاتا ہے۔ ان مچھلیوں میں اہم، میراج، راوؤ، بوچھا، (کٹلا) اور بنگاروتیگا بازار میں یہ مچھلیاں ہی زیادہ ملتی ہیں۔ ہر مچھلی کے کھانے پر ایک الگ ہی مزہ آتا ہے۔ کیا آپ نے کبھی اوپر بتائی گئی مچھلیوں کا مزہ چکھا ہے۔

شکل:(3.1(e)- جال پھینکنا

☆ صرف چند قسم کی مچھلیاں ہی ہمیں کھانے کو مل رہی ہیں کیوں؟

☆ کیاٹ فش (Cat fish) پر کیوں امتناع عائد کیا گیا ہے؟

جال کے اقسام

مچھلیاں پکڑنے کے لیے مچھیرے مختلف قسم کے جال استعمال کرتے ہیں۔ باریک جال میں 30 سوراخ اور بڑے موٹے جال میں 60 سوراخ ہوتے ہیں۔ ان جال کو سنپو ولا اور دوڑ وولا بھی بعض علاقوں میں کہا جاتا ہے۔ جال میں لوہا یا جست کے حلقہ بھی لگائے جاتے ہیں۔ باریک جال کا وزن کم ہوتا ہے۔ اس جال سے مچھلیاں اور جھینگے پکڑے جاتے ہیں۔ بڑ اور موٹا جال 100 گرام تا 5 کلوگرام کی مچھلیاں پکڑنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ موٹے جال کا وزن زیادہ ہوتا ہے سوچیے ! کیوں؟

☆ اپنے علاقہ کے مچھیروں سے ملاقات کیجیے اور دیکھیے کہ وہ کس طرح مچھلیاں پکڑتے ہیں۔

☆ معلوم کیجیے کہ آپ کے علاقے میں کس قسم کا جال استعمال کیا جاتا ہے۔ اور کمرہ جماعت میں بحث کیجیے۔

مچھیرے، مچھلیاں پکڑنے کے لیے دو قسم کے طریقے اختیار کرتے ہیں۔ ایک اتھل پانی میں دوسرے گہرے پانی میں

SCERT TELANGANA

مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ پانی کم گہرا ہوتو وسرے ولا (جال پھیکنا) کا طریقہ استعمال کرتے ہیں کچھوولا کا وزن بہت کم ہوتا ہے۔ مچھیرے ٹھہرے ہوئے پانی میں اندر تک جاکر جال (کچھوولا) بچھاتے ہیں اس طریقہ کار کو اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب پانی زیادہ گہرا ہوتا ہے۔

☆ گہرے پانی میں مچھلیاں پکڑنے کے لیے مخصوص جال استعمال کیے جاتے ہیں بحث کیجیے؟

ماہی گیری (مچھلیاں پکڑنا)

مچھیرے، مچھلیاں پکڑنا صبح ہی سے شروع کرتے ہیں۔ بعض وسرے ولا (پھینکنے والا جال) کو کنارے پر مچھلیاں پکڑنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جہاں پانی کم گہرا ہو۔ پانی زیادہ گہرا ہوتو ناؤ کے ذریعے دور تک جاکر کچھوولا پھیلایا جاتا ہے دن میں دو مرتبہ مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں۔ صبح 4 بجے تا 8 بجے کے درمیان مچھلیاں پکڑ کر بازار میں فروخت کرنے کے لیے لیجاتے ہیں۔ دوبارہ دوپہر 1 بجے تا 4 بجے کے درمیان مچھلیاں پکڑ کر بازار بھیجی جاتی ہیں۔ مچھلیاں پکڑنے کے دوران وہ سردی، گرمی، بارش سے نہیں گھبراتے ہیں ہر موسم کا سامنا کرتے ہیں مچھلیاں فروخت ہونے کے بعد سامان کو صاف دھوکر دھوپ میں سکھایا جاتا ہے۔ مچھلیاں کم ہوتو قریبی مقامات جیسے کوڈاڈیا سوریہ پیٹ وغیرہ میں جاکر فروخت کیجاتی ہیں۔ اگر مچھلیاں زیادہ مقدار میں حاصل ہوں تو بڑے شہر حیدرآباد میں فروخت کیجاتی ہیں۔ مرد مچھلیاں پکڑتے ہیں اور عورتیں مچھلیوں کو بازار میں فروخت کرتی ہیں۔

مچھیروں کی کوآپریٹیو سوسائٹی

ہر خاندان کو ماہی گیری (مچھلیاں پکڑنا) کے لیے کوآپریٹیو سوسائٹی کی رکنیت حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ایاکت، کی بنیاد پر رکنیت دی جاتی ہے۔ عام طور پر سوسائٹی ایک ہکٹار (ڈھائی ایکٹر) پر ایک رکنیت دیتی ہے۔ آج جملہ 339 ارکان نے سوسائٹی کی رکنیت حاصل کی ہے۔ سوسائٹی 2,35,000 روپے محکمہ سمکیات کو ادا کرتی

ہے اور مچھلیوں کو خریدتی ہے تاکہ تالاب میں چھوڑا جاسکے سوسائٹی کے

شکل: 3.1(g)۔ مچھلی بازار

تمام ارکان اس کی حفاظت کرتے ہیں اور آمدنی کو تمام ارکان میں مساوی تقسیم کیا جاتا ہے۔

☆ اپنے گاؤں کی کوآپریٹیو سوسائٹی کے ارکان سے ملاقات کیجیے اور کام کرنے کے طریقوں کو معلوم کیجیے۔

☆ مچھیرے محکمہ سمکیات کو رقم ادا کرتے ہیں۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

آج کل ماہی گری کے لیے ایک نیا تجربہ کیا جارہا ہے اگر مچھیرے بہت غریب ہیں اور گھریلو اخراجات کے لیے بھی قرض کی ضرورت محسوس کرتے ہیں مچھلیوں کی پرورش کے لیے مچھلیاں، مچھلیوں کے فارم سے حاصل کرنے کی سکت بھی نہیں رکھتے ہیں تو ان پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ تاجر سے قرض حاصل کریں۔ تاجر مچھیروں کو بیعانہ قرض دیتا ہے اور مچھلی کے بچوں کو خرید کر تالاب میں چھوڑنے کی ذمہ داری بھی اٹھاتا ہے۔ جس کے بدلے میں مچھیروں کو مچھلی کو قرض دینے والے تاجر کو 10 تا 20 فیصد بازار کی قیمت سے کم قیمت پر فروخت کرنا ہوتا ہے اس طریقہ سے تاجر کو بہت نفع حاصل ہوتا ہے اگر بینک کوآپریٹیو سوسائٹی کو قرض فراہم کرے تو مچھیرے تاجر کو مچھلی فروخت کرنے کے معاملے میں آزاد ہوتے ہیں۔

☆ مچھیروں کو قرض فراہم کرنے کے معاملے میں بینک زیادہ دلچسپی کا اظہار نہیں کرتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

SCERT TELANGANA

حصہ دوم

زیرزمین پانی

بارش کا پانی، ندی، نالوں، دریاؤں میں بہنے کے علاوہ آہستہ سے زمین میں جذب ہوتا جاتا ہے۔ یہ جذب شدہ پانی زمین کے اندر پائی جانے والی ریت، پتھر اور پتھروں کی تہہ کے درمیان پہنچ کر جمع ہوجاتا ہے۔ اس جمع شدہ پانی کو ہم زیرزمین پانی کہتے ہیں۔ اس پانی کو ہم کنوؤں اور بورویل کے ذریعہ حاصل کرتے ہیں۔ ایسے پتھر یا چٹانیں جن میں شگاف یا چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں اور جن میں پانی وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے۔ انھیں ہم مسام دار چٹانیں (Pervious Rocks) کہتے ہیں۔ ریاست تلنگانہ کے چند علاقوں میں sand stones جیسے پتھر پائے جاتے ہیں۔ بعض گارے کی چٹانیں جیسے گرانائیٹ، کڑپہ چونے کا پتھر (kadpa limestone) وغیرہ بہت ہی سخت ہوتے ہیں اور جن میں مسامات نہیں پائے جاتے۔ ان میں پانی جذب نہیں ہوتا۔ زمینی پانی عام طور پر ان چٹانوں یا پتھروں کے اوپری حصہ پر جمع رہتا ہے۔ لہٰذا اُنہیں ہم غیر مسام دار چٹانیں impervious rocks کہتے ہیں۔ ہماری ریاست تلنگانہ میں موجود اکثر زیرزمین چٹانیں اسی قسم کی ہیں۔ ہماری ریاست تلنگانہ کا ایک چھوٹا سا حصہ جو دریاؤں کے کنارے پر واقع ہے اس حصے میں ریت مٹی اور سنگریزوں کی گہری پرتیں پائی جاتی ہیں۔ جن میں پانی بھی جمع رہتا ہے۔ پانی کی وہ پرتیں۔ جن میں زیرزمین چٹانوں کے درمیان پانی جمع رہتا ہے آبی پرت (Aquifer) کہلاتی ہیں۔ اس پرت کی موٹائی اس علاقے میں دستیاب زیرزمین پانی کا تعین کرتی ہے۔

اپنے علاقے میں موجود کنوؤں کا مشاہدہ کیجئے۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کیجئے کہ سطح زمین سے پانی کی سطح کتنی گہری ہے؟ یہ بھی پتہ لگائیے کہ کیا نیچے کوئی چٹان ہے اگر ہو تو وہ کس قسم کی چٹان ہے؟ اس کنویں کا مالک کون ہے؟ اس کی کھدوائی کب کی گئی؟ اس پر کتنا خرچ آیا' جیسی تفصیلات معلوم کیجیے۔ اس طرح کنوؤں سے متعلق تمام تفصیلات جمع کیجئے اور ایک کتابچہ تیار کیجیے۔

☆ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر غیر مسام دار چٹانیں نہ ہوتے تو کیا زیر زمین پانی جمع ہوتا؟

☆ مسام دار چٹانیں اگر دشوار گذار چٹانوں کے نیچے ہوتے تو کیا ہوتا؟ زیر زمین پانی پھر کہاں جمع ہوتا۔

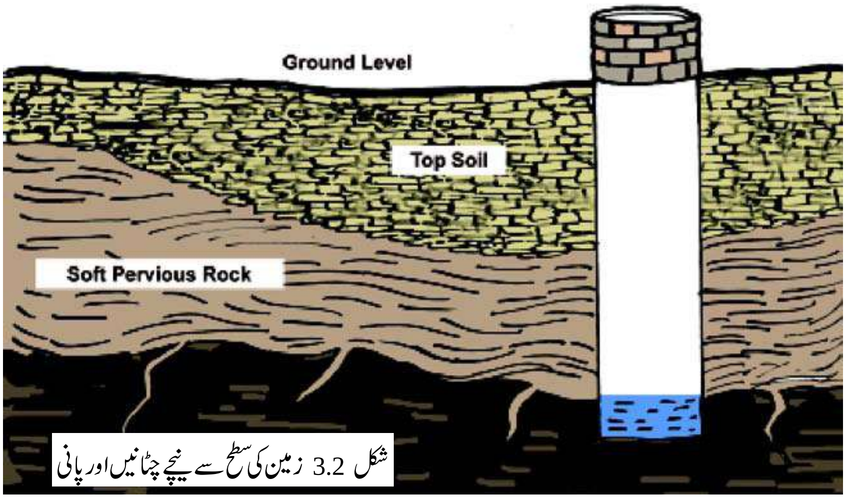

شکل 3.2 زمین کی سطح سے نیچے چٹانیں اور پانی

زیرزمین پانی کی سطح

دی گئی شکل (3.3) میں موجود تمام کنوؤں میں یکساں سطح آب کا بغور مشاہدہ کیجیے۔ یہ بارش کے موسم کے اختتام پر پائی جانے والی سطح آب ہے۔ان تمام کنوؤں میں پانی 5 میٹر کی گہرائی میں ہے۔اگر ہم اس علاقے میں ایک نئے کنویں کی کھدوائی کریں تو ہمیں 5 میٹر گہرائی میں پانی دستیاب ہونے کی گنجائش ہے۔اس کو ہم زیرزمین سطح آب یا Water Table کہتے ہیں۔

(شکل 3.3) سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ھیکہ زیرزمین سطح آب کی گہرائی ہمیشہ یکساں برقرار نہیں رہتی ہے۔ بلکہ بارش کے موسم میں سطح آب میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور موسم گرما میں یہ گہرائی میں چلی جاتی ہے۔

تلنگانہ میں چٹانیں اور زیرزمین پانی:

تلنگانہ میں اکثر زیرزمین چٹانیں گرانائیٹ پر مشتمل ہیں جو سخت اور غیر مسام دار ہوتے ہیں ان پرتوں کا اوپری حصہ (تقریبا 20 میٹر گہرائی) میں شگاف موجود ہیں جہاں پر بارش کا پانی جذب ہوکر جمع رہتا ہے۔50 تا 100 میٹر گہرائی میں موجود ان چٹانوں میں شگاف پائے جاتے ہیں۔ان خالی شگافوں میں بھی پانی کی وافر مقدار پائی جاتی ہے جو بارش کے موسم میں جذب ہوکر جمع ہوتی ہے۔عام طور کھودے گئے کھلے کنویں صرف اوپری پرتوں میں موجود پانی کو حاصل کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔جبکہ ڈرل مشینوں کے ذریعہ کھودے جانے والے بورویل گہرے شگافوں میں موجود جمع شدہ پانی حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

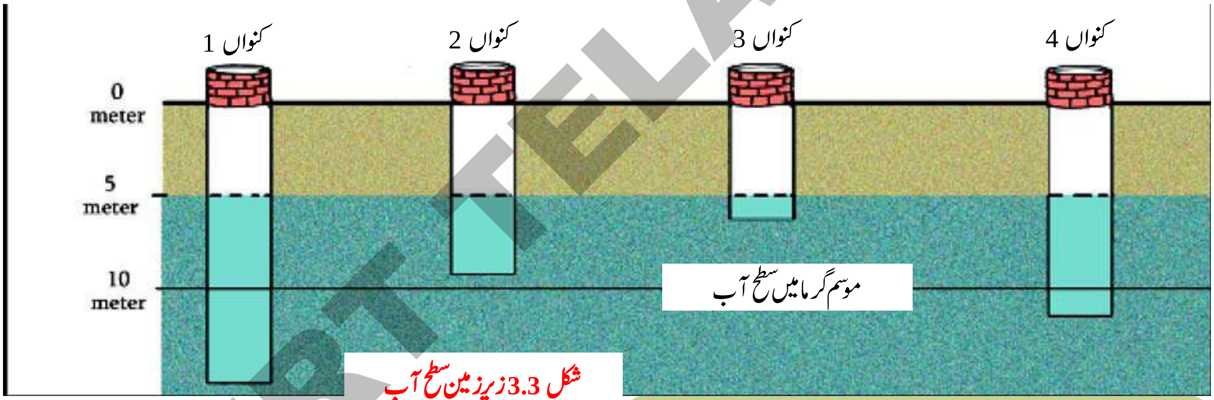

شکل 3.3 زیرزمین سطح آب

شکل 3.3 بغور مشاہدہ کرتے ہوئے حسب ذیل سوالات کے جوابات بتلایئے۔

(1) سطح زمین سے زیرزمین سطح آب............میٹر گہرائی میں موجود ہے۔

(2) موسم گرما میں زیرزمین آبی سطح 10 میٹر کے نیچے چلی جائے تو ان چار کنوؤں میں کون سے کنویں خشک ہوجائیں گے؟

(3) کون سے کنویں میں زیادہ سے زیادہ پانی دستیاب رہے گا۔

شکل 3.4 دیکھئے اور حسب ذیل سوالات کے جوابات دیجیے۔

(1) کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ سخت چٹانی پرتوں کی گہرائی میں پانی کس طرح پہنچتا ہے؟

(2) موسم گرما میں کونسا کنواں سب سے پہلے خشک ہوجائیگا؟ وجوہات بتلایئے۔

(3) اگر کسی چٹان میں شگاف نہ ہونے کے باوجود کیا کسی کنویں میں پانی پایا جائے گا؟

SCERT TELANGANA

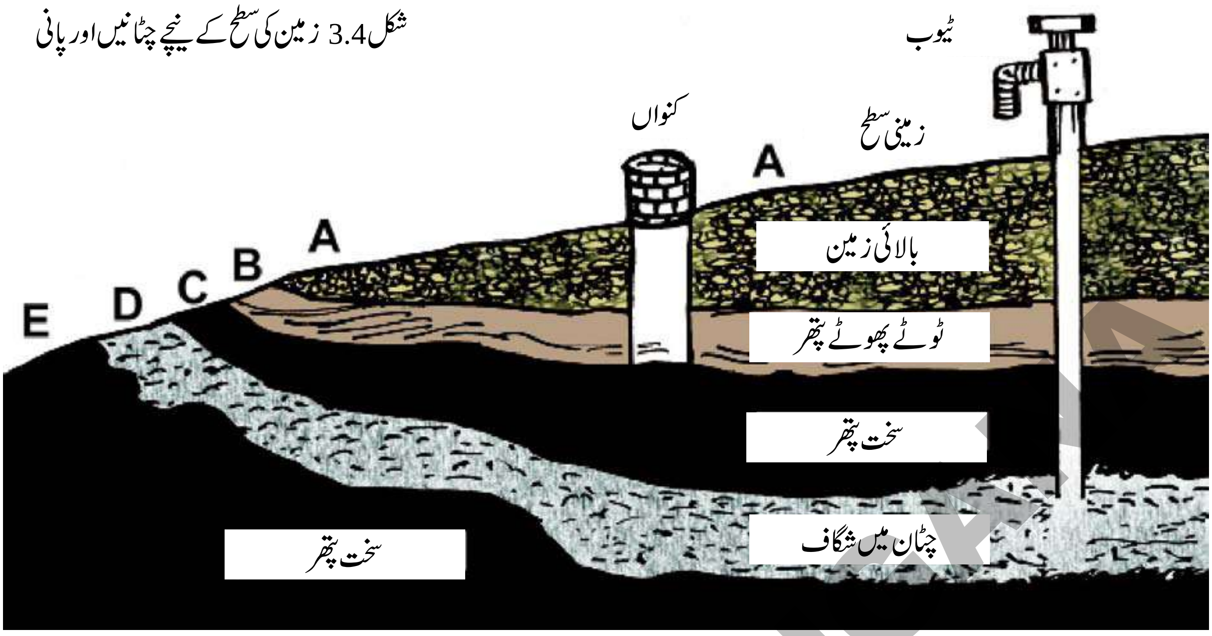

شکل 3.4 زمین کی سطح کے نیچے چٹانیں اور پانی

تلنگانہ کے اکثر منڈلوں میں پائے جانے والے سخت چٹانیں گرانائیٹ نہیں ہوتے ہیں ۔ پانی کی نہایت کم مقدار ان میں جذب ہوتی ہے۔لیکن کڑپہ کے پتھر کی قسم والی چٹانیں بعض علاقوں میں ہوتی ہیں۔ وہ سخت ہونے کے باوجود ان کے درمیان شگاف اور خالی حصہ پایا جاتا ہے جس میں وافر مقدار میں بارش کا پانی جمع رہتا ہے۔اس قسم کی چٹانوں کی دڑارڑوں میں زیر زمین پانی سطح زمین سے 3 تا 15 میٹر گہرائی میں پایا جاتا ہے۔ کرشنا ،گوداوری جیسے بڑے دریاؤں سے متصلہ علاقوں میں ریت اور چکنی مٹی سے بنی دبیز پرتیں موجود ہیں۔ یہاں پر زیر زمین سطح آب کا انحصار دریاؤں کی سطح آب پر ہوتا ہے۔ عام طور پر اس علاقے میں پانی کی کثیر مقدار پائی جاتی ہے۔اس علاقے میں 5 تا 7 میٹر تک کی گہرائی میں پانی پایا جاتا ہے اس لئے اس علاقے میں کنوؤں کی کھدوائی آسان کام ہے۔

☆ کیا آپ کو یاد ہے کہ جماعت ششم میں ہم نے پاناماکور اور ڈوکور اور پنوگولو کے کنوؤں اور بورویل کے بارے میں پڑھا ہے؟

زیر زمین پانی کی بازیابی

ایسے علاقے جہاں پر درخت ، پودے اور گھاس نہ ہو وہاں پر بارش کا پانی تیزی سے بہتے ہوئے نالوں میں جاملتا ہے اسکے بعد ندیوں اور دریاؤں میں شامل ہو جاتا ہے۔ بارش کے پانی کے بہاؤ کو پودوں کی افزائش یا ڈیم یا پشتوں کی تعمیر کے ذریعہ روکا جائے تو پانی زیادہ مقدار میں جذب ہو کر زیر زمین پانی کی مقدار میں اضافہ ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔ پہاڑوں کی ڈھلوان سطح پر گھاس کی افزائش کرنے سے اور پہاڑ کے دامن جو چھوٹے نالوں کا منبع ہوتا ہے اسکے راستہ میں چیک ڈیم کی تعمیر کر کے پانی کو زیادہ وقت تک روکے رکھنے سے زیر زمین سطح آب کو دوبارہ حاصل کرنے کے موقع ہوتے ہیں۔ لیکن ریاست کے زیادہ تر علاقوں میں جذب ہونے والے پانی کی مقدار سے بھی زیادہ مقدار میں پانی کی نکاسی کررہے ہیں اس سے مراد ہم زیر زمین جذب ہونے والے پانی کی مقدار سے بھی زیادہ پانی کا استعمال کررہے ہیں۔ جنگلات کے کٹاؤ کی وجہ سے بھی زمین میں جذب ہونے والے پانی کے مقدار کی سطح میں کمی ہوجاتی ہے۔ جس کی وجہ سے سطح آب میں تیزی سے گراوٹ آرہی ہے۔ ہر سال نصف میٹر سے 2 میٹر تک زیر زمین سطح آب میں کمی ہوتی جارہی ہے۔

SCERT TELANGANA

اس طرح ہم ہر دفعہ زمین میں جذب ہونے والے پانی کی مقدار سے زیادہ مقدار میں پانی کی نکاسی کرتے جائیں گے تو کچھ دنوں میں زیرزمین سطح آب میں بہت زیادہ کمی ہوجائے گی اور ہمارے لیئے بہت کم پانی رہ جائے گا اور آخرکار زیرزمین پانی بالکل ہی ختم ہوجائے گا۔ گزشتہ سالوں سے ایسے کئی واقعات رونما ہورہے ہیں۔

کیا آپ زیرزمین پانی کو ضائع کئے بغیر کم مقدار میں استعمال کرنے کے طریقوں کے بارے میں غوروفکر کرسکتے ہیں؟

ہمارے ملک کے کچھ علاقوں میں صرف تین تا چار مہینے بارش ہوتی ہے۔ باقی مہینوں میں ہم زیرزمین پانی کے ذرائع پر ہی انحصار کررہے ہیں۔ ندی، کنوئیں، کنٹے وغیرہ کا اسی زیرزمین آبی ذرائع پر انحصار ہے۔ کیا ہم زیرزمین پانی کی سطح میں اضافہ کرسکتے ہیں؟ آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ پودوں، درختوں گھاس اور پتھروں کی رکاوٹ کی عدم موجودگی کی وجہ سے بارش کا پانی تیزی سے بہتے ہوئے نالوں کے ذریعے ندیوں یا دریاؤں میں شامل ہوجاتا ہے۔ اگر بارش کے پانی کے بہاؤ کی رفتار کو پودوں کی افزائش یا چیک ڈیم کی تعمیر سے کچھ کم کیا جائے تو پانی کی زیادہ مقدار زمین میں جذب ہونے کے بہت بڑے امکانات موجود ہیں جس سے زیرزمین آب کی سطح میں اضافہ کے زیادہ مواقع حاصل ہیں۔ ان طریقوں کے ذریعہ گذشتہ چند سالوں سے زیرزمین سطح آب کے ذخیرہ میں اضافہ کرنے کی کوشش جاری ہے اس طرح کے پروگراموں کو (Water Shed Development Project) کہتے ہیں اس پروجیکٹ کا مقصد نالوں کے منبع کہلانے والے پہاڑوں کی ڈھلوان سطح پر شجر کاری کرنا، گھاس کی افزائش کرنا، چھوٹے بند تعمیر کرنا ہے جس سے بارش کے پانی کے بہاؤ کی رفتار کو کم کرتے ہوئے پانی کی زیادہ مقدار کو زیرزمین پہنچایا جاسکتا ہے۔ بڑے نالوں پر تعمیر کیے جانے والے چھوٹے چھوٹے چک ڈیم بھی پانی کو زیادہ وقت تک ذخیرہ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ تمام اقدامات زیرزمین پانی کی مقدار میں اضافہ کرنے میں ہماری مدد کرتے ہیں۔

☆ کیا آپ کے علاقے میں Water Shed Development Project موجود ہے؟ اس علاقے کا دورہ کرکے اس پر کس طرح عمل آوری کی گئی ہے مشاہدہ کیجیے اس پراجیکٹ کے علاقے کا ایک نقشہ بنانے کی کوشش کیجیے۔

زیرزمین پانی کا معیار

زیرزمین پانی میں عام طور پر کئی معدنیات پائے جاتے ہیں۔ یہ پانی بعض اوقات کھارا یا نمکین ہوتا ہے اور بعض مرتبہ میٹھا ہوتا ہے۔

☆ تالاب، کنٹہ، کنویں، بورویل سے پانی کے نمونے حاصل کیجیے۔ چند کنوؤں کا پانی میٹھا اور چند کنوؤں کا پانی کھارا ہوتا ہے۔ کیا آپ پانی کے ذائقہ میں پائے جانے والے اس فرق کی وضاحت کرسکیں گے؟

زیرزمین پانی میں پائے جانے والے ذائقے کے اس فرق کی اہم وجہ اس میں شامل یا حل ہونے والے معدنیات ہیں۔ یہ معدنیات زمین کی گہرائی میں موجود چٹانی پرتوں اور مٹی کی پرتوں سے شامل ہوتے ہیں۔ اس لئے پانی کے ذائقہ کا دارومدار اس علاقے میں پائے جانے والی معدنیات پر ہوتا ہے۔ تلنگانہ کے کئی منڈلوں میں پائے جانے والے زیرزمین پانی میں نمک، فلورائڈ، کلورائیڈ، سوڈیم، لوہا، نائٹریٹ وغیرہ معدنیاتی اجزاء بہت زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ اگر ایسے پانی کا استعمال پینے کے لئے کیا جائے تو یہ صحت کے لئے مضر ہے۔ اس کے استعمال سے دانت اور ہڈیوں سے متعلق امراض سے متاثر ہوتے ہیں۔ (شکل 3.5) ایسے موقعوں پر پینے کے لئے استعمال ہونے والے پانی کی ضروری تخلیص کرکے زائد معدنیات

SCERT TELANGANA

کااخراج کرتے ہوئے پانی فراہم کیا جانا ضروری ہے۔

اکثر موقعوں پر زراعت میں استعمال کی جانے والی کیمیائی کھادوں اور کیڑے ماردواؤں کے کثرت سے استعمال سے پانی آلودہ ہورہا ہے۔ یا پھر ناقص بلدی نظام کی وجہ سے پانی آلودہ ہو رہا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ مسئلہ روز بہ روز بڑھتا ہی جارہا ہے ۔اگر اس کی روک تھام کے اقدامات نہ کئے جائیں تو مستقبل قریب میں زیادہ تر ندیوں اور دریاؤں کا پانی پینے کے لئے قابل نہیں رہے گا اور نہ ہی نہانے کے قابل رہے گا۔

شکل (3.5) پینے کے پانی میں فلورائیڈ کی کثرت سے متاثرہ لڑکی

زیرزمین پانی کا استعمال

دریاؤں میں پائے جانے والے پانی کی طرح ہی زیر زمین پانی بھی عوام کی مشترکہ ملکیت ہے ۔ اس سے مراد جس زمین، علاقہ میں زیرزمین پانی کا ذخیرہ موجود ہے اس پر زمین کے مالک کا حق نہیں ہے۔ بلکہ یہ مشترکہ ذخیرہ ہے لیکن ان دنوں زمینوں کے مالک زیرزمین پانی کو اپنا حق سمجھتے ہوئے استعمال کررہے ہیں۔

زیر زمین ذخیرہ آب والے علاقے کی زمین کے مالکانہ حق رکھنے والے افراد پانی کی زائد مقدار کا استعمال کرتے ہوئے پڑوسیوں کو مہیا ہونے نہیں دے رہے ہیں ۔ گہرے بور ویل کی کھدائی کے ذریعہ زیادہ پانی کی نکاسی کررہے ہیں۔ سطح آب میں گراوٹ کی وجہہ سے قریبی کنویں خشک ہوگئے ہیں اس لئے زیرزمین پانی کو بھی مشترکہ ذخیرہ سمجھنا چاہیے۔ اگر صرف چند افراد ہی گہرے کنوؤں کی کھدوائی کرتے ہوئے پانی کا استعمال کرتے جائیں تو دیگر افراد کو نقصان ہوگا۔ زیرزمین آبی ذخائر ختم ہوجائیں گے ۔ اس طرح مزید کچھ وقت تک یہ عمل جاری رہا تو سرے سے زیرزمین پانی ہی ختم ہوجائے گا۔ گہرے بورویل کی کھدائی کے باوجود ایک بوند بھی پمپ کرکے نکالنے کے لئے نہ رہے گا۔

☆ کیا آپ کے علاقے میں اپنی زمین نہ رکھنے والے افراد کو بھی پانی کا مساوی استعمال کرنے کے موقع حاصل ہے۔ غور کیجیے۔ ایسا ایک منصوبہ تیار کرکے کمرہ جماعت میں اپنے ساتھیوں سے مباحثہ کیجیے۔

ہمارے آبا واجداد نے ہمیں پانی کا یہ اثاثہ بہت ہی پاک وصاف حالت میں عطاء کیا ہے۔ ہمیں اسے اپنی اگلی نسلوں کو عطاء کرنا ہے۔ ہمیں پانی کے کم استعمال کے طریقوں کو ترقی دینا چاہیے۔ ورنہ مستقبل کی نسلیں پانی کے لیے ہلاکت خیز جنگیں لڑیں گی۔ اور ہم ہی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

کلیدی الفاظ

مسام دار چٹانیں، غیر مسام دار چٹانیں، نباتات، آبی پرت ، پتھر کا دور

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1۔ غلط جملوں کی تصحیح کیجیے۔

a) پانی میدانوں سے سطح مرتفع کی جانب بہتا ہے۔

b) سطح مرتفع میں دبیز ریت اور کنکروں سے بنی پرتیں موجود ہوتی ہیں۔

c) زیر زمین پانی ہرگز خشک نہیں ہوتا؟

d) کنوؤں کی کھدوائی محبوب نگر میں آسان ہوتی ہے؟

2) شکل میں بتائے گئے کنویں، دریائے گوداوری کے میدانی علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے اس شکل میں کچھ غلطی ہے۔ کیا آپ اُس کو درست کر سکتے ہیں؟

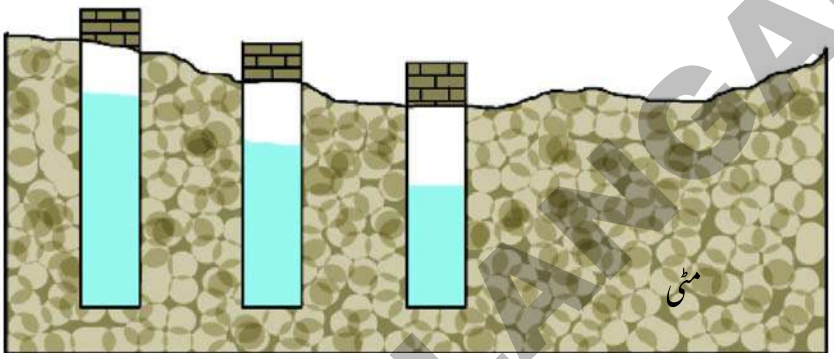

3) آپ کیا خیال کرتے ہیں کہ ذیل میں سے کن مقامات میں پانی کا اعظم ترین انجذاب عمل میں آتا ہے؟

4) پلیرا گاؤں میں چند کنوؤں کے مالکین طاقتور پمپ، موٹروں کا استعمال کرتے ہوئے کنوؤں سے پانی کھینچ رہے ہیں دیگر کنوؤں کے مالکین نے یہ محسوس کیا کہ ان کے کنوے سوکھتے جا رہے ہیں۔ اس مسئلہ کے مناسب حل کے بارے میں بحث کیجئے۔

5) ایسے علاقوں میں جہاں زیر زمین آبی سطح کم ہے کیا اُن علاقوں میں بورویل کی کھدوائی پر کوئی امتناع ہے؟ کیوں؟

6) آپ کے علاقے میں زیر زمین پانی کو دوبارہ بھرنے کے دیگر ذرائع سے متعلق غور کیجیے۔

7) سبق کی شکل 3.1(a) کا مشاہدہ کیجیے اور اس کا تقابل اپنے علاقے سے کیجیے۔

8) آپ کے گاؤں کا نقشہ اتاریئے اور اس میں پانی کے ذرائع کی نشاندہی کیجیے۔

9) صفحہ نمبر 27 کا پیراگراف ''زیر زمین پانی کا معیار'' کا مطالعہ کیجیے اور اس پر تبصرہ کیجیے۔

منصوبہ کام: تالاب/کنٹہ کے متعلق حسب ذیل معلومات اکٹھا کیجیے۔

شمار	Ayacut (ایکٹر میں) سابقہ	Ayacut (ایکٹر میں) موجودہ	تالاب کے دیگر استعمالات	مرمت نہ کرنے کے اسباب	مرمت کرنے پر حاصل ہونے والے فائدے

SCERT TELANGANA

باب
4

بحرِ اعظم۔ ماہی گیری

حصہ اوّل

زمین ایک آبی سیارہ کے طور پر جانی جاتی ہے۔کیونکہ یہ ایک واحد سیارہ ہے جس میں کافی مقدار میں پانی موجود ہے ۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے کہ زمین کا تقریباً %71 حصہ سمندر یا بحرِ اعظم سے گھرا ہوا ہے۔سمندر یا بحرِ اعظم کے تعلق سے آپ کا کیا تصور ہے؟ سمندر یا بحرِ اعظم کے تعلق سے آپ نے کیا دیکھا اور سُنا ہے۔زمین پر نمکین پانی کا پھیلاؤ ہی سمندر کہلاتا ہے۔وسیع سمندری علاقے بحرِ اعظم کہلاتے ہیں۔بحرِ اعظم وہ آبی خطے ہیں جو عموماً برِ اعظموں سے منقسم ہوتے ہیں۔

* آپ کے گاؤں میں دستیاب پانی نمکین ہے یا پینے کے قابل؟ گاؤں کے مختلف حصوں میں کیا اس کی خاصیت مختلف ہے؟
* مختلف آبی خطوں کو کس نام سے موسوم کیا گیا ہے؟ کیا پانی کے بڑے اور چھوٹے خطوں کے نام مختلف ہیں؟
* دنیا کے نقشہ یا گلوب پر پانچ سمندروں اور پانچ بحرِ اعظموں کی نشاندہی کیجیے اور اپنی انگشت شہادت اُس رقبہ سے گزاریئے جس پر یہ سمندر پھیلے ہوئے ہیں۔

یہ جاننے میں آپ کو دلچسپی ہوگی کہ پانی کے نیچے کیا پایا جاتا ہے۔سطح سمندر سے ہمیں یہ نہیں پتہ چلتا ہے کہ اس کے نیچے کیا ہے۔آپ کو شائد یہ جاننے کا موقع ملا ہوگا کہ کسی دریا یا نہر یا تالاب کی تہہ کیسی ہوتی ہے۔

* آبی خطوں کے سطح کے نیچے آپ نے کیا دیکھا یا محسوس کیا اُس پر تبادلہ خیال کیجیے۔
* پانی کے جن خطوں کو آپ نے دیکھا وہ کتنے میٹر گہرے ہیں۔

بحرِ اعظم کی ہیئت (Ocean Relief)

بحرِ اعظموں کی تہہ زمین کی سطح کی طرح ہی ہوتی ہے سمندروں کی تہہ مسطح نہیں ہوتی،اس پر بھی پہاڑ، اونچے ٹیلے سطح مرتفع ،میدان ،اور کھائیاں پائی جاتی ہیں ۔ ان میں سے کئی کھائیاں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ ایورسٹ پہاڑ بھی اس میں رکھا جائے تو یہ پورا غرق ہوجائے گا ۔ بحرِ اعظم کا بڑا حصہ سطح سمندر سے تقریباً تین تا چھ کیلو میٹر گہرا ہوتا ہے۔ شکل 4.1 ایک خاکہ ہے جس میں سطح سمندر کے نیچے پائی جانے والی مختلف زمینی اشکال کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

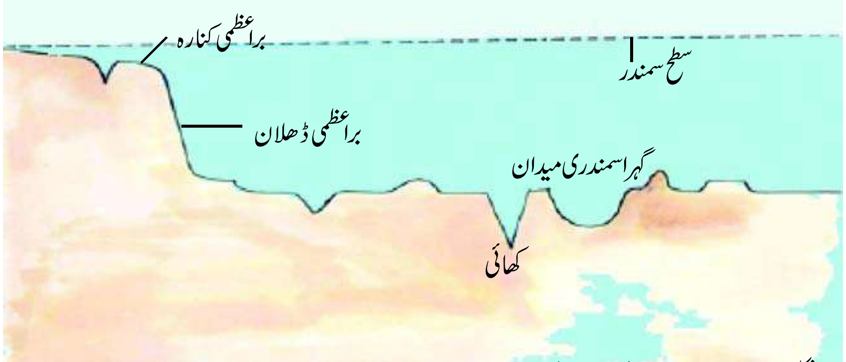

شکل 4.1 زیریں سمندر کے خط وخال

SCERT TELANGANA

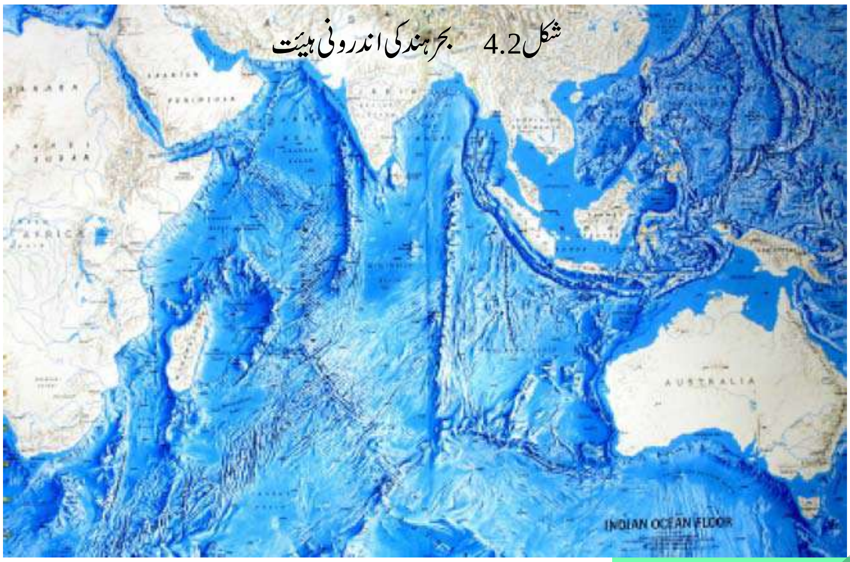

شکل 4.2 بحر ہند کی اندرونی ہیئت

شکل 4.2 میں ہندوستان کے زمینی حصوں کی نشاندہی کیجیے پھر اسکے بعد خلیج بنگال، بحیرہ عرب اور بحر ہند کی تہہ میں پہاڑ میدان اور کھائیوں کی نشاندہی کرنے کی کوشش کیجیے۔بحراعظم کا پانی کبھی ساکت نہیں ہوتا اس میں مختلف قسم کی حرکات ہوتی رہتی ہیں۔

* کیا آپ نے کبھی کسی دریا کے پانی میں مختلف قسم کی حرکات کا مشاہدہ کیا ہے؟ آپ شائد لہروں، موجوں اور سیلاب کے پانی کے آگے اور پیچھے چل ہونے کے عمل سے واقف ہونگے اپنے تجربہ کا کمرہ جماعت میں تذکرہ کیجیے۔

بحراعظم کے پانی میں تین قسم کی حرکات ہوتی ہیں۔وہ اس طرح ہیں۔

1. موجیں :Waves

جب پانی سمندر کی سطح سے اوپر اٹھتا ہے اور پھر گرتا ہے۔ اسے ''موج'' کہتے ہیں۔ یہ موج اس وقت بنتی ہیں جب ہوا سطح سمندر کو چھوتی ہوئی گزرتی ہے۔ہوا جتنی تیز ہوگی موج اتنی ہی بڑی ہوگی۔

2. لہریں : Currents

سمندر میں پانی ایک مقام سے دوسرے مقام تک بڑے دھارے کی شکل میں بہتا ہے۔

یہ دھارے ایک خاص سمت میں سمندر کی سطح پر بہتے رہتے ہیں ۔ ان دھاروں کو ''لہریں'' کہا جاتا ہے۔سمندری لہریں دوقسم کی ہوتی ہیں۔

1) گرم لہریں اور 2) سرد لہریں

گرم لہریں استوائی علاقے سے قطبین کی طرف بہتی ہیں اور سرد لہریں قطبین سے استوائی علاقے کی طرف بہتی ہیں، ان تمام کی اہم وجہ مقامی ہوائیں، مختلف درجہ حرارت اور سمندر کا کھارا پن ہے۔

3. مدوجذر : Tides

روزانہ سمندر میں پانی کا ایک خاص 'لے' (ترتیب) میں اوپر اٹھنے اور گرنے کے عمل کو ''مدو جذر'' کہتے ہیں۔تمام ساحلی مقامات چند گھنٹے اونچی /بلند مدو جذر اور چند گھنٹے پست مدوجذر کے تجربے سے گزرتے ہیں۔مدوجذر کی بلندی یکساں نہیں ہوتی۔اونچی مدوجذر کے دوران پانی ساحل پر کچھ دور تک اوپر کی طرف چڑھ آتا ہے۔جیسے ہی مدوجذر پست ہوتا ہے تو پانی پیچھے کی طرف چلا جاتا ہے۔مدوجذر ماہی گیری میں بہت معاون ہوتے ہیں۔ساحل کے چند مقامات پر اپنے ساتھ دریاؤں کے ذریعہ لائی گئی گدلی مٹی کو بہا لے جاتے ہیں اور ریت کو تہہ نشین ہونے سے روکتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

حصہ دوم

شکل 4.4

ساحلی میدان میں مچھیروں کا گاؤں:

سمندری پانی ہمیشہ نمکین ہوتا ہے۔اس میں کئی قسم کے معدنیاتی نمک شامل ہوتے ہیں۔سمندر بارش کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ یہ مچھلی اور دیگر سمندری غذاؤں کے گودام ہوتے ہیں۔ یہ نمک کا بھی ایک اہم ذریعہ ہیں۔سمندر بین الاقوامی تجارت کے لیئے قدرتی شاہراہ ہیں۔آیئے! ہم آندھراپردیش کے ساحل پر واقع ماہی گیری دیہات ''بھاؤنا پاڈو'' کا دورہ کریں گے اور سمندر کے قریب رہنے والوں کی طرز زندگی کا مطالعہ کریں گے۔

* آندھراپردیش کے نقشہ میں ساحلی پٹی کا مشاہدہ کیجیے اور معلوم کیجیے کے ساحل پر کون کون سے اضلاع واقع ہیں؟
* اس ضلع کی نشاندہی کیجیے جس میں ''بھاؤنا پاڈو'' گاؤں واقع ہے؟
* بھاؤنا پاڈو کی تصویر (4.4) کا مشاہدہ کیجیے اور ذیل کے نکات کے بارے میں معلوم کیجیے۔

i) پانی کے خطوں کی شناخت کریں

ii) اس زمین کی شناحت کیجیے جو غیر زرعی مقاصد کے لئے استعمال ہوتی ہے۔اگر ہوتی ہے تو کس مقصد کے لئے؟

ماہی گیری:

صبح کے چار بج رہے ہیں۔اپّا لاکونڈا کی بیوی اسے نیند سے بیدار کرتی ہے اور 5.00 بجے کھانے کے لیئے اُسے چاول کا دلیہ دیتی ہے اپّا لاکونڈا سمندر کی طرف جانے کے لیئے تیار ہے۔ ساحل سمندر پر اس کے دوست اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ سب غریب مچھیرے ہیں۔ان کے پاس خود کی نہ تو کشتیاں ہیں اور نہ مچھلیاں پکڑنے کا جال۔وہ تمام تا تاراؤ کی موٹر بوٹ پر کام کرتے ہیں۔ بوٹ پر ان کی جملہ تعداد 20 ہے اور تا تاراؤ بھی ان کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔ایک دن قبل ہی تمام ضروری اشیاء سے لیس یہ موٹر بوٹ تیار کر لی جاتی ہے۔

شکل 4.3 بھاؤنا پاڈو دیہات

SCERT TELANGANA

شکل 4.4 بھاؤناپاڑو گاؤں کی بودوباش کا فضائی منظر

سمندر میں اترنے سے پہلے وہ انجن، کھینچنے والی رسی اور، ڈیزل وغیرہ کی جانچ کرلیتے ہیں۔ وہ ٹفن کیریر وغیرہ بھی اپنے ساتھ رکھ لیتے ہیں۔ اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کرتے ہیں۔

تاتاراؤ کی یہ ذاتی کشتی ہے جسے اس نے اڑیسہ کے مارا کونڈا سے خریدا تھا اس کی قیمت تقریباً چھ لاکھ روپے ہے یہ رقم اس نے ایک خانگی ساہوکار سے زیادہ شرح سود پر بطور قرض حاصل کی چونکہ اس کے پاس غیر منقولہ اثاثہ نہیں تھا اور اسے بینک کا قرض نہیں مل سکا۔ یومیہ ماہی گیری کے اخراجات کے لئے بھی اسے کسی درمیانی شخص سے قرض لینا پڑتا ہے۔ ماہی گیری کی ہر کھیپ Trip میں مزدوری، ڈیزل اور دوسری ضروری اشیاء کی خریدی کے لئے اسے 5000 روپیوں کی ضرورت ہوتی ہے چونکہ اسے اس خرچ کے لئے درمیانی آدمی سے قرض لینا پڑتا ہے۔ اسے اپنی پکڑی ہوئی مچھلی بھی اس درمیانی آدمی کو اس کی مقررہ قیمت پر فروخت کرنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ اس وقت تک کشتی بحری سفر کے لئے پوری طرح تیار رہتی ہے۔ تمام 20 افراد اس میں سوار ہو چکے ہیں۔ وہ 15 تا 20 کیلومیٹر دور سمندر میں جاتے ہیں۔

دانماں (اپلاکونڈا کی بیوی) شوہر کے کام پر جانے کے بعد اپنے گھریلوں کام کاج 9.00 بجے تک مکمل کرلیتی ہے۔ اس کے بعد وہ نمک کی کیاریوں میں کام کے لیئے نکل پڑتی ہے۔ کبھی کبھی وہ زرعی مزدوری کی حیثیت سے بھی کام پر جاتی ہے۔ چونکہ ان کے پاس اپنی کوئی زرعی زمین یا نمک کی کیاریاں نہیں ہیں ان کا پورا خاندان یومیہ مزدوری پر انحصار کرتا ہے۔ نمک کی کیاریوں میں کام کرنے کے دوران دانماں اپنے شوہر کے فون کا بھی بے چینی سے انتظار کرتی ہے۔ وہ اپنے شوہر کی سلامتی اور مچھلیوں کے شکار کے لیئے بھی فکرمند رہتی ہے۔ کیونکہ اگر شکار زیادہ مقدار میں رہا تو زیادہ رقم ملے گی اور وہ آسانی سے اپنی گھریلو ضروریات کی تکمیل کرلیتے ہیں۔

مچھیرے دوپہر 1.00 بجے تا رات 8.00 بجے کے دوران کسی بھی وقت واپس ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی دیر رات تک لوٹتے ہیں۔ جس دن ہم وہاں تھے اس دن دوپہر 3.00 بجے تک ان کی واپسی ہوئی۔ وہ اپنے ساتھ ''پارہ'' para نامی مچھلی کا ایک اچھا خاصہ شکار لے آئے۔

SCERT TELANGANA

شکل 4.5 مچھلی پکڑنے کے جال کے ساتھ لنگر انداز کشتی

شکل 4.6 کشتی کا انجن، کھانے کے ٹفن اور ڈیزل کا ڈبہ وغیرہ

چند دلال جو وہاں پہلے سے موجود ہیں، الگ الگ قسم کی مچھلیوں کو علیحدہ کرکے انہیں عارضی طور پر ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ اور پھر بعد میں ان مچھلیوں کو Cold Containers میں دور دراز مقامات جیسے کولکتہ، بنگلور، چنائی، حیدرآباد، کیرالا اور دیگر مقامات پر لے جا کر اسے فروخت کرتے ہیں یہ دلال مچھیروں سے چار گنا زیادہ پیسہ کماتے ہیں۔ ذیل میں دئے گئے مقامی دلال پوٹیا pottiah کے اڈے کا جائزہ لیجیے۔ تصویر 4.9

* کس طرح دلال مچھلیوں کے کاروبار میں مچھیروں سے زیادہ رقم کماتے ہیں؟
* دلالوں کے اڈے پر دکھائے گئے تھرماکول کے صندوق کا مقصد کیا ہے؟

اب تک ہم مچھلیوں کے بڑے پیمانے پر ہونے والے کاروبار کا ذکر کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ اسی گاؤں میں مچھلیوں کی چھوٹے پیمانے پر بھی تجارت ہوتی ہے۔ ''کرے ٹیپا'' نامی لکڑی سے بنی دیسی ساختہ ناؤ ہوتی ہے جو سمندر میں 5 کیلومیٹر دور تک جاتی ہے اور اس سے چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کا شکار کیا جاتا ہے مچھیروں کی بیویاں جنہیں "Berakatthelu" کہتے ہیں ان مچھلیوں کو قریب کے گاؤں وقصبوں جیسے ناؤ پاڑا، ٹکالی، پونڈی، اور پلاسالے جا کر فروخت کرتی ہیں۔

کرے ٹیپا کے مقابلہ مارا پڑوا موٹر بوٹ کا سفر زیادہ پر خطر ہوتا ہے کیونکہ موٹر بوٹ سمندر میں بہت دور تک جاتی ہے۔ اور کبھی کبھی دشوار حالات میں کنارے تک تیر کر آنا بڑا کٹھن ہوتا ہے۔ اس سے بھی خراب بات یہ ہے کہ بڑی کشتیوں میں ابتدائی طبی امداد first aid تر نی صدری life jackets بھی نہیں ہوتے ماہی گیری بہر حال ایک پر خطر اور جرات مندانہ پیشہ ہے۔

شکل 4.7 کشتی سے اتاری گئی مچھلی ہراج کے لیئے ہراج ہال لیجائی جا رہی ہے

شکل 4.8 ہراج ہال میں مچھلیاں اور دلالوں کی وہاں پہلے سے موجودگی۔

SCERT TELANGANA

شکل 4.9 مقامی دلال کا اڈہ۔ ذخیرہ اندوزی کے ڈبے

شکل 4.10 بڑے شہروں میں فروخت کے لیئے درمیانی آدمی کے ٹھکانے پر ڈبے بھرے جانے والا منظر

جال:

دوپہر گھر پہنچنے کے بعد اپلا کونڈو نے دوپہر کا کھانا کھایا اور اس کے بعد وہ طوفان شیلٹر پہنچا جہاں پر اس نے اپنی پھٹی ہوئی جال کی مرمت شروع کی۔ بھاؤنا پاڈو میں کئی مقامات پر یہ سرگرمی عام طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔ ہر مچھیرے کے پاس ایک مخصوص بستہ kit ہوتا ہے۔ جس میں جال کی مرمت کے اوزار جیسے کانٹا (نولو کرالو)، دھاگا (نولو کنڈا) اور ایک چپٹی لکڑی ہوتی ہے۔ جو جال کے سائز اور اس میں پائے جانے والے حلقوں کا تعین کرتی ہے۔

شکل 4.12 ملاحظہ کیجیے۔ مچھیروں کے جال اپنی جسامت، پرتوں اور اس میں پائے جانے والے حلقوں Rings کے لحاظ سے کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ حالیہ دنوں میں ایک نئی قسم کے جال کا استعمال بڑھتا جارہا ہے۔ جسے حلقے دار جال rings net کہتے ہیں۔ یہ مچھلیوں کے ایک بڑے شکار میں مددگار ہوتی ہے۔ اس جال کا استعمال مچھیروں کے گاؤں سے نقل مقام (migration) کی شرح کو گھٹانے میں مددگار رہا۔ ابتداء میں یہ جال کپاس کے دھاگے سے بنے جاتے تھے۔ مگر اب ان کی جگہ نائلون، پلاسٹک اور دوسری مصنوعی چیزوں سے تیار کیئے جارہے ہیں۔ ایک جال 4 تا 5 سال تک قابل استعمال ہوتا ہے۔ جال کی خریدی وزن اور ان میں موجود حلقوں کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جال کی قیمت تقریباً 250 سے 300 روپئے فی کیلو ہوتی ہے۔

شکل 4.11
اپنی ٹوکریوں میں مچھلیاں بھرنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کرتے ہوئے تاکہ انہیں قریبی بستی میں فروخت کیا جاسکے۔ اس علاقے کے مچھیرے عام طور پر جال کو برہم پور (اڑیسہ) سے خریدتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

شکل*4.12(A) جال کی مرمت (b) مچھیرے جال سیتے ہوئے (c) سوئی (d) سیسہ کے بنے تیرتے ہوئے منکے (e) پلاسٹک کے بنے تیرتے ہوئے منکے
حلقہ والے جال 500 کیلوگرام وزنی ہوتے ہیں، جنہیں مچھیرے اکثر اڑیسہ کے شہر برہم پور سے خرید تے ہیں۔

ذراعت اورافزائش مویشیاں

Agriculture & Animal Husbandry

بھاؤنا پاڈو گاؤں میں ماہی گیری ہی واحد پیشہ نہیں ہیں بلکہ کچھ لوگ کاشتکاری کرتے ہیں اور مویشیوں اور پرندوں کو بھی پالتے ہیں۔ گاؤں کی زمین صلصالی (Loamy) مٹی پر مشتمل ہے۔ اوردھان یہاں کی اہم فصل ہے۔ محض چند ایکڑ زمین پر آبپاشی کی سہولت مہیا ہے۔ بھاؤنا پاڈو گاؤں دریائے ومشادھارا نہر کے اختتامی مقام پر واقع ہے۔ اس نہر کا پانی قریبی گاؤں میں مّری پاڈو کی ضروریات کی تکمیل کے بعد ہی بھاؤنا پاڈو تک آتا ہے ۔ لہٰذا بھاؤنا پاڈو گاؤں کی زراعت زیادہ تر بارش کے پانی پر ہی انحصار کرتی ہے ۔ اس گاؤں میں کوئی زمیندار Land Lords نہیں ہے۔ کاشتکاروں کی کثیر تعداد چھوٹے کسان ہیں ۔ وہ کوئی تجارتی فصل نہیں اگاتے ۔ تاہم ان میں سے چندلوگ گائے اور بھینس پالتے ہیں ۔ دو پولٹری فارمس بھی اس گاؤں میں نفع بخش طور پر چل رہے ہیں۔ بھاؤنا پاڈو میں چاول کی پیداوار اتنی نہیں ہے کہ وہ یہاں کے باشندوں کی ضرورت کی تکمیل کرسکے اس لئے وہ اپنے سفید راشن کارڈ پر دکان سے اور کبھی کبھی کھلے بازار سے چاول خریدتے ہیں۔

کھاراپن اور پینے کا پانی Salinity & Drinking Water

گاؤں کا پانی کھارا ہے۔ساحل سمندر کے قریب 8 تا 10 فٹ گہرا کنواں کھودنے پر پینے کا پانی دستیاب ہوتا ہے لیکن گرما میں یہ کنواں سوکھ جاتا ہے انہیں دوبارہ بھرنے میں کافی وقت لگتا ہے۔ گھنٹوں انتظار کے بعد دوبارہ آپ کو ایک گھڑا پانی مل سکتا ہے۔ اس لئے پانی لانے کے لئے عورتوں کو تقریبا دو کیلو میٹر دور چلنا پڑتا ہے اور لمبا انتظار کرنا پڑتا ہے حکومت نے محفوظ پینے کے پانی کی اسکیم کو یہاں منظوری دی جس کے تحت قریبی گاؤں سوریامنی پورم سے پینے کے پانی کی سربراہی عمل میں آنے

SCERT TELANGANA

شکل 4.13، 4.14
نمک کی کیاریوں کو مسطح کرنے کا کام ''آدوگتیھا'' جو کہ پانی کو جذب ہونے نہیں دیتا۔

شکل نمبر 4.15
بوڑھی عورت کہیں دور سے پانی لاتے ہوئے

لگی ہے۔مگر یہ ایک وقتیہ طور پر راحت ثابت ہوئی ہے۔ ٹینک کی صفائی ، پمپنگ موٹر کا بار بار خراب ہونا مرمت وغیرہ اس منصوبہ کی عمل آوری میں بڑی رکاوٹ ہے کچھ عرصے تک نوجوانوں کی تنظیموں نے اس منصوبہ کو باقی رکھنے میں مدد دی اس کے باوجود بہت جلد یہ اسکیم ٹھپ ہوکر رہ گئی ہے۔

سماجی زندگی:

بھاؤناپاڈو کے باشندوں کی بڑی تعداد گنگمّا، گوری اور شیوا کی پوجا کرتی ہے اپنی کشتیوں اور مچھلیاں پکڑنے کے جال کی پوجا کرتے ہیں۔ گوری پوریرنیما ان کی اہم عید ہے۔اس عید کے موقع پر وہ گاؤں کے مشترکہ فلاحی فنڈ Common Good Fund کا استعمال کرتے ہیں شکل نمبر 4.16 کا مشاہدہ کیجیے۔

اپالاکونڈا کی طرح یہاں کے بہت سے لوگ اپنے جسم پر اس طرح کے ٹاٹو (Tatoos) بنواتے ہیں۔

یہاں ایک کھلا اسٹیج بنا ہوا ہے جہاں پر ڈرامے، برّا کتھا ، ہری کتھا اور ریکارڈنگ ڈانس کیئے جاتے ہیں۔ ان تمام

شکل 4.16 آپ کے خیال میں لوگ ٹاٹو کیوں بنواتے ہیں اپالاکونڈا کے ہاتھ پر کونسا نشان ہے۔ یہ کس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے

سرگرمیوں کے انعقاد میں مخصوص فرقہ کے سرکردہ افراد کی نگرانی میں ہی ہوتا ہے۔ جسے ''پلّاس'' کہتے ہیں یہ فرقہ کے بڑے لوگ رسموں رواجوں اور روایات کا تعین کرتے ہیں ۔ وہ تنازعات (جھگڑوں) کی یکسوئی کرتے ہیں اور جرمانے بھی عائد کرتے ہیں ان جرمانوں سے حاصل ہونے والی رقم '' مشترکہ فلاحی فنڈ'' میں جمع کی جاتی ہے۔

SCERT TELANGANA

کلیدی الفاظ : 1) اوزار کا بستہ، 2) جال کے حلقے، 3) داستان گوئی (براکتھا)، 4) مشینی ناؤ،

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. کیا بھاونا پاڈو آپ کے گاؤں کی طرح ہی ہے؟ آپ کے خیال میں ان بھاونا پاڈو اور آپ کے گاؤں میں کیا فرق اور مشابہت ہے؟ نیچے دیئے گئے نکات کی روشنی میں ان کا تقابل کیجیے؟
   ☆ ذریعہ معاش ☆ ملازمتوں کے اقسام ☆ آبی وسائل ☆ زرعی سرگرمیاں
2. سمندروں میں کتنی قسم کی حرکات ہوتی ہے؟ ان میں سے کونسی حرکات مچھیروں کے لئے معاون ہیں؟
3. موٹر بوٹ سے ماہی گیری اور دیسی ساختہ ناؤ (کرے ٹیپا) سے ماہی گیری کے مابین کیا فرق ہے؟
4. موٹر بوٹ کو ماہی گیری کے لئے تیار کرنے کے مراحل بیان کیجیے؟
5. مچھیروں کے اوزاری بستہ (Tool Kit) میں کیا کیا چیزیں ہوتی ہیں؟
6. سطح زمین اور سمندر کی تہہ میں کونسی مشابہتیں پائی جاتی ہیں؟
7. اپنے گاؤں، قصبے میں واقع پانی کے سوتے (جھرّے) Aquifers سے متعلق معلومات اکٹھا کیجیے؟ ذیل میں دی گئی جدول کو پر کیجیے۔ اور اس کے فوائد کا تجزیہ کیجیے؟

سلسلہ نشان	جھرّے کا نام	استعمالات	حدود

8. ایسی تصویریں اکٹھا کیجیے جو مچھیروں کی طرز زندگی کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان کی مدد سے البم تیار کیجیے۔
9. دلالوں کے پیسوں پر انحصار نہ کرنے کے لئے آپ مچھیروں کو کیا حل بتائیں گے؟
10. پچھلے چار ابواب میں ہم نے پانی کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ کیا ہے۔ یہاں کرہ زمین پر پانی کی دستیابی سے متعلق مزید معلومات دی گئی ہیں انہیں غور سے دیکھیے اور ہماری زندگی میں اور زمین پر اس کی تقسیم کی وضاحت کیجیے۔؟

11) ''مچھیروں کی زندگی سمندروں سے جڑی ہوتی ہے'' اس بیان کی تائید آپ کس طرح کریں گے؟

12) صفحہ نمبر 35 ''ساحلی میدانوں میں مچھلیوں والا گاؤں'' کا پیراگراف کا مطالعہ کیجیے اور اس پر تبصرہ کیجیے؟

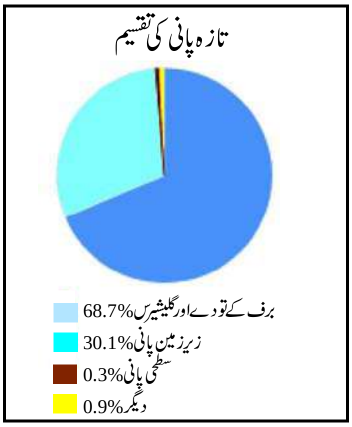

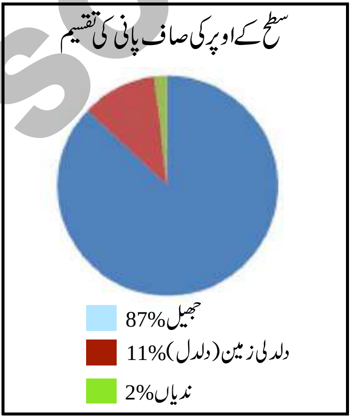

SCERT TELANGANA

باب 5

یوروپ

اس سبق میں ہم یہ جانیں گے کہ یوروپی لوگوں نے کس طرح اپنے منفرد قدرتی ماحول اور وسائل کا استعمال کیا۔

یوروپ کا محل وقوع :

یوروپ کا محل وقوع معلوم کرنے اور ہندوستان سے اس کا فاصلہ جاننے کیلئے آپ کو اٹلس یا گلوب کی ضرورت ہوگی۔ ابتداً آپ نقشہ 1 دیکھئے جس میں یوروپ کے علاقے کو گہرے رنگ سے ظاہر کیا گیا ہے۔ یوروپ کے سرحدوں کی نشاندھی کیجئے۔ یوروپ کے شمال میں ایک بحراعظم واقع ہے۔ اس بحراعظم کی نقشہ میں نشاندہی کریں۔ یہ بحراعظم سال کے زیادہ تر حصے میں منجمد رہتا ہے۔

یوروپ کے مغرب میں واقع سمندر کا نام بتایئے

براعظم یوروپ اور برّ اعظم شمالی امریکہ کو یہ بحراعظم علیحدہ کرتا ہے۔ تقریباً 500 سال قبل یوروپی لوگوں نے امریکہ کا بحری راستہ دریافت کیا اور کئی ملین یوروپی افراد نے نقل مقام کرتے ہوئے براعظم امریکہ میں سکونت اختیار کی۔

اٹلس میں یوروپ کے جنوب میں واقع سمندر کا نام تلاش کیجئے

یہ سمندر شمال میں واقع یوروپ کو جنوب میں واقع آفریقہ سے علیحدہ کرتا ہے۔ اس سمندر کے نام کے معنیٰ دُنیا کے وسط کے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ اس نام سے کیوں جانا جاتا ہے؟ زمانۂ قدیم میں یوروپی لوگ دوسرے براعظموں مثلاً امریکہ یا آسٹریلیا کے متعلق ناواقف تھے۔ وہ صرف یوروپ اور مغربی ایشیاء کے علاقوں شمالی آفریقہ سے واقف تھے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ تمام علاقے Mediterranean کے اطراف واقع ہیں۔ اس لئے یوروپی افراد کا خیال تھا کہ یہ سمندر دُنیا کے وسط میں واقع ہے۔ اسی لیے اسے یہ نام دیا گیا۔ اور تبھی سے اس سمندر کا نام وسطی سمندر Mediterranan Sea ہے۔

یوروپ کے مشرق میں واقع پہاڑوں کے نام بتایئے

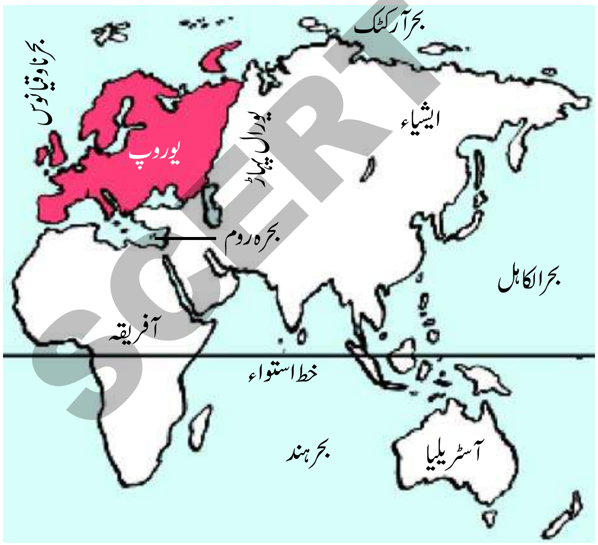

نقشہ 1 یوروپ کا محل وقوع

یہ پہاڑ زیادہ بلند نہیں ہیں۔ یورال پہاڑ یوروپ کی مشرقی سرحد

SCERT TELANGANA

بنائے ہوئیں ہیں۔ان پہاڑوں کے مشرق میں براعظم ایشیاءاور مغرب میں یوروپ واقع ہے۔دراصل براعظم یوروپ اور ایشیاء غیر منقطع زمینی خطہ ہے۔اسی لیے اس زمینی خطہ کو یوریشیا کہا جاتا ہے۔

☆ اب آپ یوروپ کے محل وقوع سے واقف ہو چکے ہیں۔ مختلف یوروپی ممالک کو بہ یک نظر دیکھئے نقشہ 2.0 دیکھ کر ان کے نام تلاش کریں۔کیا آپ نے پہلے کبھی ان ممالک کا نام سُنا ہے؟

☆ نقشہ 3.0 آپ کے استعمال کیلئے سادہ رکھا گیا ہے۔ یوروپی ممالک کے نام لکھ کر نقشہ میں مختلف رنگ بھریئے۔ احتیاطاً دو پڑوسی ممالک کو ایک ہی رنگ نہ کریں۔

پہاڑ-میدان اور دریا :

آیئے نقشہ 4 کی مدد سے ہم یوروپ کے پہاڑوں، میدانوں اور دریاؤں کے متعلق مزید معلومات حاصل کریں۔ یوروپ میں کئی برف پوش پہاڑ ہیں۔ آلپس اور پائرینیس پہاڑوں کو نقشہ میں دیکھئے۔آلپس یوروپ کا اہم پہاڑی سلسلہ ہے۔یہ سال تمام برف سے ڈھکا ہوا رہتا ہے۔

☆ آلپس کئی ممالک کے عرض میں پھیلا ہوا ہے۔نقشہ 2 اور 4 کا تقابل کر کے ان ممالک کے نام تلاش کیجئے۔

☆ آلپس سے شروع ہونے والی دو دریاؤں کے نام لکھئے۔

☆ ان ممالک کے نام لکھئے جس کی سرحدوں میں پائیرینیس پہاڑ پھیلا ہوا ہے۔

☆ مشرقی یوروپ میں پھیلے پہاڑوں کے نام بتایئے۔

☆ یوروپ میں واقع پہاڑوں کی شناخت کیجئے اور ایک جدول ترتیب دیں۔

تصویر:5.1 مشرقی یوروپ میں دریائے ڈائنوب کے کنارے واقع ہنگری کا دارالحکومت بوڈاپسٹ

بحر کیپسین اور بحر اسود کے درمیان واقع کاؤکیسین پہاڑ یوروپ کی جنوبی سرحد بناتے ہیں۔ وہ نہایت بلند اور سال تمام برف پوش رہتے ہیں۔ براعظم ایشیاء اور یوروپ میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ ایشیاء میں بہت سے سطح مرتفع ہیں۔لیکن یوروپ میں کوئی وسیع سطح مرتفع نہیں ہے۔بعض ممالک جیسے فرانس جرمنی اور اسپین میں چھوٹے سطح مرتفع پائے جاتے ہیں۔یوروپ میں کئی وسیع میدان ہیں۔مشرقی یوروپ ایک وسیع میدان ہے جو مختلف ممالک جیسے روس، یوکرین، پولینڈ، بیلا روس وغیرہ کے عرض میں پھیلا ہوا ہے۔موسم سرما میں یہ میدانی علاقے زبردست برف باری اور ناقابل برداشت سردی کا سامنا کرتے ہیں۔ جب موسم گرما میں برف پگھلتی ہے تو کئی چھوٹی نہریں بہنے لگتی ہیں۔یہ تمام مل کر نہایت طاقتور دریا بناتے ہیں۔ دریائے ڈنیپر اور والگا جو کہ یوروپ کی طویل ترین دریا ہیں، انہی میدانوں سے وجود میں آتی ہیں۔

یوروپی دریا نہ صرف کھیتوں کی آبیاری کرتے ہیں بلکہ یہ اہم آبی گذرگاہیں بھی ہیں۔یہ آبی گذرگاہیں افراد و اشیاء کے حمل ونقل اور جہازوں کیلئے مسلسل استعمال ہونے والا مصروف ترین راستہ بھی ہے۔چونکہ یہ دریا کئی ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اس لیے یہ بین الاقوامی تجارت اور حمل ونقل کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔ان میں سب سے اہم دریائے راہین Rahine ہے جو کئی ممالک سے گذرتے ہوئے بحر شمالی سے جا ملتی ہے۔

SCERT TELANGANA

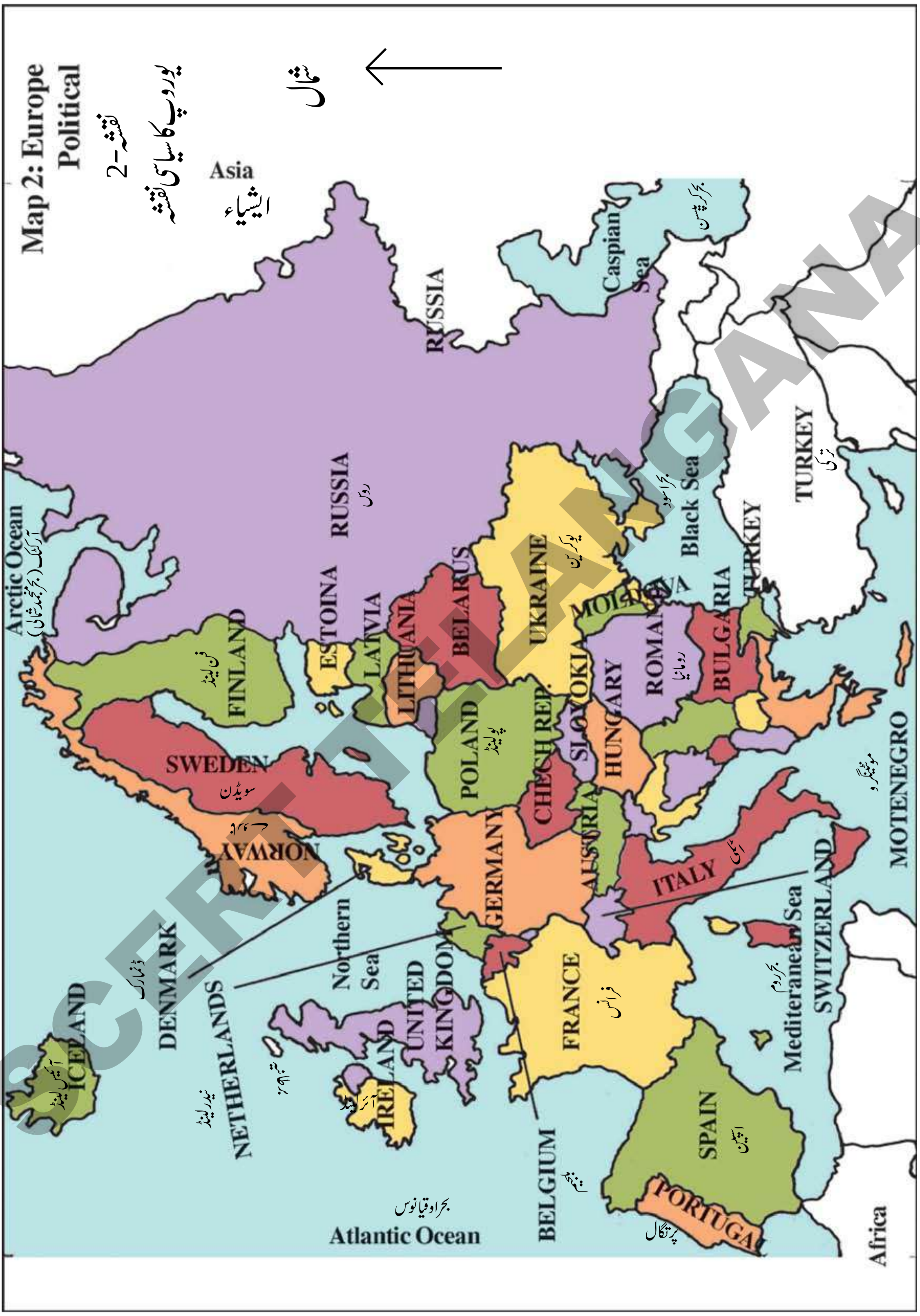

SCERT TELANGANA

یورپ کا سیاسی نقشہ برائے مشق
نقشہ 3

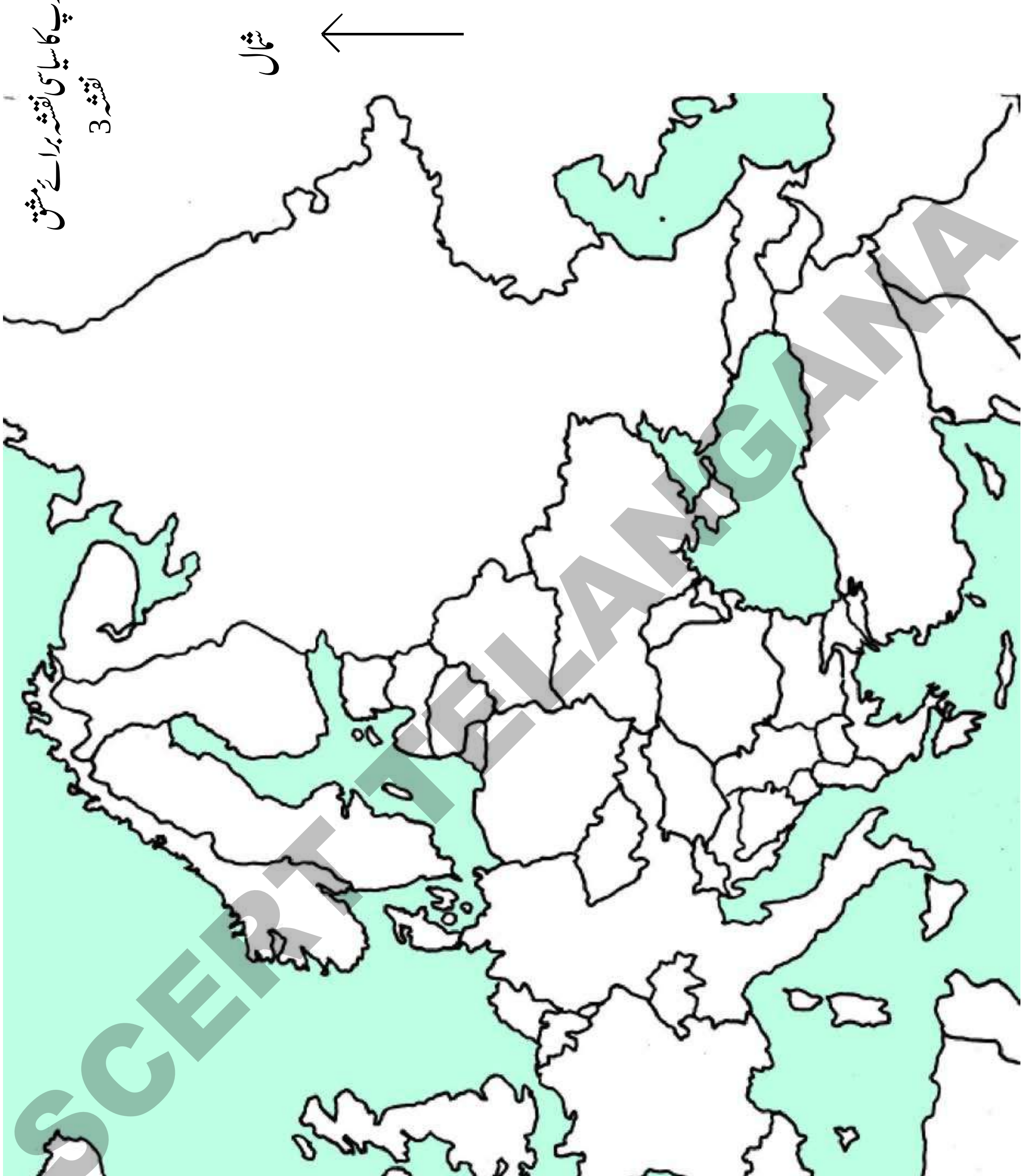

SCERT TELANGANA

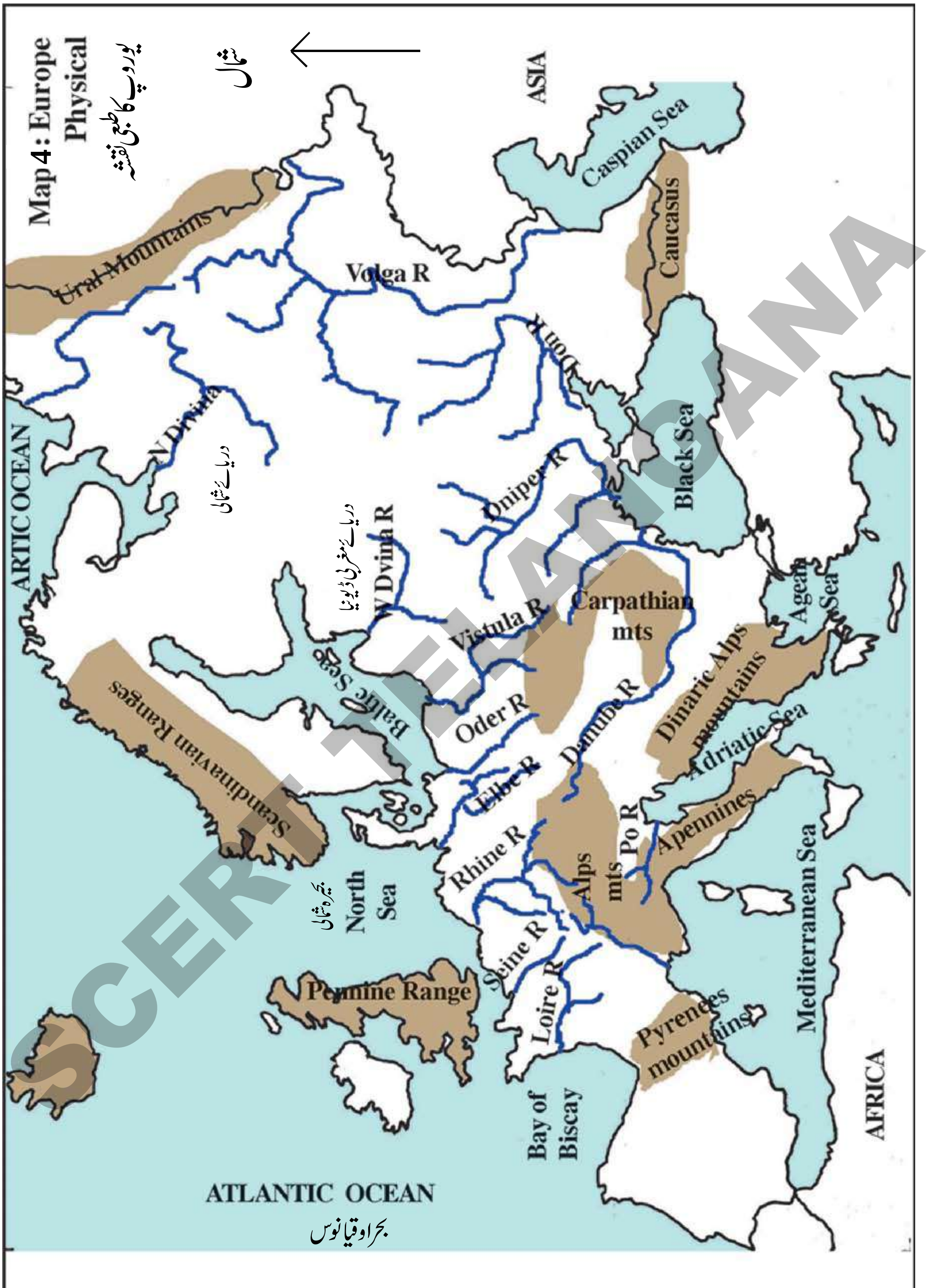

SCERT TELANGANA

کئی بڑے اہم صنعتی اور معدنیاتی شہر سمندر کے کنارے واقع ہونے کی وجہ سے بین الاقوامی تجارت سے جڑے ہیں۔ دریائے رائین کے برخلاف دریائے والگا بحر کیسپین سے جا ملتی ہے۔ جو کہ ایک وسیع جھیل ہے۔ کھلے سمندر تک حمل و نقل اس دریائی راستہ کے ذریعہ ناممکن ہے۔ اسی لیے دریائے والگا کے کنارے بسے شہر آبی راستوں کے ذریعہ بین الاقوامی تجارت سے نہیں جڑے ہیں۔

☆ نقشہ 2 اور 4 کا مطالعہ کر کے سوالات کے جوابات دیجئے:

☆ دریائے رائین جن ممالک سے گذرتی ہے ان کے نام ہیں

1............... 2............... 3...............

4............... 5...............

☆ دریائے ڈائنوب جن ممالک سے گذرتی ہے ان کے نام ہیں۔ 1............... 2............... 3...............

4............... 5...............

☆ ہنگری کے میدانی علاقوں کے سرحد پر واقع دو پہاڑی سلسلوں کے نام 1............... 2...............

☆ بحر اسود کے اطراف واقع ممالک کے نام ہیں۔

1............... 2............... 3...............

4............... 5...............

☆ حسب ذیل دریا جن بحر اعظموں اور سمندروں سے جا ملتے ہیں ان کے نام

دریا	سمندر
1) سینی	
2) رائین	
3) اوڈر	
4) پو	
5) ڈائنوب	
6) وسٹولیا	
7) والگا	
8) ڈینیپر	
9) ڈان	
10) ڈیوینا	

جزیرہ نماء جزائر اور خلیج :

آپ نقشے میں دیکھ سکتے ہیں کہ یوروپی ساحل کئی جگہ سے نوکدار ہے اور کٹا پھٹا ہے۔ کئی مقامات پر سمندر نے زمین کو گہرائی تک کاٹ دیا ہے جیسے کہ بحر بالٹک اور کبھی ایسا لگتا ہے کہ زمین دور تک سمندر میں پھیلی ہوئی ہے۔ جیسے کہ اٹلی۔

اٹلی تین طرف سے سمندر سے گھرا ہے۔ ایسا زمینی خطہ جو تین طرف پانی سے گھرا ہوا اور چوتھی طرف زمین سے جڑا ہوا سے جزیرہ نما کہتے ہیں۔ ناروے اور سویڈن جزیرہ نماء کا حصہ ہیں۔ آپ اسے نقشہ میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس جزیرہ نماء کو اسکانڈینیوین جزیرہ نماء کہتے ہیں۔

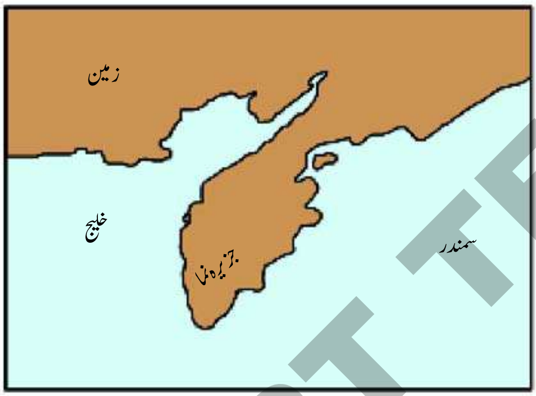

شکل 5.2: جزیرہ نماء اور خلیج

☆ فرانس اور یونان (Greece) میں سے کونسا جزیرہ نماء ہے؟

☆ کیا اسپین اور پرتگال بھی جزیرہ نماء ہیں؟

☆ جزیرہ نماء اسکانڈینیوین میں واقع پہاڑی سلسلہ کا نام بتایئے۔

بعض یوروپی ممالک سمندر سے گھرے ہیں۔ یہ تین طرف سے نہیں بلکہ چاروں طرف سے گھرے ہوئے ہیں۔ یہ ممالک جزائر ہیں۔ مثال کے طور پر برطانیہ جزیرے کی مثال ہے۔

SCERT TELANGANA

یوروپ کے چند جزائر ممالک کے نام تلاش کیجیے

زمانۂ قدیم سے ہی سمندروں نے جزیرہ نما اور جزائر کے لوگوں کی زندگی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ وسطی اور جنوبی یوروپ میں عظیم پہاڑی سلسلے ہونے کی وجہ سے سفر اور حمل و نقل نہ صرف مہنگا بلکہ دُشوار بھی ہے۔ جبکہ سمندری حمل و نقل آسان اور سستا ہے۔ اسی وجہ سے یوروپی لوگوں نے زمانہ قدیم سے سمندری راستوں کا بھرپور استعمال کیا۔

متعدد خلیجوں و کھاڑیوں کی موجودگی بحری راستوں کے لیے سہولت بخش ہے۔ خلیج اور کھاڑیاں وہ سمندری حصے ہوتے ہیں جو تین طرف سے زمین سے گھرے ہوتے ہیں۔ خلیج میں زمین کا خط منحنی اندر کی جانب مڑا ہوتا ہے اور اس کا دہانہ عموماً چوڑا ہوتا ہے جیسے کہ خلیج بنگال۔ جبکہ کھاڑی اور تنگ دہانہ والی سمندری پٹی ہوتی ہے۔ نقشہ 4 میں دیکھیے پورا بحر بالٹک ایک بڑی کھاڑی ہے۔ کیونکہ خلیج اور کھاڑیاں اونچی سمندری موجوں اور طوفانوں سے محفوظ ہوتی ہیں اس لیے یہ بندرگاہوں کی تعمیر کے لیے نہایت کارآمد ہیں۔ جہاں جہاز محفوظ طور پر لنگر انداز ہوتے ہوئے بار بردار کا مال لادو اُتار سکتے ہیں۔ گہری کھاڑیاں اور خلیج بندرگاہوں کی تعمیر کے لیے ترجیحی ہوتے ہیں کیونکہ ان میں بڑے جہاز لنگر انداز ہوسکتے ہیں۔ جہازوں کو ٹھہرانے کیلئے گہرے پانی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اسکا نچلا حصہ سمندر کی تہہ میں بیٹھ نہ جائے۔

نقشہ 4 سے ان ممالک کے نام تلاش کیجیے جو بحر بالٹک کے تین طرف واقع ہیں

موسم:

ہندوستان کے مقابلہ میں یوروپ کا موسم سرد ہے۔ موسم سرما میں اس کے زیادہ تر ممالک میں برف باری ہوتی ہے اور ان کا موسم گرما بھی ہمارے ملک کی طرح گرم نہیں ہے۔

آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ یوروپ کا موسم ہمارے ملک کے موسم سے مختلف ہے؟ آپس میں مباحثہ کیجیے

خط استواء سے فاصلہ :

خط استواء کے قریبی علاقے سال بھر گرم رہتے ہیں۔ جیسے جیسے ہم خط استواء کے شمال یا جنوب میں آگے بڑھتے جائیں گے موسم سرد سے سردتر ہوتا جائے گا۔ حقیقتاً قطبین سال تمام برف سے ڈھکے ہوتے ہیں۔

☆ شمالی یوروپ خط استواء سے کتنے فاصلہ پر واقع ہے جاننے کے لیے گلوب دیکھیے۔

☆ کیا یوروپ ہندوستان کے مقابلہ زیادہ شمال میں واقع ہے؟

☆ کیا ناروے اٹلی کے مقابلے میں گرم ہے؟ کیوں ؟

بحر اوقیانوس :

خط استواء کے علاوہ کئی دوسرے عوامل بھی یوروپ کے موسم پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بحر اوقیانوس اور اس سے آنے والی ہواؤں کے اس ٹکراؤ کا اثر دور دراز زمینی علاقوں کے مقابلے بحر اوقیانوس کے قریبی علاقوں میں زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

☆ یوروپ کا کونسا علاقہ بحر اوقیانوس کے کنارے واقع ہے اور بتائیے کہ وہ علاقے بحر اوقیانوس کے مشرق میں ہیں یا مغرب میں؟

موسم سرما میں مغربی یوروپ نہایت سرد ہوتا ہے مگر مشرقی یوروپ بھی سرد ہوتا ہے۔ پولینڈ اور روس جیسے ممالک شدید سرد ہوتے ہیں جبکہ فرانس اور برطانیہ نسبتاً گرم ہیں۔ روس کا موسم سرما، اتنا سرد ہوتا ہے کہ دریا اور قریبی سمندر برف سے جم جاتے ہیں۔ البتہ مغربی یوروپ کے ممالک جو ساحل سمندر پر واقع ہیں گرم ہوتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

نقشہ دیکھ کر بتایئے کہ اسپین اور سلواکیہ میں سے کونسا ملک گرم ہے؟

آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ فرق مغربی یورپ کا بحر اوقیانوس کے قریب ہونے کی وجہ سے ہے۔ آیئے دیکھیں۔ براعظم یورپ کے موسم پر یہ بحر اعظم کس طرح اثر انداز ہوتا ہے؟

Westerlies مغربی ہوائیں :

وہ ہوائیں ہیں جو سال بھر بحر اوقیانوس سے یوروپ کی جانب چلتی ہیں۔ چونکہ یہ ہوائیں مغرب کی جانب سے چلتی ہیں اس لیے انہیں مغربی ہوائیں کہا جاتا ہے۔ (دراصل یہ ہوائیں جنوب مغرب سے شمال مشرق کی جانب چلتی ہیں) یہ ہوائیں زمینی درجہ حرارت کے مقابلے میں گرم اور مرطوب ہوتی ہیں۔ یہ سال بھر چلنے والی گرم و مرطوب ہوائیں مغربی یوروپ کے موسم پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

☆ اندازہ لگائیں کہ مغربی ہواؤں کے یورپ پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

گرم بحری روئیں: Warm Ocean Current

سمندری پانی کبھی ساکت نہیں رہتا ہے۔ یہ براعظموں کے درمیان ایک مقام سے دوسرے مقام تک بہتے رہتا ہے۔ یہ بحری روئیں ہیں جو سمندر میں ہزاروں کیلومیٹر ایسے ہی بہتی ہیں جیسے زمین پر دریائیں۔

ایسی ہی بحری روئیں بحر اوقیانوس میں بھی پائی جاتی ہیں ان رووٴں کی شروعات خط استواء کے قریب ہوتی ہے جہاں کا پانی سال بھر گرم رہتا ہے۔ یہ روئیں مغربی جانب شمالی امریکہ تک بہتی ہیں۔ یہ شمال میں امریکہ کے مشرقی ساحل کے ساتھ مغربی ہواؤں کے زیر اثر بہتی ہوئی یوروپ کی جانب بڑھ جاتی ہیں۔ شمال مشرق میں بڑھتے ہوئے یہ یوروپ کے مغربی ساحل سے ٹکرا جاتی ہیں۔ اس رو کو امریکہ میں Gulf Stream کہتے ہیں جبکہ یوروپ میں اسے North Atlantic Drift کہا جاتا ہے۔ تیز رفتار سمندروی رو کو Stream اور سست رفتار سمندروں کو Drift کہتے ہیں۔

Gulf Stream کی وجہ سے شمالی امریکہ کے مشرقی ساحل اور یوروپ کے مغربی ساحل کا پانی موسم سرما میں منجمد نہیں ہوتا اسی لیے موسم سرما میں بھی ان ساحلی بندرگاہوں تک جہازوں کا پہنچنا ممکن ہے۔

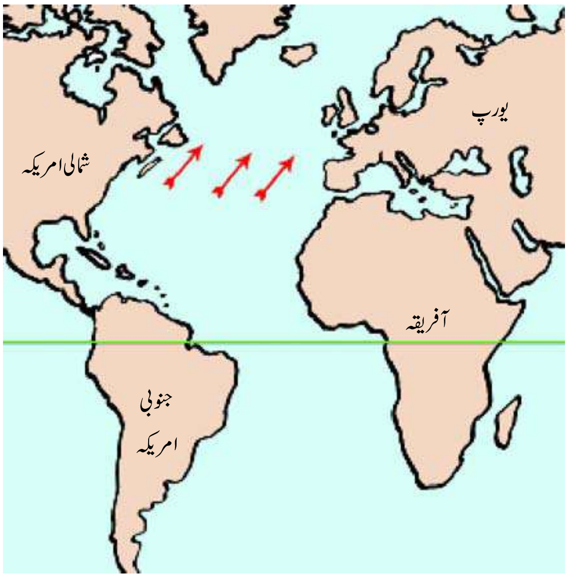

نقشہ : 5 مغربی ہوائیں

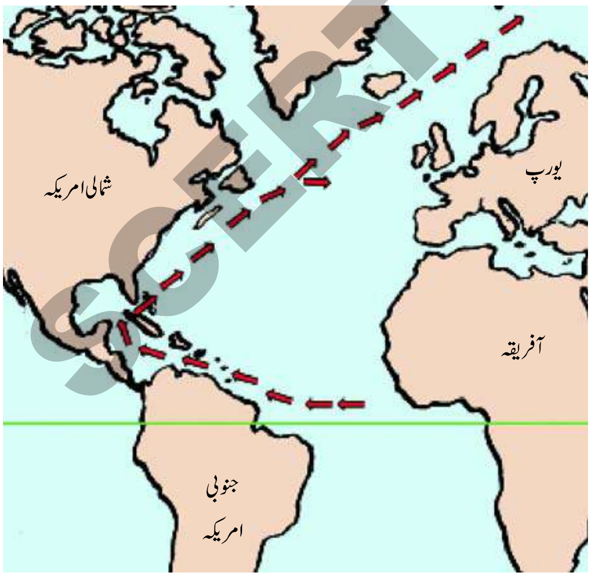

نقشہ :6 خلیجی روئیں: Gulf Stream

SCERT TELANGANA

☆ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ مشرقی یوروپ کا موسم گرم رووٴں سے متاثر نہیں ہوتا؟

خالی جگہوں کو پر کیجئے:

- خطِ استواء سے قریب پانی.................................ہوتا ہے۔
(گرم/سرد/برفیلا)
- خطِ استواء کے قریب سے شروع ہوتے ہوئے خلیجی رو امریکہ کے...............................ساحل تک پہنچتی ہے۔
(مشرقی/مغربی/شمالی)
- خلیجی رو...میں بہتی ہیں۔
(بحر اوقیانوس/بحر روم/بحر اسود)
- یوروپی ساحل پر پہنچنے والی خلیجی رووٴں کا پانی............ہوتا ہے
(سرد/گرم/برفیلا)
- مغربی ہوائیں................................موسم میں بحر اوقیانوس سے یوروپ کی جانب چلتی ہیں۔
(موسم گرما/موسم سرما/سال بھر)
- مغربی ہوائیں-----------ہوتی ہیں۔
(خشک/مرطوب/برفیلی)

مغربی یوروپ : تمام سال مینہ برستا ہے۔

سال بھر چلنے والی مغربی ہوائیں اپنے ساتھ شمالی ومغربی یوروپ کو وافر مقدار میں رطوبت لاتی ہیں۔ چونکہ یہ ہوائیں سمندر کی جانب سے چلتی ہیں اپنے ساتھ رطوبت لاتی اور مسلسل بارش کا ذریعہ بنتی ہیں۔اسی لیے شمالی ومغربی یوروپ میں سال بھر (مینہ) بارش ہوتی ہے۔جبکہ ہمارے ملک میں برسات صرف چند مہینوں میں ہی ہوتی ہے۔

مغربی یوروپ میں سال بھر بوندا باندی ہوتی رہتی ہے۔عموماً آسمان ابر آلود رہتا ہے۔ جبکہ ہندوستان میں ہم بوندا باندی کا انتظار کرتے ہیں اور مغربی یورپ میں لوگ گرم روشن دنوں کا انتظار کرتے ہیں۔

☆ مغربی یورپ اور ہندوستان کے موسم میں آپ کیا فرق محسوس کرتے ہیں؟

مغربی یوروپ کو خلیجی رووٴں سے اور بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ یہ گرم روئیں مچھلیوں کی پرورش کے لیے کافی بہتر ہیں۔ کیونکہ ان میں وافر مقدار میں مچھلیوں کے غذائی اجزاء ہیں۔جسکے نتیجے میں برطانیہ کے قریب بحر شمالی (North Sea) میں مچھلی پکڑنے کی صنعت نے بہت ترقی کی ہے۔بحیرہ شمالی کا یہ حصہ "Dogger Bank" کہلاتا ہے۔مچھلی یوروپی غذاوٴں کا اہم جز ہے۔اور مچھلی پکڑنا یورپ کی اہم صنعت ہے۔

Dogger Bank سے مستفید ہونے والے ممالک کے نام بتایئے؟

جنوبی یوروپ میں بحیرہ رومی آب و ہوا Mediterranean Climate in Southern Europe

جنوبی یوروپی ممالک کے جنوب میں بحیرہ روم واقع ہونے کی وجہ سے انہیں بحر رومی ممالک کہا جاتا ہے۔ بحیرہ روم سے متصل زمین کی آب وہوا منفرد ہے جو بحر رومی آب وہوا کہلاتی ہے۔

☆ نقشہ 2 دیکھ کر کوئی چار بحر رومی ممالک کے نام بتایئے

بحیرہ رومی ممالک یوروپ کے زیادہ تر جنوب میں واقع ہونے کی وجہ سے یہاں موسم سرما بے انتہا سرد نہیں ہوتا اور موسم گرما گرم ہوتا ہے۔مغربی یوروپ کی بہ نسبت یہاں سال بھر برسات نہیں ہوتی۔ مغربی ہوائیں موسم سرما میں ہی چلتی ہیں۔ یہ ہوائیں بحیرہ رومی ممالک میں برسات کا موجب ہوتی ہیں۔ بہ الفاظ دیگر یہاں موسم سرما ہی میں برسات ہوتی ہے۔اسی برساتی سرما اور خشک موسم گرما کو بحیرہ رومی آب وہوا کہا جاتا ہے۔ دوسرے براعظموں میں بھی کئی خطوں میں بحیرہ رومی آب وہوا پائی جاتی ہے۔دوسرے براعظموں میں بھی بحیرہ رومی آب وہوا والے علاقے ہوتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

یہ آب وہوا رسیلے پھلوں کی افزائش کے لیے بہتر ہے اسی لیے بحر رومی آب وہوا والے خطے پھلوں کے لیے مشہور ہے۔ مثلاً زیتون، انجیر، انگور، سنگترے وغیرہ کی جنوبی یورپ میں بہ کثرت پیداوار ہوتی ہے۔

☆ حسب ذیل پہلوؤں سے تلنگانہ کی اور بحر رومی آب وہوا کا تقابل کیجیے: (a) موسم (b) برسات

☆ آپ کی ریاست میں سب سے زیادہ برسات کب ہوتی ہے۔ گرما کے مہینوں میں یا سرما کے مہینوں میں؟

☆ اگر آپ کے علاقے میں ہلکی بوندا باندی ہوتی ہے تو مقامی زبان میں اُسے کیا نام دیا گیا ہے؟

☆ مچھلی پکڑنا............میں نہایت اہم ہے۔

☆ جبکہ پھلوں کی افزائش............میں نہایت اہم ہے

چار موسم

ہمارے ملک میں تین موسم ہیں سرما، گرما اور برسات۔ جبکہ کئی یوروپی ممالک میں چار موسم ہوتے ہیں۔ وہ ہیں سرما، بہار، گرما اور خزاں۔ زراعت کے ساتھ ساتھ زمین کا منظر بھی موسم کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ دی گئی تصویر سے آپ ان مقامات کو موسمی تبدیلی کو دیکھ سکتے ہیں۔

موسم سرما

ماہ نومبر سے ٹھنڈ پڑنے لگتی ہے۔ اور ڈسمبر آتے آتے موسم بے انتہا سرد ہوجاتا ہے۔ برف باری شروع ہوجاتی ہے۔ پہاڑی علاقوں میں برف باری شدید ہوتی ہے۔ اور میدانوں میں کم ہوتی ہے۔ سورج کبھی کبھار نکلتا ہے۔ صبح سورج دیر سے طلوع ہوتا ہے۔ تقریباً 9 یا 10 بجے اور چار بجے دوپہر میں غروب ہوجاتا ہے۔ بادلوں سے گھر آسمان اسے اور تاریک کردیتا ہے۔ چوڑے پتے والے درخت پائے جاتے ہیں۔ جس کے پتے موسم سرما میں جھڑ جاتے ہیں اور بغیر پتوں کے درخت باقی رہ جاتے ہیں۔

موسم بہار

مارچ کی آمد کے ساتھ ہی زمینی منظر بدلنے لگتا ہے۔ دن طویل اور راتیں مختصر ہوجاتی ہیں۔ برف پگھلنے کے ساتھ ہی درختوں پر نئی کونپلیں نظر آتی ہیں۔ ہر طرف سبزہ اور رنگ برنگے پھول کی بہار ہوتی ہے۔ چراگاہوں میں سرسبز وشاداب گھاس اگتی ہے۔

موسم بہار میں ہی کھیتوں میں ہل چلایا جاتا ہے۔ اور بیج بوئے جاتے ہیں گیہوں، جوار، مکئی، چقندر، اوٹس اہم فصلیں ہیں۔

☆ ان میں سے کون سے فصلیں ہماری ریاست میں اگائی جاسکتی ہیں اور کس علاقے میں؟

موسم گرما

موسم گرما ماہ جون تا اگست تک رہتا ہے۔ زیادہ برسات نہیں ہوتی اور سورج چمکتا رہتا ہے۔ دن طویل ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک سے بھی نسبتاً طویل یعنی صبح چار بجے سورج طلوع ہوتا ہے اور رات آٹھ بجے غروب ہوتا ہے۔ شمالی ممالک جیسے سویڈن میں سورج کبھی بھی غروب نہیں ہوتا۔ ان ممالک کو Land of midnight sun کہا جاتا ہے۔ تاہم یہ علاقے زیادہ گرم نہیں ہوتے۔ سورج افق کے پاس ہی ہوتا ہے آسمان پر زیادہ بلندی پر نہیں دیکھائی دیتا ہے۔ افق کا مطلب وہ مقام جہاں آسمان اور زمین ملتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

یوروپ میں گرما زراعت کا موسم ہے اس موسم میں فصلیں پک کر تیار ہوجاتی ہیں۔ کبھی کبھار ہونے والی بارش کافی ہونے کی وجہ سے آبپاشی کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ موسم گرما کے اختتام پر فصل کٹائی کے لیے تیار ہوجاتی ہے۔

SCERT TELANGANA

☆ اوپر دی گئی مختلف موسموں کی تصاویر کو بغور دیکھ کر ان میں کیا فرق ہے بتایئے؟

ہمارے ملک میں زراعت دو موسموں میں کیجاتی ہے۔ ربیع (Rabi) اور خریف (Kharif) اس لیے سال بھر میں آٹھ تا دس ماہ تک فصلیں اگانا ممکن ہے۔ دوسری جانب فرانس اور دوسرے یوروپی ممالک میں زراعت چھ تا سات ماہ میں ہی ممکن ہے۔

موسم خزاں

ماہ ستمبر اور اکتوبر میں آب و ہوا پھر سے تبدیل ہوجاتی ہے درختوں کے پتے سرخ اور زرد ہوکر جھڑنے لگتے ہیں تمام زرعی عمل تھم جاتا ہے انگور اور دوسرے پھل شراب جام اور شربت تیار کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں اور مختلف طریقوں سے محفوظ کر لیے جاتے ہیں۔

زمین اور زراعت:

یوروپ کے میدان اور دریائی وادیاں نہایت زرخیز ہیں۔ یہاں سال بھر برسات ہونے کی وجہ سے دریا کبھی کسی موسم میں خشک نہیں ہوتے۔ نتیجتاً یہ میدان زراعت کے لیے موزوں ہیں۔ حالانکہ یورپ کا بڑا حصہ کوہستانی ہونے کی وجہ سے زراعت کے لیے موزوں نہیں ہے۔ مثلاً 3% فیصد زمین ناروے میں اور 30% فیصد برطانیہ اور 40% فیصد جرمنی میں قابل کاشت زمین پائی جاتی ہے۔ جبکہ ان ممالک کی بہ نسبت ہمارے ملک ہندوستان میں 55% فیصد زمین قابل کاشت ہے۔

ہالینڈ میں زمین کی شدید قلت ہونے کی وجہ سے ہالینڈ کے لوگوں (ڈچ) نے سمندر کو پیچھے ڈھکیل کر بند باندھ کر زمین کے چھوٹے ٹکڑوں کو قابل کاشت بنایا جنہیں Dykes پشتہ کہا جاتا ہے۔ قابل کاشت بنائی گئی زمین (Polder) آب برآمدہ خطہ کہلاتی ہے۔

SCERT TELANGANA

مشرقی اور شمالی یوروپ میں موسم سرما شدید ہونے کی وجہ سے زمین قابل کاشت نہیں ہوتی۔ زمین کو تقریباً کچھ ماہ تک ڈھکنے والی برف موسم بہار میں گھلنے لگتی ہے اور فصلوں کی تیاری کے لیے بہت کم وقت میسر ہوتا ہے۔ موسم بہار میں فصل بوتے ہیں اور گرما کے مہینوں میں فصل پک کر تیار ہونے پر پت جھڑ میں اس کی کٹائی ہوتی ہے۔ نتیجتاً ان علاقوں میں سال میں صرف ایک فصل ہی اُگائی جاسکتی ہے۔ البتہ جنوبی یورپ میں سال میں دو فصلیں اگائی جاتی ہیں۔

☆ بحرِ رومی ممالک میں دو فصلیں کیسے اُگائی جاسکتی ہیں وجہ بتایئے؟

یوروپی میدانوں کی اہم فصل گیہوں ہے۔ وسیع پیمانہ پر فرانس جرمنی روس، یوکرین، پولینڈ، اٹلی، یونان وغیرہ میں گیہوں کی پیداوار ہوتی ہے۔ جنوبی یورپ میں پھلوں کی افزائش نمایاں مقام رکھتی ہے۔ پھل جیسے انگور، شراب کی تیاری میں استعمال ہوتے ہیں۔ بحرِ رومی ممالک جیسے پرتگال، اسپین، اٹلی اور جنوبی فرانس ان کی شراب کے لیے مشہور ہیں۔ Barley جو Oats جئ rye رائی، چقندر، آلو وغیرہ یورپ کی اہم فصلیں ہیں۔ جرمنی، یوکرین اور روس میں چقندر کے ذریعہ شکر تیار کی جاتی ہے۔

زرعی انقلاب

یورپ بھی ایشیاء کی طرح چھوٹے کسانوں اور زمینداروں کی زمین کہلائی جاتی تھی مگر گزشتہ دو صدیوں کے دوران اس میں نہایت تبدیلی واقع ہوتی ہے آبادی کا ایک مختصر حصہ ہی زراعت کرتا ہے۔ اور یہاں ہندوستان کی طرح چھوٹے کسان نہیں ہیں یہ انقلاب زرعی ٹکنالوجی کے استعمال کی وجہ سے رونما ہورہے ہیں ۔ کسان کاشت کاری کے لیے ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہیں۔ مزدوروں کی کم تعداد کے ذریعہ زمین کے بڑے رقبہ پر کاشت کی جاتی ہے۔ یوروپ میں زراعت کے لیے مشینیں' کیمیائی کھاد' وغیرہ کا استعمال آج کل عام ہے۔ زراعت کے لیے معاون اشیاء و مشینوں کا کاروبار عروج پر ہے۔ ایک صورتحال یہ بھی ہے کہ سرمایہ دار' بڑے زمیندار چھوٹے کسانوں سے ان کی زمین حاصل کرکے اس پر کاشت کرتے ہیں جنہوں نے زراعت ترک کرکے شہروں میں صنعتوں یا دیگر روزگار کو اختیار کیا ہو۔

یوروپ کے کھیت

یوروپ میں زیادہ تر زراعت بڑ کھیتوں میں کی جاتی ہے۔ ان میں سے زیادہ تر کا رقبہ 50 تا100 ایکڑ ہوتا ہے۔ عام طور پر کسان اپنے گھر کھیتوں میں بناتے ہیں۔ یہ مزارع گھر (Farm house) بہت بڑے ہوتے ہیں۔ جن میں ہر مقصد کے لیے مختلف کمرے ہوتے ہیں۔ مویشیوں کے لیے باڑے اناج رکھنے کے لیے گودام مرغیوں اور سور کے لیے ڈربے (خنزیر خانہ) زراعت کا حصہ میں سور پالنے والے کسان مزدوروں کو کھیت میں کام کرنے کے لیے اجرت دیتے ہیں۔ وہ بڑی مشینیں جیسے ٹریکٹر اور کٹائی کی مشینیں (Harvesters) استعمال کرتے ہیں۔ اکثر تمام پیداوار اور بازار میں فروخت کردی جاتی ہے۔ کبھی کبھار کسانوں کو انجمن امداد باہمی سے بھاری مشینیں کرائے پر لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔

شکل 5.3 فصل کے بعد گھاس پھوس کے گٹھے بہ طور مویشیوں کے چارہ موسم سرما کے لیے محفوظ کر لیے جاتے ہیں

SCERT TELANGANA

☆ اپنے علاقے کے کسانوں کی زمین کا اوسط رقبہ معلوم کیجیے
☆ کیا آپ کے علاقے کے کسان بھی ٹریکٹر اور کٹائی کی مشین (Harvester) کرایہ پر لیتے ہیں۔

بڑے کھیتوں اور جدید کاشتکاری سے ان کسانوں کو زیادہ آمدنی حاصل ہونے لگی ہے۔ وہ آرام دہ اور جدید سہولتوں والے گھروں میں رہتے ہیں۔ وہ پکوان کرنے کے لیے گیس اور بجلی کے چولہے استعمال کرتے ہیں۔ پچاس برس قبل یوروپ کے زیادہ تر کسان اپنی روٹی آپ پکاتے تھے۔ اب وہ اپنی زیادہ تر پیداوار فروخت کردیتے ہیں اور وہ روزمرہ کے لیے بازار سے روٹی خریدتے ہیں۔ روٹی اور کیک کی کئی اقسام قریبی شہروں کے بازار میں دستیاب رہتی ہیں۔ تازہ گوشت غذا کا (اہم) ضروری جز ہے جو مرغی، مویشیوں اور سوروں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ گوشت کو دھواں دے کر سکھا کر یا منجمد کرکے محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ تمام گھروں میں (Larders) اور تہہ خانے (Cellers) ہوتے ہیں۔ جہاں گوشت پنیر اور شراب کا ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آج کل یہ سرد خانوں میں بھی ذخیرہ کیے جاتے ہیں۔

کسان زیادہ تر اپنی ضروریات کی تکمیل قریبی شہروں سے کرتے ہیں۔ روٹی غذا اور اشیاء کے علاوہ زرعی اوزار مشینیں بھی قریبی شہروں سے حاصل کی جاتی ہیں۔

جدید زراعت (Modern Agriculture):

یوروپ میں زراعت کو دوسری صنعتوں کی طرح تجارتی ادارہ مانا جاتا ہے۔ کسان تمام پیداوار فروخت کرکے بازار سے اپنی ضروریات کی چیزیں حاصل کرتے ہیں۔ وہ زرعی مہارت کے ساتھ مخلوط نسل کے بیج، کیمیائی کھاد اور جراثیم کش ادویات وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے ملک سے یوروپ کی زراعت کا تقابل کیا جائے تو یوروپ میں نہایت کم لوگوں کا انحصار زراعت پر ہے۔ اکثر لوگ کارخانوں اور عوامی خدمت کے اداروں جیسے بینک، ٹرانسپورٹ، وغیرہ میں کام کرتے ہیں۔ حکومت کی جانب سے بھی زراعت کرنے والوں کو رقم (سبسیڈی) دی جاتی ہے۔ کیونکہ زراعت سے وابستہ افراد کی آمدنی دیگر پیشوں سے وابستہ افراد سے کم ہوتی ہے۔ حکومت کسانوں کو مالی امداد فراہم کرتی ہے تاکہ وہ زراعت کو جاری رکھ سکیں۔

بحری راستوں کی دریافت (Discovery of Sea Routs)

مغربی یوروپ کا کوئی بھی حصہ سمندر سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اسکے برعکس براعظم ایشیاء کے کئی ممالک سمندر سے کئی ہزار کیلو میٹر کے فاصلہ پر ہیں۔

نقشہ یا اٹلس دیکھ کر کم از کم چھ یوروپی شہروں کی شناخت کیجیے جو ساحل سمندر پر واقع ہیں۔

سمندر کے کنارے ہزاروں آبادیاں ہیں جہاں لوگ سینکڑوں سال سے بحری سفر کے ذریعہ زندگی گذارتے ہیں۔ کئی صدیوں پر محیط سمندری سفر کا تجربہ مہارت اور جرأت کے لیے یوروپی ملاح مشہور ہوگئے۔ انہوں نے کشتی اور جہاز سازی میں مہارت حاصل کی۔ ابتداء میں یہ گہرے سمندر میں مچھلیاں پکڑنے کے لیے بنائے گئے۔ بتدریج مچھلی پکڑنے کے ساتھ ساتھ یہ جہاز بین الاقوامی تجارت کے لیے بھی استعمال ہونے لگے۔

زمانہ قدیم سے ہی یوروپی لوگوں کے تجارتی تعلقات ہندوستان و دیگر ایشیائی ممالک جیسے انڈونیشیا اور چین سے قائم تھے۔ ان ممالک سے یوروپ کئی چیزیں حاصل کرتا تھا جیسے کپاس، ریشمی کپڑے، جواہرات، ہاتھی دانت اور مسالے جیسے لونگ، کالی مرچ اور دارچینی جو یوروپ میں نہیں ملتی۔ یوروپ کے لوگ یہ سب سونا اور چاندی کے عوض حاصل کرتے تھے۔ جو وہ یوروپ سے درآمد کرتے تھے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یوروپی افراد ہندوستان آنے کے لیے

SCERT TELANGANA

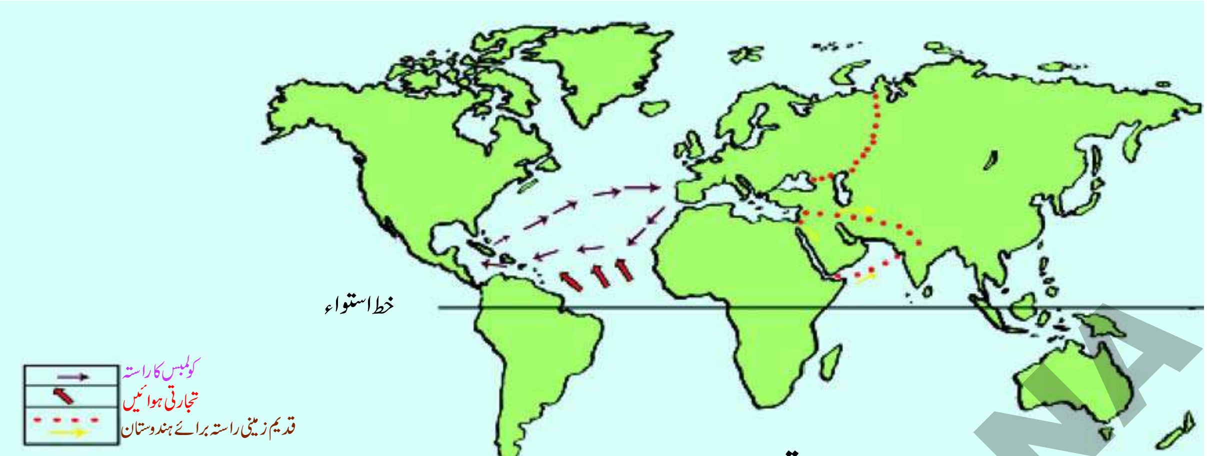

نقشہ 7 - تجارتی راستے

کونسا راستہ اختیار کرتے تھے؟ دیکھیے نقشہ 7: جس میں دو اہم بحری راستے دکھائے گئے ہیں۔ دونوں ہی راستے بحر روم سے گذرتے ہیں ان میں سے ایک زمینی راستہ جو مشرق وسطیٰ، ایران اور افغانستان سے گذرتا ہے اور دوسرا بحری راستہ جو بحر احمر Red Sea اور بحر عرب Arabian Sea سے گذرتا ہے۔

تقریباً 500 سال قبل مغربی یورپ کے ملاحوں اور تاجروں نے ہندوستان پہنچنے کے لیے نئے راستہ کی تلاش شروع کی۔ کیونکہ دونوں ہی راستے عرب ممالک سے ہوکر گذرتے تھے جو اکثر و بیشتر یوروپی لوگوں سے جنگ میں مصروف رہتے تھے۔ اس کے علاوہ بحر روم کے تجارتی علاقہ پر اطالوی تاجروں کی اجارہ داری قائم تھی اور وہ دوسرے ممالک کے تاجروں کو بحر روم میں داخل ہونے نہیں دیتے تھے۔ اسی لیے دوسرے ممالک کے ملاحوں نے ہندوستان پہنچنے کے لیے ایسے راستہ کی تلاش شروع کی جو بحر روم یا عرب ممالک سے نہ گذرتا ہو۔

نقشہ دیکھ کر بتایئے کہ نیا راستہ کیا ہوسکتا تھا؟

اُس زمانہ میں یہ نقشے موجود نہیں تھے۔ ابھی لوگ تحقیق کر رہے تھے کہ زمین چپٹی نہیں بلکہ گول ہے۔

اطالوی ملاح Christopher Columbus کرسٹوفر کولمبس نے سوچا: اگر زمین گول ہے تو مغربی سمت سے بھی ہندوستان پہنچنا ممکن ہے۔ اگر ہم مغربی سمت میں بحر اوقیانوس Atlantic Ocean میں سفر کریں تو جلد یا دیر سے ہم چین اور ہندوستان پہنچ ہی جائیں گے۔

گلوب دیکھ کے یہ معلوم کیجیے کہ کیا کولمبس کا خیال صحیح تھا؟

1492ء میں کولمبس نے 3 جہازوں کے ساتھ بحر اوقیانوس میں سفر شروع کیا تین مہینوں کے سفر کے بعد زمین دکھائی دی۔ کولمبس سمجھا کہ وہ ہندوستان پہنچ گیا ہے۔ دراصل وہ ہندوستان سے بہت دور ایسے ملک پہنچا جسے ہم آج West Indies کہتے ہیں۔ یہ امریکہ کے قریب مجموعہ جزائر ہے۔ دراصل کولمبس کے پہنچنے سے پہلے یورپ کے لوگ امریکہ کو نہیں جانتے تھے اتفاقاً وہ امریکہ کو دریافت کئے۔ جلد ہی یوروپی لوگوں کو احساس ہوا کہ کولمبس ہندوستان نہیں بلکہ ایک نامعلوم براعظم کو پہنچ گیا۔ اس کے بعد کئی یورپین بغرض تجارت و فتوحات اور بسنے کے لیے امریکہ پہنچے۔

SCERT TELANGANA

ان دنوں پانی کے جہازوں کو ہوائی طاقت سے چلانے کے لیے بادبان استعمال کئے جاتے تھے۔مغربی سمت سے امریکہ کی جانب چلنے والی ہواؤں کی مدد سے وہ بحری سفر آسانی سے طے کرتے تھے۔ یہ کونسی ہوائیں تھیں جو مغربی سمت سے چلتی اور جہازوں کو یوروپ سے امریکہ لے جاتی تھیں؟ کیا یہ مغربی ہوائیں تھیں؟ نہیں یہ یوروپ کی جانب چلنے والی مغربی ہوائیں نہیں تھیں۔ یہ مختلف ہوائیں جو یوروپ کے جنوب سے چلتی تھیں اور جہازوں کو جنوب، مغربی یوروپ سے امریکہ کے مشرقی ساحل تک پہنچاتی ہیں۔ان ہواؤں کو ''تجارتی ہوائیں'' Trade Winds کہا جاتا ہے۔(نقشہ: 7)

مغربی ہوائیں جنوب مغرب سے شمال مشرق کی سمت اور شمال مشرق سے جنوب مغرب کی سمت یہ ہوائیں سال بھر مخالف سمت چلتی رہتی ہیں۔(دونوں سمتی ہوائیں نقشہ: 7 میں دکھائی گئی ہیں) ان ہواؤں کی مدد سے یورپی لوگ امریکہ کو بہ آسانی آ اور جا سکتے تھے۔وہ تجارتی ہواؤں کے ذریعہ امریکہ جا سکتے تھے۔

نقشہ: دیکھ کر حسب ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔

☆ ملاحوں کو امریکہ سے واپس یوروپ جانے میں کونسی ہوائیں مدد دیتی ہیں؟

☆ کیا بادبانی جہاز تجارتی ہواؤں کے ذریعہ یوروپ واپس لوٹ سکتے تھے؟ وجوہات بیان کرو۔

کولمبس کے بعد یوروپی باشندوں نے کئی بحری راستے دریافت کئے۔اب وہ نہ صرف امریکہ بلکہ افریقہ ہندوستان، آسٹریلیا اور دیگر حصوں میں بھی سفر کرتے تھے۔وہ ان ممالک سے تجارت کے ذریعہ بے پایاں دولت اکٹھا کرتے جو یوروپ کی صنعتی ترقی میں استعمال ہوتی تھی۔

اہم الفاظ

1. جزیرہ نما
2. جزیرہ
3. خلیج
4. موجیں
5. کھاڑی
6. آب وہوا

SCERT TELANGANA

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. یوروپ کی آب وہوا کے ساتھ یورپی لوگوں کی زندگی اور ذریعہ معاش پر بھی بحراوقیانوس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ بحراوقیانوس یوروپ کی آب وہوا اور یورپی لوگوں کی زندگی پر اس کے اثرات سے متعلق موضوع پر حوالہ دیتے ہوئے مضمون لکھیے۔

2. سبق میں دیئے گئے نقشوں کی مدد سے سوالوں کے جواب دیجئے :

a) ان میں سے کونسا ملک خشکی سے محصور نہیں ہے؟ (ہنگری/ رومینا/ پولینڈ/سوئٹزرلینڈ)

b) بحرکیسپین اور بحراسود کے درمیان کونسا پہاڑ واقع ہے؟ (الپس/کاؤکاس)

c) بحرآرکٹک کے ساحلی کنارے پر کونسا ملک واقع ہے؟ (روس/ جرمنی/سویڈن/ ناروے)

d) کیا جہاز بحراسود سے بحراوقیانوس کی جانب بحری سفر کرسکتا ہے؟ اگر ہاں تو اس کے راستے کا خاکہ کھینچیے۔

3. بندرگاہیں گہری خلیج یا کھاڑیوں میں کیوں بنائے جاتے ہیں؟

4. مشرقی یوروپ کی بہ نسبت مغربی یورپ میں موسم سرما کم سرد کیوں ہوتا ہے؟

5. بحراسود کے ساحل پر واقع چار ممالک کے نام لکھیے ؟

6. مغربی یوروپ کے لوگوں کے لئے مغربی ہوائیں کس طرح مفید ہیں؟

7. بحرومی آب وہوا کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں؟ بحرومی آب وہوا رکھنے والے ممالک کے نام بتائیے؟

8. کونسے عناصر یوروپی زراعت کو محدود کرتے ہیں؟

9. جنوبی یوروپ کی اہم فصلوں کے نام بتائیے ؟

10. آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یورپی ملاحوں کی جانب سے بحری راستوں کی دریافت کے بعد ملکوں کے درمیان تجارت اور ثقافتی تعلقات کو فروغ ملا۔

11. سبق کا آخری پیراگراف ''وقت گذرنے کے ساتھ............طریقہ کار استعمال کیجئے'' کا مطالعہ کیجیے اور اس پر تبصرہ کیجیے۔

12. ہمارے ملک اور یوروپ کی زراعت میں کون سی یکسانیت اور کیا اختلاف پایا جاتا ہے؟

SCERT TELANGANA

باب 6

افریقہ

ہندوستان کے مغرب میں ایک بڑا براعظم واقع ہے۔اس براعظم میں وسیع صحراء، گھنے جنگلات،طویل وعریض دریا متعدد جھیلیں اور گھاس کے میدان ہیں جو میلوں دورتک پھیلے ہوئے ہیں۔ یہاں مخصوص جنگلی جانور ہیں جو ہمارے ملک میں نہیں پائے جاتے۔دُنیا کی سب سے بڑی سونے اور ہیرے کی کانیں یہیں واقع ہیں۔اس براعظم کا نام آفریقہ ہے۔شاید آپ کو یہ جان کر تعجب ہوگا کہ افریقہ انسانی تہذیب وتمدن کا گھوارہ ہے۔انسانی ارتقاء سب سے پہلے افریقہ میں ہوئی اوراس کے بعد دوسرے براعظموں میں پھیل گئی۔

شکل 6.1 یوگانڈا کے استوائی جنگلات

شکل 6.2 کینیا میں سوانا گھاس کے میدان

شکل 6.3 شہر قاہرہ دریائے نیل کے کنارے

SCERT TELANGANA

دنیا کے نقشہ میں افریقہ کو تلاش کیجئے اور ان بحر اعظموں کے نام بتایئے جو اُسے گھیرے ہوئے ہیں۔ اس کے پڑوسی براعظم کونسے ہیں؟

افریقہ-ایک وسیع سطح مرتفع :

افریقہ کے طبعی نقشہ کو دیکھئے کیا آپ کو براعظم کے اندر (اندرون براعظم) وسیع میدان نظر آتے ہیں؟ صرف ساحلی علاقوں میں ہی تنگ میدان ملتے ہیں۔ بقیہ براعظم ایک وسیع سطح مرتفع ہے۔ اگر آپ نقشہ کا جائزہ لیں تو دیکھیں گے کہ سطح مرتفع کی بلندی یکساں نہیں ہے۔ دریائے نیل کی وادی اور دریائے کانگو کے علاوہ یہاں اس سطح مرتفع پر متعدد پہاڑ بھی ہیں۔ افریقہ میں سب سے اونچی چوٹی Kalimanjaro کلی ما نجیرو ہے جو تنزانیہ Tanzania میں واقع ہے۔

نقشہ دیکھ کر ذیل کے سوالات کے جوابات دیجئے:

☆ تنگ ساحلی میدان کی اوسط اونچائی کیا ہے؟

☆ سطح مرتفع کے بڑے حصے کی اونچائی کیا ہے؟

☆ آفریقہ کے جنوب اور مشرق میں اونچے سطح مرتفع کی بلندی..................................... ہے؟

☆ شمال میں .... پہاڑ ہیں؟

اونچے سطح مرتفع میں طویل اور تنگ وادیاں ہیں۔ ان وادیوں میں کئی بڑی جھیلیں ہیں۔

☆ جھیل وکٹوریہ کے علاوہ آفریقہ کی دو جھیلوں کو تلاش کر کے ان کے نام لکھئے۔

☆ افریقہ کے نقشہ میں دریاؤں کی نشاندہی کیجئے۔ یہ دریا کن ممالک میں بہتی ہیں اور کن بحر اعظموں میں ضم ہوجاتی ہیں۔

دریا	ملک	سمندر
نیل		
نائیجر		
کانگو		
زمبیزی		

MAP-1: افریقہ کا طبعی نقشہ

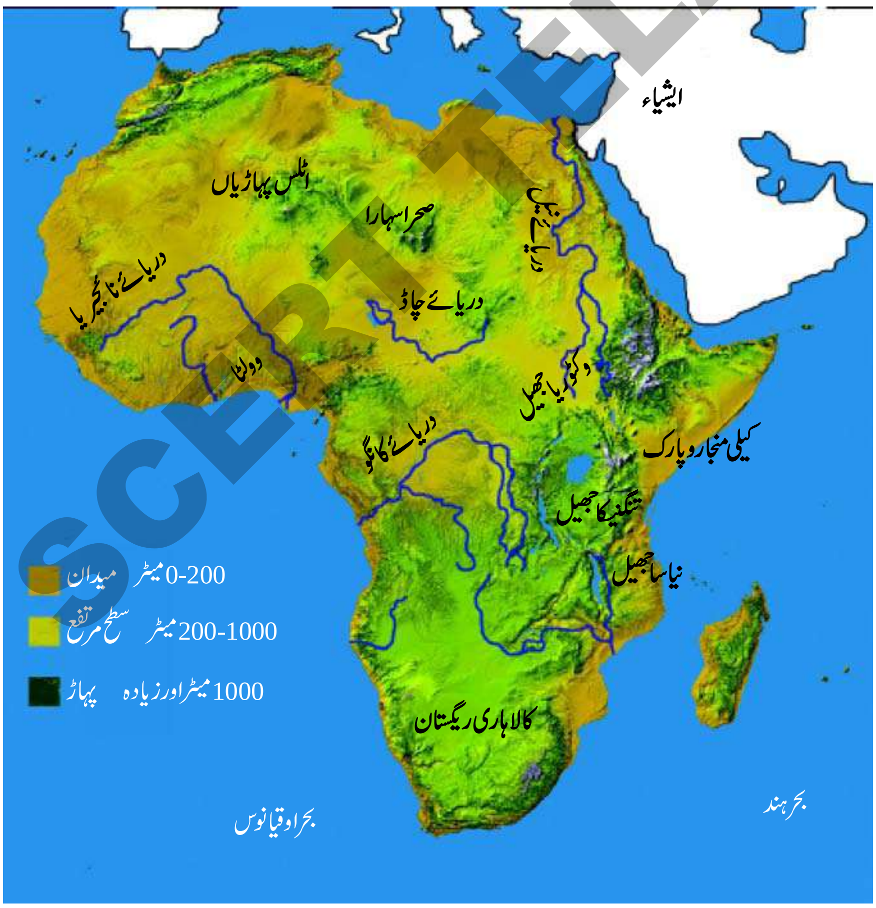

SCERT TELANGANA

شمال میں ایک ایسا علاقہ ہے جہاں وکٹوریہ جھیل کے سوا کوئی دریا نظر نہیں آتے۔ یہ صحراء سہارا ہے جہاں ناکافی برسات ہوتی ہے۔ صرف ایک ہی دریا دریائے نیل صحرائے سہارا سے گذرتی ہے۔

سطح مرتفع پر دیگر جھیلوں کو دیکھئے، افریقہ کی سب سے بڑی جھیل وکٹوریہ ہے۔ یہ دنیا کی ایک بڑی تازہ پانی کی جھیل ہے۔ دریائے نیل اسی جھیل سے شروع ہوئی ہے۔

وہ علاقہ جہاں اس دریا کا منبع ہے وہاں اتنی شدید بارش ہوتی ہے کہ جس سے دریا میں اتنا پانی بھر جاتا ہے کہ یہ صحرا سے گذر کر بحرۂ روم میں جا ملنے کے لیے کافی ہے۔ دریائے نیل پورے مصر سے گذرتی ہے مصر کا بڑا حصہ ریگستانی ہے۔

دریائے نیل نے ہی اس صحراء میں تہذیب و تمدن کو پروان چڑھایا۔ مصری تہذیب و تمدن کئی ہزار سال پرانا ہے۔ ہزاروں سال سے مصر کی زراعت کے لیے دریائے نیل کا پانی استعمال کیا جارہا ہے۔ (نقشہ: 3 دیکھئے)

نقشہ: 2 افریقہ

آب وہوا : CLIMATE

اگر آپ گلوب میں افریقہ کو دیکھیں تو خط استواء کو بیچ سے گذرتا ہوا پائیں گے۔ اس لیے افریقہ دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ شمالی اور جنوبی:

☆ افریقہ کے نقشہ میں خط سرطان کی شناخت کرکے نشان لگائیں Map-2 خط استواء کے جنوب میں خط جدی واقع ہے اس کے صحیح مقام کی نقشہ میں نشاندہی کیجئے۔

☆ کیا خط استواء کسی اور براعظم کے درمیان سے گذرتا ہے۔

خط سرطان اور خط جدی کے درمیانی علاقہ میں شدید گرمی ہوتی ہے۔ دراصل یہ دُنیا کا گرم ترین علاقہ ہے۔ یہاں موسم سرما شاید ہی ہوتا ہے۔ یہ خطہ منطقہ حارہ (Tropic Region) بھی کہلاتا ہے۔

☆ افریقہ کے نقشہ میں منطقہ حارہ کی نشاندہی کیجئے اور خط سرطان کے شمال اور خط جدی کے جنوب میں مختلف رنگ بھریئے۔

ان خطوں zones کے دونوں جانب یعنی شمال اور جنوب میں موسم گرما اور موسم سرما دونوں ہوتے ہیں۔ ان علاقوں کو منطقہ معتدلہ Temprate Region کہتے ہیں۔

اب تک ہم موسم سرما اور موسم گرما سے متعلق معلومات حاصل کئے۔ البتہ ایسے علاقہ جہاں گرمی کے ساتھ شدید برسات ہوتی ہے ان کی آب وہوا گرم علاقوں سے جہاں بارش قلیل ہوتی ہے سے مختلف ہوتی ہے۔

SCERT TELANGANA

MAP-3 :

افریقہ میں برسات کا جائزہ

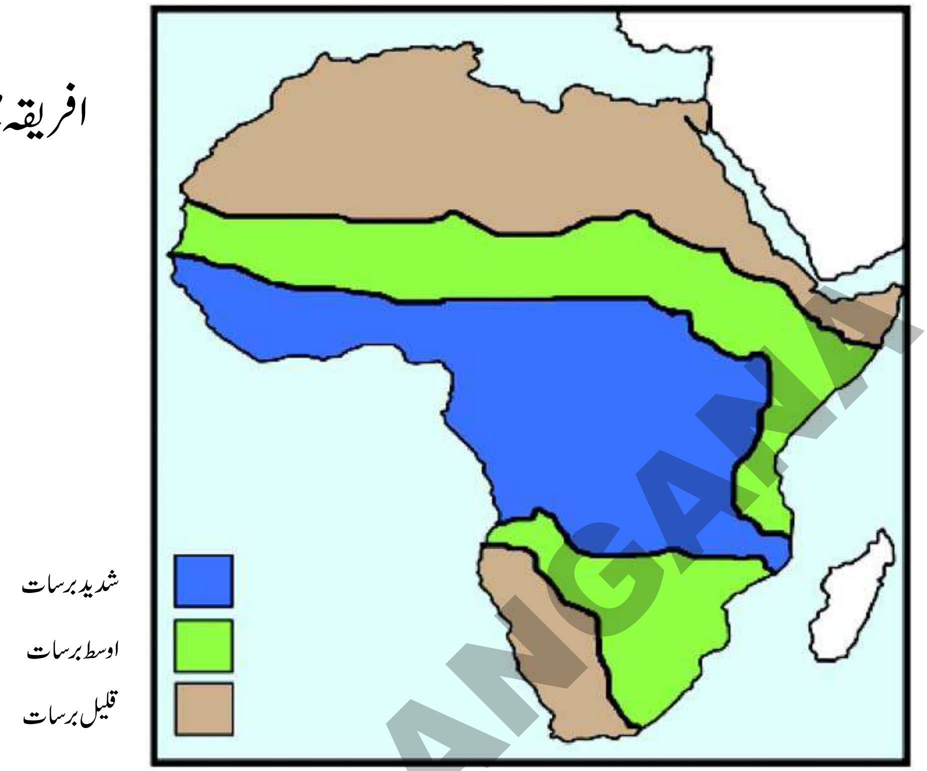

MAP-4 :

افریقہ میں قدرتی نباتات

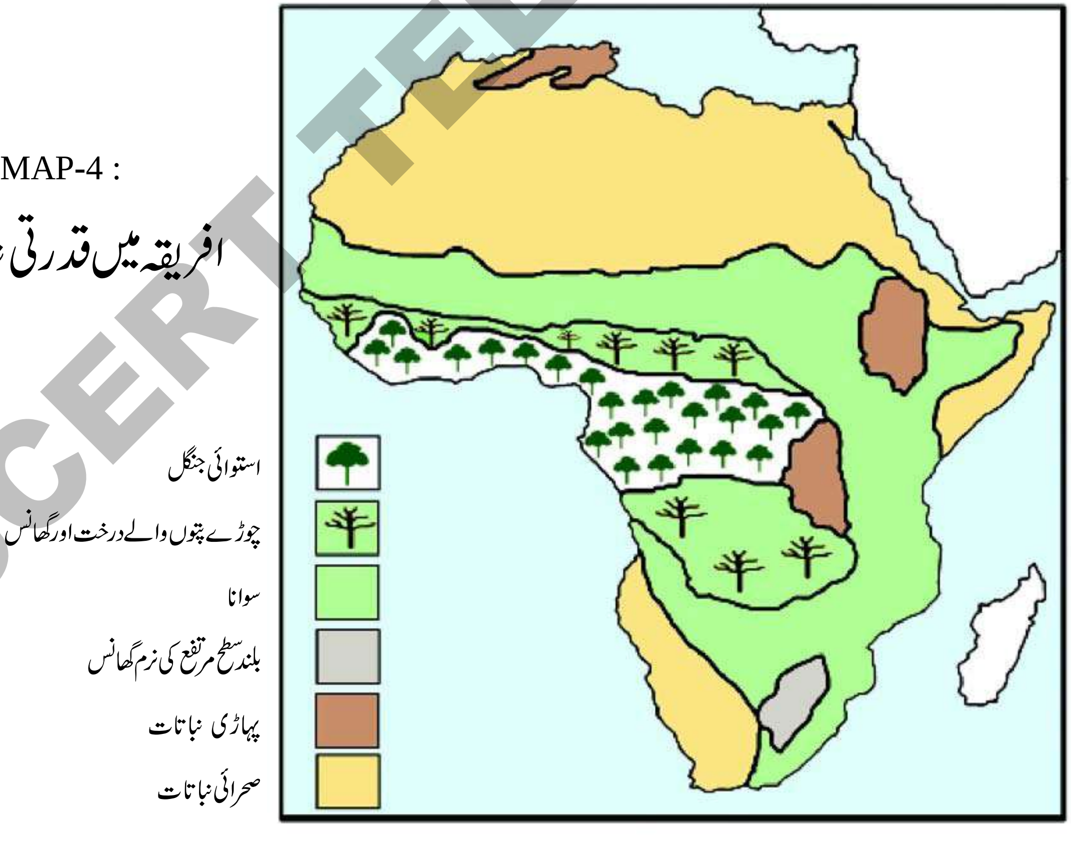

SCERT TELANGANA

شدید برسات والے علاقے

خط استوا کے دونوں جانب افریقہ کے بڑے علاقہ میں شدید برسات ہوتی ہے۔ نقشہ :3میں شدید برسات والے علاقے دیکھئے یہ علاقے وسطی اور مغربی افریقہ میں پائے جاتے ہیں۔ شدید برسات اور گرم آب وہوا کی وجہ سے یہاں گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

معتدل اور قلیل برسات کے علاقے :

نقشہ -3 میں معتدل برسات کے علاقہ کو دیکھئے آپ کو نظر آئے گا کہ معتدل برسات کا علاقہ شدید برسات والے علاقے کو گھیرے ہوئے ہے۔ معتدل برسات والے علاقے میں صرف موسم گرما کے دوران ہی برسات ہوتی ہے۔ جبکہ استوائی علاقوں میں سال تمام برسات ہوتی ہے۔

ہمارے ملک کی طرح افریقہ کے معتدل برساتی علاقوں میں بھی خشک اور برساتی علاقے نمایاں ہیں۔ معتدل برسات کی وجہ سے لمبی گھاس اُگتی ہے۔ بعض علاقوں میں گھاس اتنی اونچی ہوتی ہے کہ ان میں ہاتھی بھی چھپ سکتے ہیں۔ گھاس کے درمیان کچھ درخت بھی اُگتے ہیں اس علاقہ کو سوانا-Suvanna کہتے ہیں۔ اس علاقہ کو نقشہ-4 میں دیکھئے۔ ان علاقوں میں مختلف اقسام کے جنگلی جانور بھی رہتے ہیں۔ ان کے متعلق آپ بعد میں پڑھیں گے۔

افریقہ کا ایک وسیع علاقہ نہایت خشک (بنجر) ہے جہاں بارش کی قلت ہے یا کئی سال تک کوئی برسات نہیں ہوتی۔

نقشہ :3 میں خشک علاقہ کی نشاندہی کیجئے

تقریباً نصف شمالی آفریقہ خشک علاقہ ہے اور اسے صحرائے سہارا کہتے ہیں۔ اس صحرا کے چند علاقوں میں چھوٹی چھوٹی گھاس اور کانٹے دار جھاڑیاں اُگتی ہیں دوسرے علاقوں میں وسیع ریتیلے میدان عریاں پہاڑ اور چٹانیں پتھر اور کنکریاں ہیں۔ افریقہ کے جنوب میں ایک اور خشک علاقہ ہے جسے صحرائے کالاہاری Kalahari کہتے ہیں۔

نقشہ 2 اور 4 کا مطالعہ کرکے جواب دیجئے :

☆ شدید برساتی علاقوں میں............نباتات ہوتے ہیں۔

☆ معتدل برساتی علاقوں میں............نباتات ہوتے ہیں۔

☆ قلیل برساتی علاقوں میں............نباتات ہوتے ہیں۔

سبق کے ابتداء میں ہی افریقہ کے مختلف علاقوں کو ظاہر کرنے والی تصویر دی گئی ہے۔ کہیں پر گھنے جنگلات ہیں اور کہیں گھاس اور درخت ایک ساتھ اُگتے ہیں اور کہیں گھاس اور جھاڑیاں۔ بعض دوسرے علاقوں میں کوئی نباتات نہیں پائے جاتے

افریقی باشندے : The People of Africa

مختلف زبانیں، طرز زندگی اور عادات والے لوگ افریقہ کے مختلف علاقوں میں رہتے ہیں۔ زمانۂ قدیم سے ہی لوگ چھوٹے چھوٹے قبیلے بنا کر شکار، ذخیرہ اندوزی، مویشیوں کی پرورش اور زراعت کرتے ہیں۔ شکاری صحراء میں اور استوائی خطے میں بستے ہیں۔ چرواہے (Postoralists) اونچے سطح مرتفع اور سوانا میں بود وباش کرتے ہیں اور وسیع گھاس کے میدانوں میں اپنے مویشیوں کو چراتے ہیں۔ قدیم زمانے سے ہی زراعت دریاؤں کے کنارے اور جنگلات کے حاشیہ پر کی جارہی ہے۔

ساحلی علاقوں میں کئی شہر آباد ہیں جہاں تاجر مختلف ممالک سے بغرض تجارت آتے ہیں۔

شکل 6.4 بوباب کا درخت

SCERT TELANGANA

افریقہ، یورپ اور ایشیاء :

دوسرے براعظموں کے لوگ بہت زمانے تک افریقہ سے (ناواقف) تھے۔ یورپی باشندے افریقہ کے شمالی ساحلی علاقوں سے ہی واقف تھے۔ جبکہ ہندوستانی اورعرب تاجر مشرقی ساحل سے واقفیت رکھتے تھے۔

☆ نقشہ دیکھ کر اندازہ لگائے کہ یورپی باشندے شمالی ساحلی علاقوں تک کس طرح پہنچے۔

☆ یورپ سے افریقہ جانا ہوتو کس سمت میں سفر کرنا ہوگا؟ کونسا سمندر عبور کرنا ہوگا؟

ان ساحلی علاقوں کے علاوہ یورپی، ہندوستانی اورعرب تاجر افریقہ کے اندرونی علاقوں سے کوئی واقفیت نہیں رکھتے تھے۔

براہِ افریقہ تقریباً 500 سال قبل یورپی باشندوں نے بحری راستہ کے ذریعہ ہندوستان پہنچنے کی کوشش شروع کی۔ بحراوقیانوس کو پار کرکے وہ سینٹ ماڈیریا اور ازورس کے جزائر پرُر کے وہ ان جزائر کے جنوب میں سفر کرنے سے خائف تھے۔ ان کا خیال تھا کہ جنوب میں مزید اتنی گرمی ہوگی کہ سمندر اُبل رہا ہوگا۔ 1498ء میں پرتگالی ملاح واسکوڈی گاما آفریقہ کے انتہائی جنوبی کنارے کے اطراف سفر کرتے ہوئے ہندوستان پہنچا۔

شکل 7.5 جنوبی آفریقہ کی راس الأمید

نقشہ دیکھ کر ان سوالات کے جواب دیجئے :

☆ کسی کو اگر افریقہ سے ہندوستان پہنچنا ہوتو اُسے کس سمت سفر کرنا ہوگا؟ کس بحر اعظم کو عبور کرنا ہوگا؟

☆ کیا براعظم ایشیاء اور آفریقہ زمین کے ذریعہ جڑے ہیں؟

The African Coast : افریقی ساحل

یورپ کے مطالعہ کے دوران آپ نے کٹے پھٹے ساحلوں پر غور کیا ہوگا۔ آپ نے یورپ کی خلیج اور کھاڑیوں سے متعلق پڑھا ہوگا۔ اعادہ کیجئے یہ بحری سفر میں یورپی باشندوں کی کس طرح مدد کرتے تھے۔

☆ افریقی ساحل کا جائزہ لیجئے۔ آپ کو کیا نظر آئے گا ٹوٹے پھوٹے ساحل یا ہموار ساحل؟

☆ کیا یورپ کی طرح یہاں بھی کئی خلیج اور کھاڑیاں پائی جاتی ہیں؟ نقشہ-6 آفریقہ کے قریبی خلیج اور کھاڑی کا نام بتائیے۔

ابتداء میں جب یورپی باشندے اندرونی علاقوں میں بڑھنے کی کوشش کئے تو ان کی راست مدبھیڑ افریقی قبائلیوں سے ہوگئی۔ یورپی باشندے ان کے ساتھ غیر منصفانہ تجارت کرتے انہیں غلام بناتے اور باہر لے جاکر فروحت کردیتے۔ یورپی باشندے افریقہ پر اپنی حکومت قائم کرکے وہاں کے قدرتی ذرائع سے مستفید ہونا چاہتے تھے۔ اسی لیے افریقی باشندوں نے اپنی زمین پر غیر ملکیوں کے مستقل قیام کے خلاف جدوجہد کی۔

Slave Trade : غلاموں کی تجارت

سولہویں صدی میں کئی یورپی باشندوں نے امریکہ ہجرت کی اور وہاں زراعت کرنے لگے۔ امریکہ میں زمین کی فراوانی تھی مگر کھیتوں میں کام کرنے کے لیے افرادی قوت ناکافی تھی۔ افرادی قوت کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے امریکہ نے افریقہ سے غلاموں کی تجارت شروع کی۔

SCERT TELANGANA

ساحلی علاقہ گی نیا (Guinea) کے ساتھ ساتھ مشرقی آفریقہ سے آفریقیوں کو پکڑ کر قید کرکے غلام بنایا جاتا ان قیدیوں کو ساحلی علاقوں میں یورپی باشندوں کو فروخت کردیا جاتا۔آفریقہ کے قبائلی سردار غلاموں کے تبادلہ میں بندوقیں ،فولادی اشیاء،شراب اور کپڑے حاصل کرتے۔

شکل 6.6 غلام

غلاموں پر بے انتہاء ظلم وستم کیا جاتا۔ساحل پر پہنچنے تک ان میں سے کئی غلاموں کی موت واقع ہوجاتی۔ جہاز غلاموں سے بھرے ہوتے۔غذا اور ادویات کا مناسب انتظام نہ ہوتا، اُن دنوں امریکہ پہنچنے کے لیے کئی دن درکار ہوتے تھے۔اکثر غلام بیماریوں اور تغذیہ کی کمی کی وجہ سے بچ نہیں پاتے۔

امریکہ میں بھی ان سے غیرانسانی سلوک روا رکھا گیا اور سزائیں دی گئیں۔ سخت محنت مشقت کے باوجود انہیں مناسب غذا یا رہائش فراہم نہیں کی جاتی۔اس طرح سے کئی ملین آفریقیوں کو غلام بنا کر شمالی وجنوبی امریکہ اور قریبی جزائر کو لے جایا گیا۔غلام بنانے کے بعد لاکھوں افراد کی موت واقع ہوگئی۔ سولھویں اور سترہویں صدی میں کئی تجارتی ادارے بردہ فروشی (غلاموں کی تجارت) کرتے تھے۔انیسویں صدی میں بتدریج بردہ فروشی ختم ہوگئی۔اور 1860ء میں غلاموں کو امریکہ کے آزاد شہری قرار دیا گیا۔

یوروپی نوآبادیات: European Colonies

آپ پڑھ چکے ہیں کہ یورپی باشندے آفریقہ کے اطراف گھومتے ہوئے ہندوستان پہنچے۔ بعد میں یورپی باشندے آفریقی ساحلوں پر قیام کرنے (پڑاؤ ڈالنے) لگے۔ آہستہ آہستہ پرتگالی، ڈچ، انگریز، فرانسیسی اور جرمن اقوام مستحکم ہوگئے اور اندرونی علاقوں میں اپنی نوآبادیات قائم کیں۔ انیسویں صدی کے اختتام پر موجود افریقہ کا سیاسی نقشہ،نقشہ-5 میں دیا گیا ہے اس نوآبادیاتی علاقہ میں یورپ کی نوآبادیات کو نقشہ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

نقشہ نمبر 5۔ 1913ء کے دوران افریقہ میں یوروپی نوآبادیت

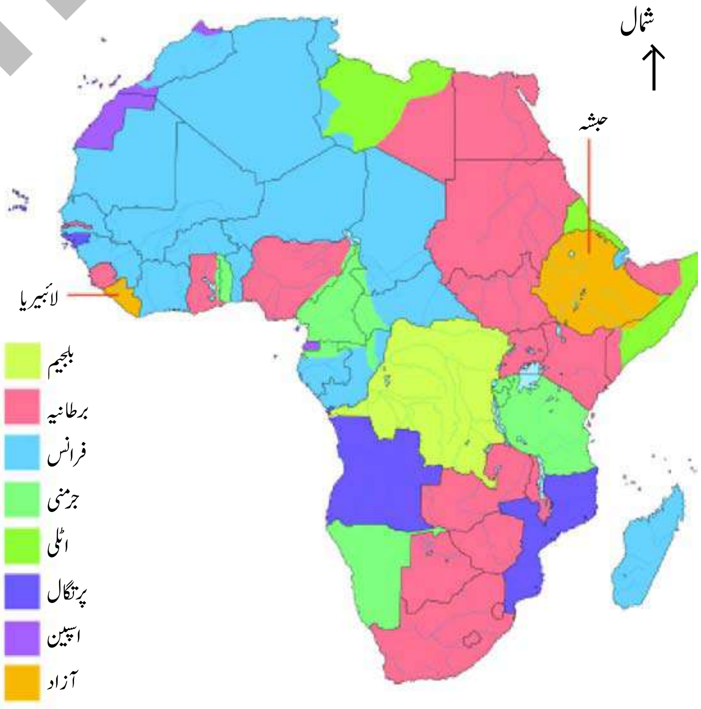

☆ افریقہ میں نوآبادیاتی نظام کو قائم کرنیوالے ممالک کی یوروپی نقشہ میں شناخت کیجیے۔

☆ سوڈان اور زائرے میں کن یورپی ممالک نے نوآبادیات قائم کیں۔

☆ کیا آپ اُن علاقوں کی نشاندہی کرسکتے ہیں جہاں نوآبادیاں قائم نہیں کی گئیں۔

SCERT TELANGANA

افریقہ میں نوآبادیات قائم کرنے کی کوشش کے دوران یورپی افراد نے براعظم افریقہ کے اندرونی علاقوں کی کھوج بھی جاری رکھی۔ وہ شمال میں دریائے نیل کے دہانے تک سفر کیے۔ مغرب میں انہوں نے وادئ نائجیر تک اور جنوب میں کیپ ٹاؤن (Capetown) کے شمالی جانب سفر کیے۔ وہاں انہوں نے دریائے زنبیزی کے اطراف کے علاقوں کی کھوج کی۔

یورپی باشندے افریقہ سے لکڑی، معدنیات وغیرہ بڑے پیمانہ پر یورپ کو برآمد کرتے تھے۔ دراصل سونا، ہیرے جواہرات کی کانیں آج بھی یورپی تجارتی اداروں کے تحت ہیں۔ زامبیا اور زمبابوے میں تانبہ کی قیمتی کانیں ہیں۔ یہ عرصہ دراز سے ہی اہم برآمداتی معدنیات ہیں۔

افریقہ کے (قدرتی ذخائر) ذرائع کی برآمد پر ہی یوروپی باشندوں نے بس نہیں کیا بلکہ چائے کافی ربر، تمباکو وغیرہ کی پیداوار کے لیے کاشت کاری بھی شروع کی۔

نائجیریا میں فصلیں/باغات

غالباً آپ چاکلیٹ کے شوقین ہوں گے؟ یہ کوکو سے بنائے جاتے ہیں۔ جو نائجیریا میں اگایا جاتا ہے۔ جنوبی نائجیریا میں کوکو کے علاوہ ربر کے باغات بھی پائے جاتے ہیں۔ ان درختوں کے پھل سے تیل نکالا جاتا ہے۔ لوگ دریا سے نائجیریا کو کشتی کے ذریعے عبور کرکے ان جنگلات تک پہنچتے تھے اور ان پھلوں کو اکٹھا کرتے تھے۔ ابتداء میں یہ درخت قدرتی طور پر پائے جاتے تھے۔ لیکن جیسے جیسے اس کی مانگ میں اضافہ ہوا جنگلات کے کئی خطے صاف کرکے وہاں ان درختوں کو لگایا گیا۔ کوکو، ربر، پام آئیل نائجیریا سے برآمد کیے جاتے ہیں۔ جس سے نائجیریا بیرونی زرمبادلہ حاصل کرتا ہے۔

☆ نقشہ -4 کے مطابق نائجیریا کے ان علاقوں کی نشاندہی کیجیے جہاں یہ فصلیں اگائی جاتی ہیں۔

شجرکاری کی شروعات برطانوی باشندوں کی جو جنگل سے اکٹھا کی جانے والی قدرتی پیداوار سے مطمئن نہیں تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ زیادہ سے زیادہ پیداوار ہو اور زیادہ سے زیادہ برآمد کیا جاسکے۔

شجرکاری سے ان کے لیے کئی آسانیاں پیدا ہوئی۔ اول تو جنگل کے اندر جانا اور درختوں کی نشاندہی کرنا اب کوئی مشکل کام نہیں رہا۔ درختوں کی دیکھ بھال آسان ہوگئی۔ کیونکہ تمام درخت ایک ہی جگہ دستیاب ہونے لگے۔ فصل کی کٹائی بھی آسان ہوگئی۔ پیداوار میں اضافہ ہوا۔

نائجیریا کے باشندے شجرکاری کرنے لگے جبکہ برطانوی منتظم تھے۔ اس طرح نائجیریا میں پام، کوکو، ربر کی تجارتی کاشت شروع ہوتی یہی نہیں بلکہ شجرکاری کے کھیتوں کے قریب کئی ایک پراسیسنگ یونٹ (Processing Unit) کا قیام بھی عمل میں آیا۔ جیسے کوکو پھل سے بیج کو علحدہ کرنے کا یونٹ، بیجوں کو خشک کرنے کا یونٹ، پام سے تیل نکالنے کا یونٹ اور ربر کے درخت سے دودھ علحدہ کرنے کا یونٹ وغیرہ۔

پام، کوکو اور ربر کی تجارت سے ہونے والے نفع کا بیش تر حصہ برطانیہ کو جاتا تھا نائجیریا کی عوام وہاں صرف زرعی مزدور کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ ہندوستان میں بھی انگریزوں کے دور حکومت میں چائے اور کافی کے باغات تجارت کی غرض سے لگائے گئے تھے۔ نائجیریا 1960ء تک برطانیہ کے زیرِ تسلط رہا تب کہیں اسے آزادی نصیب ہوئی۔ اس کے بعد شجرکاری اور شجرکاری کی تجارت بتدریج نائجیری باشندوں کے قبضہ میں آتی اور وہ اس سے نفع حاصل کرنے کے قابل ہوگئے۔

آزاد افریقہ (Independent Africa)

گزشتہ صدی کے دوران افریقی ممالک نے یوروپی طاقتوں سے آزادی حاصل کی۔ نئے ممالک کا قیام عمل میں آیا جہاں عوام نے اپنی خود کی حکومت قائم کی۔ آج بھی کئی افریقی ممالک میں یوروپی باشندے قیام پزیر ہیں۔ مگر افریقی عوام آہستہ آہستہ اپنی زمین

SCERT TELANGANA

جنگلات، کانوں اور زراعتی پیداوار پر قبضہ حاصل کر رہے ہیں تاکہ وہ اس سے مستفید ہوسکیں۔

آفریقہ کی معدنیات:

براعظم معدنیات کی دولت سے مالا مال ہے۔ جیسے کوئلہ، تانبہ، ٹن وغیرہ اس کے علاوہ قیمتی معدنیات سونا اور ہیرے دنیا میں سب سے زیادہ یہاں ملتے ہیں۔ یوروپی افراد کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ غلاموں کو استعمال کرتے ہوئے یہاں کے وسائل پر قبضہ حاصل کریں آج بھی آزاد افریقہ میں کئی معدنی وسائل یوروپی ممالک اور ان کی کمپنیوں کے قبضہ میں ہیں۔

مثال کے طور پر معدنی تیل یا پٹرولیم نائجیریا کے اہم قدرتی وسائل ہیں۔ ڈچ (Dutch) کمپنیوں نے 1958 میں معدنی تیل کے ذخائر اور تیل صاف کرنے کے کارخانوں کو شروع کیا۔ آج بھی یہ کمپنیاں نائجیریا سے معدنی تیل دوسرے ممالک کو برآمد کرتی ہیں۔ تیل صاف کرنے کے کارخانے بندرگاہ ہارکورٹ (Harcourt) اور وری پورٹ میں موجود ہیں۔

معدنی تیل کے ذخائر اور تیل کی تخلیص کی کمپنیاں آج بھی بیرونی کمپنیوں کے ہاتھوں میں ہے۔ نائجیریائی حکومت کا ان میں معمولی حصہ داری ہے۔ دیگر معدنیات کی کانوں کی بھی یہی صورتحال ہے۔

بیرونی کمپنیاں کانوں میں جدید ٹکنالوجی لا رہی ہیں اور سرمایہ کاری کر رہی ہیں۔ ان کمپنیوں سے مقامی افراد کو روزگار حاصل ہو رہا ہے۔ البتہ کم اجرت والے مزدوروں کے ذریعے بھاری منافع حاصل کیا جا رہا ہے۔ ان کمپنیوں کی اکثریت ماحول کے تحفظ سے بے توجہی برتتی ہے۔ جس کے سبب قدرتی ماحول متاثر ہو رہا ہے۔ ماحولیات کے بگاڑ کی اثرات زمین اور افراد کی زندگیوں پر بھی پڑ رہے ہیں۔

☆ آفریقہ کے نقشہ -7 میں آفریقی ممالک کے نام لکھ کر رنگ بھریئے۔

کلیدی الفاظ

1. نوآبادیت 2. غلام 3. سطح مرتفع

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. کسی کو اگر یوروپ سے شمالی افریقہ پہنچنا ہو تو کونسے سمندر کو عبور کرنا ہوگا؟
2. افریقہ کے اندرونی علاقوں میں پہنچنے کے دوران یوروپی باشندوں کو کونسی مشکلات درپیش آئیں۔ کسی تین کا ذکر کیجئے؟
3. افریقہ کے دو عظیم صحراؤں کے نام بتایئے ؟
4. سبق میں افریقہ کے دو سیاسی نقشے دیئے گئے ہیں، دونوں کا تقابل کر کے بتلایئے کہ ان میں کونسے یوروپی ممالک آج کے نائجیریا اور زمبابوے پر قابض تھے؟ بتایئے۔
5. ان دو ممالک کا نام لکھئے جہاں استوائی جنگلات پائے جاتے ہیں۔؟
6. یوروپی باشندے افریقہ سے کن اشیاء کی تجارت کرتے تھے؟ تجارتی اغراض کے لیے وہ کس قسم کی زراعتی اشیاء کی پیداوار کو فروغ دیتے تھے؟
7. غلاموں کی تجارت سے کس کا فائدہ ہوا؟ امریکہ کو غلاموں کی ضرورت کیوں تھی؟
8. آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ غلاموں کی تجارت نہایت وحشیانہ/ ظالمانہ عمل ہے؟
9 اس سبق کے آخری پیراگراف کو پڑھ کر تبصرہ کیجئے۔

SCERT TELANGANA

نقشہ 6- افریقی ممالک

نقشہ 6 کی مدد سے مندرجہ ذیل نقشہ کو نامزد کیجئے اور تمام ممالک کو مختلف رنگوں سے رنگئے۔اس بات کا خیال رکھیں کہ دو متصلہ ممالک کو ایک ہی رنگ سے نہ رنگا جائے۔

نقشہ 7 افریقی ممالک

باب 7

دستکاری۔ ہینڈلوم

حصہ اول

اندوگلا کے ٹوکریاں بنانے والے:

پولیا ٹوکریاں بُننے والا کاریگر ہے۔ اس کا تعلق رنگاریڈی ضلع کے ماڈوگولا منڈل کے گاؤں اندوگلا سے ہے۔اس کی عمر 35 سال ہے۔اس کا تعلق ایروکلا قبیلہ سے ہے۔اس کا سارا خاندان بھی ٹوکریاں بناتا ہے۔

پولیا کا خاندان نسل درنسل بٹیاں بناتا آرہا ہے۔ پولیا کی بیوی بھاگیماں بھی بٹیاں بناتی ہے۔ان کے تین بچے ہیں۔ پولیا کے والد 30 سال قبل 25 دیگر خاندانوں کے ہمراہ حیدرآباد آئے تھے کیوں کہ ان کے اپنے علاقے میں ٹوکریوں کی طلب میں کمی ہوگئی تھی۔ پولیا چادرگھاٹ میں سڑک کے کنارے ٹوکریاں بیچتا ہے۔

اس کام کے لئے پولیا سندولے (جنگلی کھجور) کی ڈالیوں اور پتوں کو استعمال کرتا ہے۔وہ چھری سے پتوں کو چھلتا ہے اور دھوپ میں رکھتا ہے تاکہ خشک ہوجائیں۔ خام مال سندولے (جنگلی کھجور کے پتے) اندوگلا سے پولیا کے رشتہ دار گھٹے بناکر لاتے ہیں اور پولیا جیسے کاریگروں کو فروخت کرتے ہیں۔ اندگلا گاؤں حیدرآباد سے تقریباً 60 کلومیٹر دور ہے۔

☆ آپ کے خیال میں بٹیاں بنانے کیلئے درکار خام مال سے کیا مراد ہے ؟

☆ ٹوکریاں بنانے والے کاریگر کن آلات کو استعمال کرتے ہیں؟

سندولے کے پتوں کا ایک گٹھا -/120 روپے کا ہوتا ہے پولیا اور دوسرے کاریگر دو ماہ میں 10 گھٹے لاتے ہیں۔ پولیا کا خاندان ایک گھٹے سے 25 ٹوکریاں بناتا ہے۔10 گٹھوں سے تقریباً 250 ٹوکریاں بنتی ہیں ایک ٹوکری بننے آدھا گھنٹہ لگتا ہے۔ پولیا صبح 10 بجے سے شام 5 بجے تک ٹوکریاں بُنتا ہے۔ جبکہ کھانے اور آرام کے لیے تھوڑا وقفہ لیتا ہے۔

شکل 7.1 بھمبو سے بنی بٹیوں/ٹوکریوں کی دُکان

پولیا ہر ٹوکری -/20 روپے میں فروخت کرتا ہے۔ گاہک خاندانی رسوم کے لئے بڑی ٹوکریاں طلب کرتے ہیں۔ جنہیں خام مال کے مطابق زیادہ دام میں فروخت کیا جاتا ہے۔ پولیا سال تمام ٹوکریاں فروخت کرتا ہے۔دو مہینوں میں -/5000 روپے کی مالیت کی بٹیاں بیچتا ہے۔حمل ونقل کی لاگت نکال کر بٹیوں کی پیداواری لاگت -/1200 روپے اور ایک مرتبہ گاؤں جانے کا خرچ -/100 روپے ہوتا ہے اس طرح پولیا کا خاندان دو مہینوں میں -/3700 روپے کماتا ہے۔لیکن یہ آمدنی خاندان کے اخراجات کے لئے ناکافی ہوتی ہے جس کی پابجائی کے لئے وہ بمبو کی بنی دیگر اشیاء کی خرید وفروخت کرتا ہے۔

SCERT TELANGANA

شہر کی گندی بستی :

پولیا ایک ایسی گندی بستی میں رہتا ہے۔ جہاں پر نالیوں کا نظام مناسب نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے بدبو پھیلی رہتی ہے، مکھیوں اور جھینگیں وں کی افزائش ہوتی ہے ۔ یہاں برقی کی سہولت، صاف پینے کا پانی نہیں ہے۔ پولیا کی جھونپڑی بمبو' بوریوں، پلاسٹک کے تھیلوں اور تارپلین کی بنی ہوئی ہے۔

برسات میں ان جھوپڑیوں کی چھت ٹپکتی ہے اور جھونپڑیاں زیر آب آجاتی ہیں۔ بلدیہ کا عملہ کبھی ان کا تخلیہ کراتا ہے۔ مگر پولیا اور دوسرے کاریگر پھر جھونپڑیاں بنا کر رہنے لگتے ہیں۔

ان تمام سختیوں کو جھیلنے والے پولیا جیسے لوگ آج بھی حق رائے دہی سے محروم ہیں۔ راشن کارڈ سے محروم ہیں کیوں کہ نہ ان کی شناخت ہے نہ رہائش کا صداقت نامہ ہے۔ اس طرح یہ لوگ شہر کے جمہوری معاملات میں شرکت سے قاصر ہیں ساتھ میں غرباء کو ملنے والی مدد اور سہولیات سے بھی محروم ہیں۔

ٹوکریاں بننے والے کاریگر:-

عام طور پر آندھراپردیش کے مختلف علاقوں میں رہنے والے ایروکلا قبیلے کے لوگ ٹوکریاں بنانے کے کام سے وابستہ

شکل 7.3 ٹوکریاں بننا

شکل 7.2 ٹوکریاں بننا

ٹوکریاں بنانا ایک ہنر ہے۔ جس میں سندولے کے پتے ، بیت اور بمبو استعمال ہوتے ہیں جو جنگل میں پائے جاتے ہیں۔

بڑی صنعتوں کی جانب سے استحصال کی وجہ سے جنگلات کا خاتمہ ہورہا ہے۔ اس سے اُن لوگوں کے روزگار پر اثر پڑ رہا ہے۔ جو روایتی طور پر جنگلات پر انحصار کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس قسم کی اشیاء کی طلب گھٹتی جارہی ہے۔

یہ اموران کو گاؤں سے نقل مقام کرواکر شہر میں سکونت پر مجبور کرتے ہیں۔ یہ حالت نہ صرف ٹوکریاں بننے والوں کی ہے بلکہ ان تمام لوگوں کی ہے جو روایتی اور شہروں میں بغیر بنیادی سہولتوں کے زندگی گذارنے پر مجبور ہیں۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

ہیں۔ ایروکلا لفظ کی وجہ تسمیہ ہے ان کی عورت کا روایتی پیشہ جو قسمت کا حال بتلانا ہے۔

اسی مناسبت سے ایروکلا نام دیا گیا ہے۔اس قبیلے کے لوگ ایروکلا زبان بولتے ہیں جس میں تلگو، کنڑ اور تامل زبان کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔

صحیح جواب کی نشاندہی کریں

1. جنگلات کے صفائے کی وجہ
   (a) بڑی صنعتیں (b) ٹوکریاں بننے والے دستکار
2. پولیا بمبو یہاں سے خریدتا ہے۔
   (a) منڈی کے تاجر سے (b) اندوکلا گاؤں سے
3. پولیا کو ٹوکریوں کی تیاری کیلئے خام مال کے اخراجات اور ان کی فروخت سے ہونے والی آمدنی کا جدول بنایئے۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ پولیا جیسے لوگوں کو راشن کارڈ اور حیدرآباد میں ووٹ دینے کا حق ملنا چاہیئے؟

اب آپ جان چکے ہوں گے کہ سندولوں کے پتوں اور بمبو سے اشیاء کی تیاری سادہ پیداوار کی ایک مثال ہے۔جس میں قدرتی وسائل سے حاصل ہونے والی اشیاء استعمال ہوتی ہیں۔

اس سے ہٹ کر دوسری اشیاء ہیں جن کی پیداوار خاصی مشکل اور پیچیدہ ہے اوران کیلئے درکار خام مال بھی مختلف ہیں اوران کے طریقۂ پیداوار بھی پیچیدہ ہیں اور آلات بھی مخصوص ہوتے ہیں پارچہ یا کپڑا جو روئی یا ریشم سے بنتا ہے اس کی مثال ہے، ہاتھ سے بن کر یا بڑی مشینوں یا بڑی ملوں میں کپڑے کی پیداوار کی جاتی ہے۔ یہاں ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ کس طرح کپڑا ہینڈلوم بنکروں (دستی پارچہ بافوں) کے ذریعہ تیار کیا جاتا ہے۔

حصہ دوّم

پوچم پلی کے ہینڈلوم بنکر/جُلا ہے :-

پوچم پلی' ریاست تلنگانہ کے ضلع یادادری کا ایک چھوٹا گاؤں ہے۔ یہاں کے جُلا ہے/بنکر منفرد قسم کی ساڑیاں تیار کرتے ہیں۔ جو اکّت IKKAT کے نام سے دنیا میں مشہور ہیں۔ اکّت لفظ ایک خاص طرز رنگائی کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جسے عام طور پر بندھنی کہا جاتا ہے۔جس میں کپڑے کو مخصوص طریقہ سے رنگا جاتا ہے۔ یہ ساڑیاں عمدہ قسم کے ریشم سے بنائی جاتی ہیں جو سادہ ڈیزائین والی ہوتی ہیں۔ جو تین رنگوں میں دستیاب ہوتی ہیں۔اس طرح اطراف و اکناف کے 100 گاؤوں میں تقریباً دس ہزار بنکر/جُلا ہے رہتے ہیں۔

پوچم پلی ساڑیاں منفرد رنگ اور ڈیزائین رکھتی ہیں۔ یہ دیگر ریشم کی ساڑیوں سے منفرد ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں ان کو پہلا ہینڈلوم پارچہ کہلانے کے مالکانہ حقوق حاصل ہوئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں کوئی بھی اکّت IKKAT پوچم پلی ساڑی کے نام کا استعمال نہیں کرسکتا۔صرف پوچم پلی کے اطراف کے گاؤں اس نام سے ساڑیاں فروخت کرسکتے ہیں۔اوراس برانڈ نام کو استعمال کرسکتے ہیں یہ ساڑیاں ہندوستان اور باہر کے ممالک میں مہنگے داموں میں فروخت کی جاتی ہیں۔

ریشم کی ساڑی تیار کرنے کے لئے بطور خام مال ریشم کے دھاگے، رنگ، روئی، دھاگہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ خام مال جُلا ہے پیدا نہیں کرتے بلکہ بازار سے خریدتے ہیں۔ ریشم کا دھاگہ ریشم کے کیڑوں سے حاصل کیا جاتا ہے شہتوت کے پتوں پر ان کی افزائش ہوتی ہے۔ ریشم کے کیڑوں کی افزائش چھوٹے کسان کرتے ہیں کپاس کھیتوں میں اگائی جاتی ہے۔ جس سے فیکٹریوں میں یا دستکاری کے ذریعہ دھاگہ تیار کیا جاتا ہے۔ کسان دھاگوں (سوت) اور رنگوں کو بازار سے خریدتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

آلات واوزار :-

جولاہے کپڑا بننے کی لکڑی کا سانچہ استعمال کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ چھوٹی چھریاں بھی استعمال کرتے ہیں۔

جولاہے کے لئے ساڑی کے ڈیزائن کا منصوبہ جاننا بھی اہم ہے۔اگر آپ ساڑی پر نظر ڈالیں تو محسوس کریں گے کہ اس پر پیچیدہ ڈیزائن ہیں۔ یہ ڈیزائین کاغذ کے خاص شیٹ پر مخصوص اشاروں کے ساتھ دیئے جاتے ہیں۔ جولاہے ان اشاروں کو بنا غلطی کے سمجھتے ہیں۔اور سالہا سال کی مشق کے بعد وہ لوگ نئے ڈیزائین بھی بنا سکتے ہیں۔

کوئی بھی ساڑی دیکھ کر اس کے عام ڈیزائین کو نیچے دیئے ہوئے خانے میں اُتاریئے۔

ساڑی بُننے کے مراحل :

ساڑی تیار کرنے کے مختلف مراحل ہیں سب سے پہلے دھاگہ تیار کیا جاتا ہے۔ریشمی دھاگے کو بابن پر لپیٹا جاتا ہے۔ان دھاگوں پر نشان لگائے جاتے ہیں۔ان نشانات کے ذریعہ پتہ چلتا ہے کہ دھاگے کے کس حصہ پر کونسا رنگ کرنا ہے۔دھاگے رنگنا بھی ایک سلسلہ وار مرحلہ ہے۔ہر رنگ کو الگ الگ کرکے یکے بعد دیگر خشک کرنا پڑتا ہے۔جب رنگ سازی مکمل ہوتی ہے۔تبھی دھاگے بننے کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

دھاگوں کا رنگنا :

رنگنے کے لئے خشک سوت کے لچھے لئے جاتے ہیں۔
پھر اس کو پھیلایا جاتا ہے۔اس کے ایک حصے کو گرہ باندھ کر رنگ میں ڈبویا جاتا ہے پھر سُکھایا جاتا ہے۔اس طرح کا مرحلہ کئی بار دہرایا جاتا ہے۔اس طریقہ کو ٹائی اینڈ ڈائی کہا جاتا ہے۔ساڑیوں کو مختلف رنگوں میں رنگنے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ سیاہ وسفید کے درمیان سرخ یا بھورا رنگ کرنے کے لئے Alizarin رنگوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔اس کے لئے پہلے سوت کو ارنڈی تیل اور Alkaline قلوی مٹی کے آمیزہ میں ملایا جاتا ہے۔ پھر خشک کرکے تر بہ تر کیا جاتا ہے۔ پھر Alizarin کے پیسٹ میں اُبالا جاتا ہے تاکہ سرخ ہوجائے۔بھورے رنگ کے لئے رنگ میں آہنی مسالہ ملایا جاتا ہے۔ جو آہنی مسالہ سرکہ (Vinegar) میں حل ہونے کے بعد سیاہ رنگ دیتا ہے۔

تانے-بانے (Warp & Weft)

آپ دیکھیں گے کپڑے میں دھاگے کبھی اوپر سے نیچے اور بائیں سے دائیں یعنی # کی طرح ہوتے ہیں تانے (Wrap) اُس دھاگے کو کہتے ہیں جو کپڑے میں اوپر سے نیچے کی جانب ہوا اور بانے (Weft) وہ دھاگے ہیں جو بائیں سے دائیں جاتے نظر آتے ہیں۔

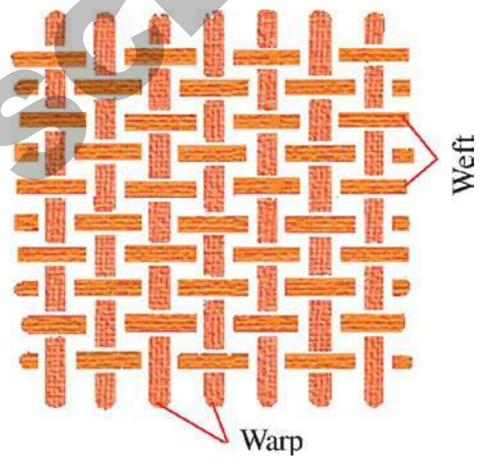

SCERT TELANGANA

آیئے اب ہم پوچم پلی کے ایک
جُلاہے کے گھر کا مشاہدہ کرتے ہیں
تاکہ IKKAT کپڑے کے بارے
میں مزید جان کاری حاصل کریں۔
جگتیا پوچم پلی میں رہتا ہے اس
کے تمام افراد خاندان بیوی لڑکا، لڑکی اور
بہو جلاہے کا کام کرتے ہیں۔ جب ہم
نے گھر میں قدم رکھا ہم نے دیکھا کہ سبھی
لوگ بنوائی کے کسی نہ کسی کام میں مصروف
ہیں۔ جگتیا سوت لپیٹ رہا تھا۔ اُس کا بیٹا
مرلی گھر کے اندر زمین میں موجود سانچے
کرگھے (مگم) پر بننے کا کام کر رہا تھا۔

شکل 7.4 پٹ لوم پر ساڑی کی بُنوائی

دوسرے آلات جن میں منخنی
(چٹکا سو) فریم Curved Frame جس پر
IKKAT کے دھاگے آڑھے تیڑھے اوپر
نیچے بندھے ہوتے ہیں۔ ان کو یکجا کر کے
رنگا جاتا ہے۔
دھاگے اور ربر کی نلیاں مختلف
کاموں کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ تب
جا کر IKKAT ساڑیاں تیار ہوتی ہیں۔
زیادہ تر آلات لکڑی کے ہیں۔ چونکہ جگتیا
بوڑھا ہے اس لئے وہ زیادہ تر سوت لپیٹنے کا
کام کرتا ہے۔ جب کہ اُس کا بیٹا کرگھے پر بُننے کا کام کرتا ہے۔
جگتیا کی بیوی، بیٹی اور بہو چرخے
پر Bobbin لپیٹنے کا کام کرتے ہیں۔ اسکے پوتے اسکول

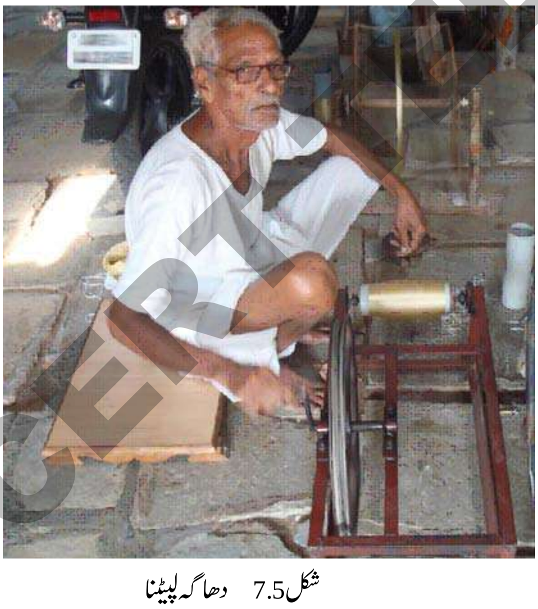

شکل 7.5 دھاگہ لپیٹنا

میں پڑھ رہے ہیں۔ سوت لپیٹنا دھاگوں کے تانے
(Wraping) باندھنے کا کام جولاہے مل جل کر کرتے ہیں
جو گھر کے باہر گلیوں میں کیا جاتا ہے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

ہے۔اُس کا پورا خاندان پچاس دن تک روزانہ بارہ سے پندرہ گھنٹے کام کر کے 8 ساڑیاں تیار کرتا ہے۔اس کام کے لئے اُنہیں-/1200 روپئے فی ساڑی ملتے ہیں۔

ساڑی بُننا جگتیا کا موروثی پیشہ ہے۔ اس کا خاندان IKKAT ساڑی بننے پر جو آمدنی پاتا ہے۔ وہ خاندان کے اخراجات کے لئے ناکافی ہے۔ مارچ سے مئی کے مہینوں کے دوران یہ خاندان دن میں چند گھنٹے ہی کام کرسکتا ہے۔ پورا خاندان صرف دوپہر تک کام کرتا ہے۔ کیوں کہ درجہ حرارت بڑھ جائے تو دھاگے ٹوٹنے لگتے ہیں۔ انکے گھر کی عورتیں بہت مصیبت اُٹھاتی ہیں۔ بنکری اور متعلقہ دیگر کام کرنے کے علاوہ پکوان کرنا، پانی لانا اور بچوں کو اسکول کے لئے تیار کرنے کا کام بھی ان ہی کو کرنا پڑتا ہے۔

پہلے جگتیا کا خاندان کوآپریٹیو سوسائٹی (امداد باہمی سوسائٹی) کے لئے بنکری کرتا تھا۔ یہ سوسائٹیاں مالی امداد فراہم کرتی ہیں اور بنکر کے گھر کسی کے بیمار ہونے یا اچانک موت واقع ہونے پر بیمہ کی رقم دیا کرتی ہیں۔ گھر کی تعمیر پر قرض دیا کرتی ہیں۔ مگر آج کل یہ سوسائٹیاں بنکروں کو معقول کام دینے سے قاصر ہیں۔ جس کی وجہ سے بنکر دیگر ذرائع آمدنی سے اپنے خاندان کی کفالت کرتے ہیں۔ چونکہ پوچم پلی کا صدر بنکر Master weaver انکو کام اور اس کا معاوضہ دیتا ہے۔تب جا کر وہ زائد آمدنی سے خاندان کی ضروریات پوری کرسکتے ہیں۔

یہ خاندان IKKAT ساڑیوں کی بنکری کا کام صدر بنکر کے لئے کرتا ہے۔ جگتیا ابھی بھی سوسائٹی کا ممبر (رکن) ہے اور پرامید ہے کہ سوسائٹی آئندہ اپنا کام موثر طور پر کرے گی۔

شکل 7.6 بابن لپیٹنا

جگتیا کا بیٹا مرلی خام مال جیسے رنگین سوتی دھاگے ذری اور ڈیزائین صدر بنکر Masterweaver سے لیتا ہے اور کبھی کوآپریٹیو سوسائٹی سے لیتا ہے۔جس کا وہ رکن (ممبر) ہے۔

جگتیا کو بہ یک وقت آٹھ ساڑیاں بُننے کا خام مال ملتا

شکل 7.7 ڈیزائین بنانا

SCERT TELANGANA

بنکروں کے مسائل اور امداد باہمی/کوآپریٹیو سوسائٹی

دستی پارچہ سازی یا ہاتھ سے کرگہ چلا کر کپڑا تیار کرنے کے میدان میں تلنگانہ ایک اہم ریاست ہے۔ ہینڈلوم بنکر کو کئی مسائل درپیش ہیں۔ انہیں مشین یا مل سے تیار ہونے والے کپڑے سے مسابقت کا سامنا ہے۔مل کا کپڑا نسبتاً سستا ہوتا ہے مشین سے تیار ہونے کی بناء اور اس کی تیاری میں مصنوعی Synthetic دھاگہ استعمال ہوتا ہے۔ جو کپاس یا ریشم سے کافی سستا ہوتا ہے۔گوکہ پوچم پلی ساڑی اپنی خوبصورتی اور معیار میں اونچی ہے' مگر قیمتی ہے۔ درمیانی آدمیوں کی شمولیت کی وجہ سے بنکروں کو ان ساڑیوں کے لئے صحیح دام نہیں مل پا رہے ہیں۔

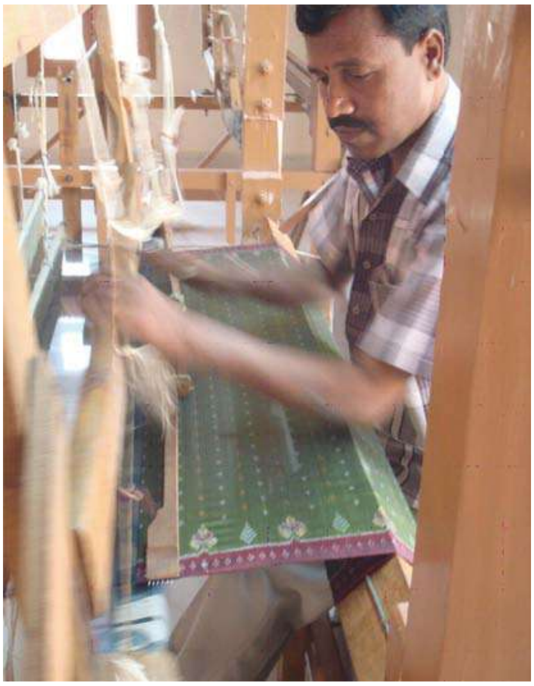

شکل 7.8 بُننے کا عمل

ان ساڑیوں کو خریدنے والے دنیا بھر میں پھیلے ہوتے ہیں مگر ان کا رابطہ راست بنکروں سے نہیں ہے۔شہروں میں فیشن تیزی سے بدلتا ہے۔گاؤں میں رہنے والے بنکر اس سے آگاہ نہیں ہوتے کہ کس ڈیزائین کی طلب زیادہ ہے۔اس کے لئے اُنہیں درمیانی آدمی (دلال) پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ جو اُنہیں شہر کے فیشن میں ہونے والی تبدیلی سے آگاہ کراتا ہے۔اس کے علاوہ خام مال کے لئے بھی بنکروں کو درمیانی آدمی پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔کیوں کہ خام مال جیسے کپاس ریشم کے دھاگے کے مراکز گاؤں سے بہت دور ہوتے ہیں۔ یہ چیزیں درمیانی آدمی کو ہینڈلوم صنعت میں اہم مقام عطا کرتی ہے اوروہ ساڑیوں پر ملنے والے دام کا زیادہ سے زیادہ حصہ خود

شکل 7.9 لپیٹنے کا عمل

SCERT TELANGANA

پانے کی کوشش کرتا ہے۔

ان مسائل کو دور کرنے کے لئے بنکروں نے امداد باہمی سوسائٹیاں بنائیں۔ یہ سوسائٹیاں بنکروں کو خام مال کم دام پر فراہم کرتی ہیں اور اُن کے کپڑے کو بازار میں فروخت کرنے کا بھی انتظام کرتی ہے۔ جس سے بنکر کا درمیانی آدمی پر انحصار کم ہو گیا ہے۔ سوسائٹیوں کو چاہئے کہ وہ بنکروں کو نئے فیشن اور ڈیزائین کی تربیت دیں پھر بھی آج کل تلنگانہ کے دیگر علاقوں کے بنکروں کو کوآپریٹیو سوسائٹیاں معقول کام دینے سے قاصر ہیں۔

کچھ سوسائٹیاں خام مال کی خریدی اور پارچہ کی فروخت جیسے اُمور کے فیصلوں میں بنکروں کو کوئی رول ادا کرنے نہیں دیتی۔ بدلتے فیشن اور ڈیزائین کے مطابق بنکروں کو ساڑیاں تیار کرنے کے مواقع بھی فراہم نہیں کرتی۔ جس سے بنکر دوبارہ درمیانی آدمیوں کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔

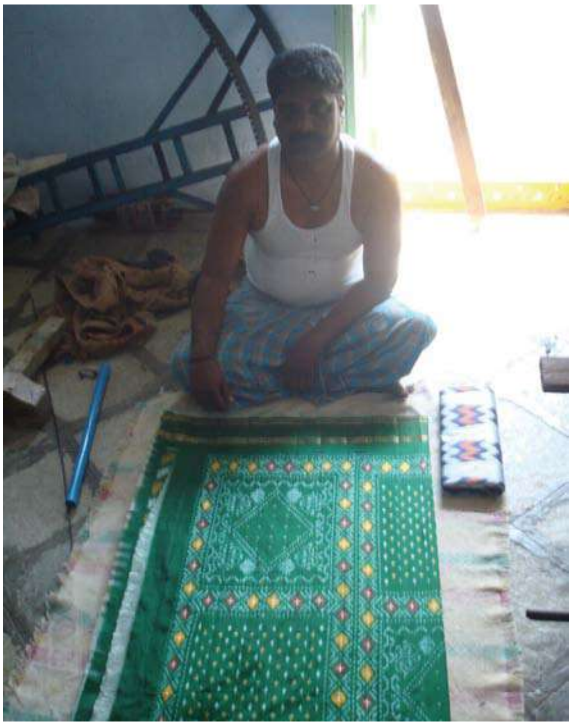

شکل 7.10 IKKAT ساڑی کا تہہ کرنا

تلنگانہ میں ہینڈلوم پارچہ اور میٹریل کی زیادہ تر پیداوار اور فروخت صدر بنکر یا تاجر کرتے ہیں۔ صدر بنکر اور تاجر خام مال خرید کر بنکروں کو فراہم کرتے ہیں تو وہ کپڑا بنتے ہیں۔

یہ کپڑا صدر بنکر ہول سیل پارچہ (کپڑا) تاجر کو فروخت کرتے ہیں۔ جولاہوں کو کپڑا بننے کے لیے محدود اُجرت دی جاتی ہے۔ کئی صدر بنکر بنکروں کو آلات اور کرگہ خریدنے کے لئے قرض دے کر مالی مدد کرتے ہیں اور دیگر صدر بنکروں کے لئے کام کرنے پر پابندی کرتے ہیں، یہ لوگ بنکروں کی اجرت کا تعین کرتے ہیں۔ دراصل ان کا منشاء زیادہ نفع کمانا ہوتا ہے۔ اس لئے بنکروں کو کم معاوضہ دینے کے راستے تلاش کرتے ہیں۔

کوآپریٹیو سوسائٹیوں کا فرض ہے کہ وہ مصیبت زدہ بنکر خاندانوں کو کام فراہم کرے اور ان کو صدر بنکروں سے نجات دلائیں۔

☆ IKKAT ساڑیوں کے لئے درکار خام مال اور آلات کی فہرست بنائیے۔

☆ جگتیا کا خاندان صدر بنکر کیلئے کپڑا بُننے کی کیا وجہ ہے؟

کلیدی الفاظ:

1.خام مال، 2.اَتّت IKKAT، 3.Patent بنانے اور بیچنے کا حق محفوظ، 4. باندھنا اور رنگنا، 5. تانے بانے 6. امداد باہمی انجمنیں 7. اریوکا چیپوٹا

مباحثہ:

☆ ایک جولاہے یا بنکر کو کمرہ جماعت میں بلایئے اور ان کے پیشے سے متعلق گفتگو کیجئے۔

SCERT TELANGANA

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

(1) کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ٹوکریاں بنانے والے اور بنکر اپنے کام کے بدلے خاطر خواہ معاوضہ پاتے ہیں؟

(2) اُن اشیاء کی فہرست بنایئے جو ٹوکری کا بدل ہو۔ فہرست بنانے سے قبل والدین سے تبادلہ خیال کریں۔

(3) کئی اشیاء ہیں جنہوں نے دستکاری کی جگہ لے لی ہے ان کی شناخت کیجئے اور یہ جاننے کی کوشش کیجئے کہ یہ کہاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ کس طرح دستکاروں کی زندگی پر اثر انداز ہوسکتی ہیں۔

(4) پولیا کا خاندان حیدرآباد آکر کیوں بس گیا؟ کیوں پولیا کو حیدرآباد میں حق رائے دہی حاصل نہیں ہے؟

(5) پولیا کی طرح اور بھی مختلف دستکاروں کو آپ نے دیکھا ہوگا۔ اس قسم کے دو دستکاروں سے ملئے اور مندرجہ ذیل تفصیلات حاصل کیجئے نمونے کے طور پر ایک مثال درج ذیل ہے۔

سلسلہ نشان	دستکار کا نام	اشیاء بنتی ہیں	ایک یا دو خام مال	خام مال کے ذرائع
1.	پولیا	بٹیاں/ٹوکریاں	جنگلی کھجور/سندولے کے پتے	اندو گولا گاؤں

(6) کیوں آپ سمجھتے ہیں کہ پوچم پلی IKKAT ساڑیوں کے مالکانہ حقوق کا حصول بنکروں کے حق میں مفید ہے؟

(7) کیا بنکروں کو خام مال حاصل کرکے IKKAT ساڑیاں بن کر راست عوام کو فروخت کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ اس میں کیا دشواریاں ہیں؟

(8) ایک فلو چارٹ بنایئے جو ٹوکریاں بنانے اور ہینڈلوم دستکاری کے پیداواری مراحل کو نمایاں کرسکے؟

(9) ٹوکریاں بنانے اور IKKAT ساڑیاں بننے میں کیا کیا باتیں مختلف ہیں۔ تقابل کرتے ہوئے۔ ذیل کا جدول مکمل کریں۔

کام	استعمال ہونے والا خام مال	استعمال ہونے والے آلات	اشیاء کی فروخت کیسی ہو؟
ٹوکریاں بنانا			
ہینڈلوم بنکری (دستی پارچہ سازی)			

(10) مختلف قسم کی دستکاری کی اشیاء کو فہرست بنایئے جو تلنگانہ میں تیار کی جاتی ہیں؟

منصوبہ کام:

1. کرافٹ پرسن کو کمرہ جماعت میں مدعو کیجیے یا اس کے کام کے مقام کا دورہ کیجیے اور پیداواری عمل کے مختلف مدراج پر مبنی دیواری رسالہ تیار کیجیے

2. اپنے مقام کے مختلف فنکاروں سے ملاقات کیجیے۔ درج ذیل جدول کو مکمل کیجیے اور کمرہ جماعت میں بحث کیجیے۔

شمار	فنکار کا نام	پیشہ	جاری ہے/منقطع ہو چکا ہے	اگر ترک کیا ہے تب اسباب	اگر جاری ہے تب کیا وہ مطمئن ہے

SCERT TELANGANA

باب
8

صنعتی انقلاب

گذشتہ سبق میں آپ یہ سیکھ چکے ہیں کہ کس طرح صناع (کاریگر، فنکار) مختلف ڈھنگ سے اشیاء بناتے تھے۔ ہم نے یہ بھی پڑھا کہ ان اشیاء کی برابری مشین سے بنی اشیاء سے نہیں کی جاسکتی جس کی کئی لوگوں نے ان پیشوں کو ترک کردیا۔ اس سبق میں ہم دیکھیں گے کہ کس طرح مشینی اشیاء کی پیداوار مشینوں کے تسلط کا باعث بنی اور اس کا اثر سماج میں لوگوں کی زندگی پر کس طرح ہوا۔

تاجروں کا بڑھتا ہوا تسلط :

1500 تا 1800 BCE کے عرصے میں امریکہ، یورپ، آفریقہ اور ایشیاء کے ممالک کے درمیان تجارت میں کئی گنا اضافہ ہوا۔ کپڑے کی صنعت کی ابتداء اور توسیع ہوئی۔ اب یوروپی تاجروں نے ایک نظام رائج کیا جس کے تحت چھوٹے کسانوں اور کاریگروں کو قرض فراہم کیا گیا تاکہ پارچہ، کپڑے کی اشیاء پیدا کرسکیں۔ اُس زمانے میں کسانوں کو کھیتی باڑی کرنے پر آمدنی بہت کم ہوتی تھی اور کسان اپنے کھیت اور چراگاہیں کھو چکے تھے۔ ایسے میں ملبوسات کی تیاری کا کام اُن کی گزر بسر کا ذریعہ بنا۔

گتے کے رائج نظام کے تحت برطانیہ کا پارچہ تاجر فراہم کنندے سے کپاس خرید کر سوت کاتنے والے کو دیتا ہے جہاں پر دھاگہ تیار ہوتا ہے تاجر دھاگہ لے کر اگلے پیداواری مرحلے میں پہنچاتا ہے۔ جو کہ بنکر ہوتے ہیں پھر کپڑا مکمل تیار ہونے کے بعد رنگریز کو دیتا۔ جو رنگ کرتا۔ یہ تمام مرحلے وار کام کرنے والے ملک کے مختلف علاقوں میں ہوتے مگر کام کا آخری مرحلہ تکمیلی کام Finishing Work لندن میں ہوتا پھر دیگر ممالک میں کپڑے کی فروخت ہوتی ہے۔ اس طرح پارچہ اشیاء کے کئی پیداکنندے ہوتے جن پر تاجروں کا کنٹرول ہوتا۔ اس دور میں کارخانے کا نظام نہیں تھا کہ پارچہ پیداوار کے تمام مرحلے ایک ہی جگہ انجام پاتے، بلکہ مختلف گھروں میں مختلف مرحلے انجام پاتے۔ ہر تاجر ہر پیداواری مرحلے پر 20 تا 25 ہنرمندوں، دستکاروں کو مصروف رکھتا تھا۔

کچھ عرصہ بعد تاجر ہنرمندوں کو ایک چھت کے نیچے لانے لگے تاکہ اُن کے پیداواری کاموں کو ہر ہنرمند کے گھر جاکر تانا نہ پڑے ان کے لیے چھوٹے چھوٹے ورکشاپ بنائے گئے جنہیں Manufacturies کہا گیا۔ جہاں ہنرمند، دستکار اپنے آلات و اوزار لے آتے اور خام مال جو تاجر فراہم کرتا اس سے اشیاء کی پیداوار کی جاتی یہ پیداوار لے کر تاجر بازار جاتا اور فروخت کرآتا۔ اس طرح ہنرمندوں پر تاجر کا کنٹرول رفتہ رفتہ بڑھتا گیا۔ اس مرحلے کو Proto Industrialisation ماقبل صنعتیانہ کہتے ہیں۔ یہ ایسا مرحلہ ہے جس میں زیادہ سے زیادہ لوگ ہنرمندی میں مصروف ہوئے اور تاجروں نے ہنرمندوں پر کنٹرول قائم کیا اور دستکاری اشیا کی فروخت کیلئے ساری دنیا ایک وسیع بازار بن گئی۔

SCERT TELANGANA

صنعتی انقلاب کا آغاز 1750 تا 1850 BCE:

اس عرصہ میں کئی تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ 1750ء میں مشین اور بھاپ کی قوت عوام کے حمل ونقل میں زیادہ سے زیادہ استعمال کی جانے لگی۔گاؤں میں رہنے والے کئی لوگ شہروں کا رخ کرنے لگے تا کہ کام مل سکے۔آج ہم اپنی زندگی میں کئی مشینوں کا اور مشین سے بنی ہوئی چیزوں کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ دور برطانیہ میں مشینی دور کا آغاز تھا۔

جیسے جیسے کپڑے کی طلب میں کئی گنا اضافہ ہونے لگا کئی دستکار حیران تھے کہ وہ طلب کے مطابق پیداوار کیسے بڑھائیں؟ کچھ لوگ یہ سوچنے لگے کہ ان دنوں ہمارے کپڑے کی مانگ زیادہ ہے۔اور ہم مانگ کے مطابق کپڑا پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔ جبکہ ہمارا بنایا گیا کپڑا قیمتی ہے۔اگر ہم مشین بنا سکیں جو دھاگہ تیزی سے گھما سکتی ہو تو کپڑے کی پیداوار تیز ہوگی اور کم وقت میں زیادہ کپڑا تیار کر سکتے ہیں۔تب زیادہ تر لوگ ہمارا کپڑا خریدنا چاہیں گے اور ہم زیادہ آمدنی حاصل کرسکیں گے۔

تجارت اور کام کے دباؤ کے نتیجے میں لوگوں نے مشینیں بنانے کی کوشش شروع کی۔ پھر طویل انتظار کے بعد مشین ایجاد ہوئی جو کم وقت میں زیادہ سے زیادہ سوت کات سکتی تھی۔وہ مشینیں بھاری تھیں۔دستکاروں کا خیال تھا کہ ان مشینوں پر ہاتھ پیر چلانا انہیں کافی تھکا دیتا ہے۔کیا ہی اچھا ہوتا کہ مشین خود بہ خود چلتی ان کا یہ خواب سچ ہوا،جیمس واٹ کی مشہور ایجاد 'بھاپ کا انجن' بنا۔

جیمس واٹ کی ایجاد :

جیمس واٹ ایک انگریز ہنرمند تھا جس نے مشین بنائی اس نے محسوس کیا کہ بھاپ میں اتنی طاقت ہے کہ یہ کسی بھی وزنی چیز کو حرکت دے سکتی ہے۔اس خیال کے تحت اس نے یہ مشین بنائی جو بھاپ سے چل سکتی ہے۔اسے چلانے کے لیے کسی آدمی یا جانور کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ جیمس واٹ نے یہ ایجاد ایک صنعت کار بولٹن کو بتائی اور دونوں نے شراکت داری میں مزید مشین بنانے کے لیے تیار ہوئے۔ بولٹن نے سرمایا لگایا اور واٹ کو اُجرت دی۔ جبکہ واٹ نے بھاپ کا انجن Steam Engine بنایا یہ شراکت داری ایسی تھی کہ اگر نفع ہوا تو 2/3 نفع بولٹن کا اور

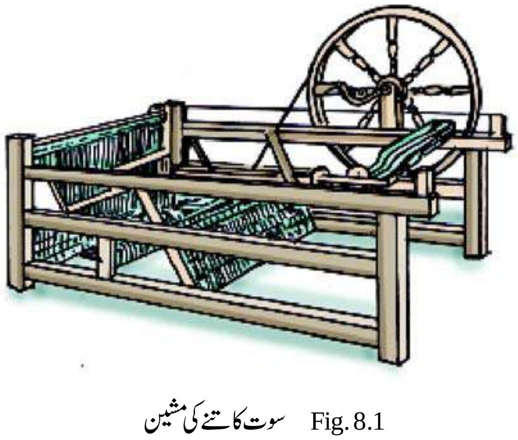

Fig. 8.1 سوت کاتنے کی مشین

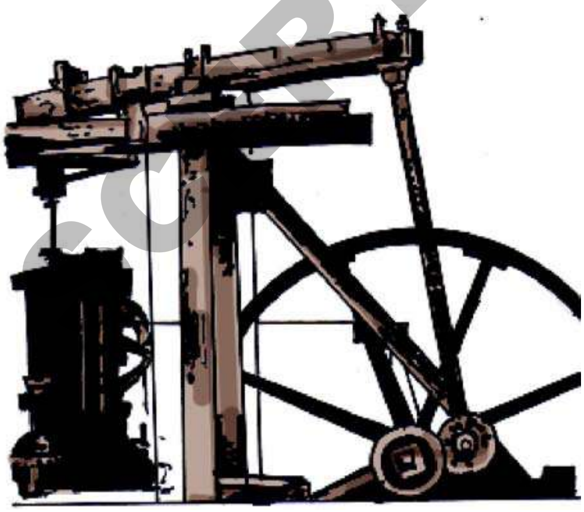

Fig. 8.2 یہ واٹ کی بنائی ایک مشین ہے۔بھاپ کے زور سے مشین راڈ کو اوپر نیچے ڈھکیلتی ہے۔جس کی وجہ سے پہیہ گھومتا ہے

SCERT TELANGANA

1/3 واٹ کا۔

اس طرح ان دونوں نے بڑی تعداد میں اسٹیم انجن بنا کر فروخت کئے اور بہت سا منافع کمایا ایک مرتبہ یہ واضح ہو گیا کہ بھاپ سے مشین چلائی جاسکتی ہے۔تو ایسی مشینیں ہر قسم کے کام کے لیے بنائی جانے لگیں۔ جیسے چرخہ کا تنا،بنکری،لوہے کے آلات بنانا،موٹر گاڑیاں اور جہاز چلانا وغیرہ۔

☆ خودکار مشینوں کی ضرورت انگلستان میں کب ظہور میں آئی؟

☆ یہ مثال ایک سائنس داں موجد اور سرمایہ کار کی شراکت کی ہے۔کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ منصفانہ انتظام تھا؟

پیداوار کا فیکٹری نظام:

1750ء سے 1850ء کے دوران ایک نیا نظام وجود میں آیا جو فیکٹری/کارخانے کا نظام کہلاتا ہے۔جس میں سادہ کل پرزوں کے آلات اوران کی طاقت کی جگہ نئی مشینیں اور بھاپ کی قوت کثرت سے استعمال ہونے لگی۔ پیداوار فیکٹری میں ہونے لگی برخلاف اس کے جیسا کہ ہم نے پڑھا گھروں میں ہوتی تھی۔ ان بڑی فیکٹریوں/کارخانوں میں کام کرنے کیلئے سینکڑوں مزدور لائے گئے۔ دستکاری اور چھوٹے کل پرزوں کی جگہ مشینیں اہم ہوگئیں اور پیداوار بڑے پیمانے پر ہونے لگی۔

پیداوار کی تمام سہولیات سرمایہ دار کی ملکیت بن گئیں سرمایہ لگا کر مزدور خام مال اور مشینیں لانے سے لیکر ان سے اشیاء تیار کروانے تک پیشہ ورانہ انجمنوں کے برخلاف مزدور اُجرت پر کام کرتے ہیں مگر پیداواران کی ملکیت نہیں ہوتی تھی۔

ابتدائی فیکٹریاں/کارخانے کام کرنے کیلئے کافی تکلیف دہ مقامات تھے۔

19ویں صدی کے ایک بچہ مزدور کے تجربات :

19ویں صدی میں یورپ کے صنعتی مزدوروں نے سخت مشکلات کا سامنا کیا۔آیئے انگریزوں کی کوئلہ کی کان میں کام کرنے والے ایک بچہ مزدور کے تاثرات پڑھتے ہیں۔

”میں چار سال کی عمر سے ان کانوں میں کام کر رہا ہوں۔مزدور کلہاڑی سے کوئلہ توڑ کر ویگن میں بھرتے تھے۔ ہمارا کام کوئلہ سے لدے ویگن کو مقررہ مقام تک کھینچ کر لے جانا تھا جہاں سے گھوڑے اور خچر ان کو کھینچ کر لے جاتے یہ ایک مشکل کام تھا۔بھرے ہوئے ویگن پانی،کیچڑ اور ڈھلوان سے کھینچ کر لیجانے سے ہم کافی تھک جاتے تھے۔اس طرح ہم کو روزآنہ 12 گھنٹے کام کرنا پڑتا۔ہم اس قدر تھک جاتے کہ گھر پہنچنے تک ہمیں کھانے کا خیال بھی نہیں رہتا۔کل گھر واپس ہوتے وقت میں تھکا ماندہ راستہ میں ہی سو گیا میری ماں نے مجھے تلاش کیا اور گھر لے آئی“

Fig.8.3 بچے کوئلہ کی کان میں ویگن کھینچتے ہوئے

بچوں کو کان اور کارخانوں میں کام پر رکھنے سے روکنے

SCERT TELANGANA

کے لیے کئی تحریکیں چلائی گئیں۔ ان تحریکوں کے ردعمل میں بچہ مزدوری پر روک لگادی گئی۔ اب یہ بات یوروپی ممالک کے لیے قصہٴ پارینہ بن گئی۔

قدیم کارخانوں کی اندرونی حالت:

مشینوں کی آمد سے صنعتوں میں بڑی تبدیلیاں آئیں، مشینیں بے ہنر مزدوروں سے بھی چل سکتی تھیں اس لیے ہنرمند کاریگر/مزدوروں کی ضرورت نہیں رہی۔ ان کی جگہ بڑی تعداد میں عورتوں اور بچوں کو کام پر لگایا جاتا اور کم اجرت پر کام پر مجبور کیا جاتا تھا۔ مشین کافی مہنگی تھی اور عام کاریگر انہیں خریدنے سے قاصر تھے صرف دولتمند تاجر ہی مشینی فیکٹریاں قائم کرسکتے تھے۔

مزدوروں کی حالت اُن کی زبانی سنئے :

''ہم صبح 6 بجے کام پر آتے ہیں اور رات ساڑھے آٹھ بجے تک کام کرتے ہیں۔ صرف ایک گھنٹہ کا وقفہ دوپہر کے کھانے کے لیے دیا جاتا ہے۔ شام ہونے تک ہم بہت تھک جاتے ہیں لیکن فیکٹری کا مالک چابک/ہنٹر مار کر کام کرنے کے لیے ہمیں مجبور کرتا ہے۔ ان دنوں نئی مشینیں مسلسل آرہی ہیں چونکہ یہ مشین کئی لوگوں کا کام کرسکتی ہے ان میں بہت کم مزدوروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جب جب نئی مشین آتی ہے تب تب ہم میں سے کئی مزدور نکال دیئے جاتے ہیں اور ہم دربدر ہوجاتے ہیں''۔

نکالے گئے اکثر مزدوروں کے لئے تمام راستے بند ہوجاتے تھے۔ چھوٹے ہنرمند اپنی زمین اور دوکان سے محروم ہوتے، فیکٹری اور کان کے مزدوروں کی دھیرے دھیرے تنظیمیں بنائی گئیں تاکہ کام کے حالات کے خلاف لڑسکیں شروع میں ان کے مطالبات یہ تھے 8 یا 10 گھنٹے کام، زیادہ اجرت، 14 سال سے کم عمر بچوں سے فیکٹری یا کان میں کام نہ کرنا۔ زائد کام پر معاوضہ، ان کی یہ جدوجہد کامیاب رہی اور مزدوروں کے روزگار کے حالات بدل گئے۔

SCERT TELANGANA

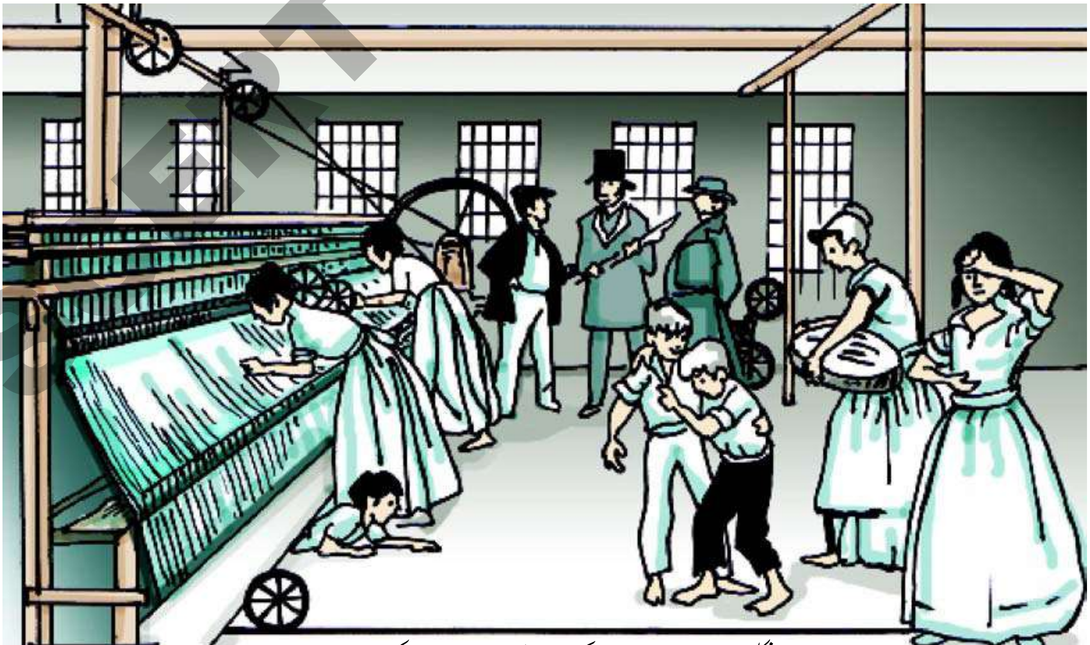

شکل 8.4 کارخانہ میں کام کرنے والی عورتوں اور بچوں کی حالت

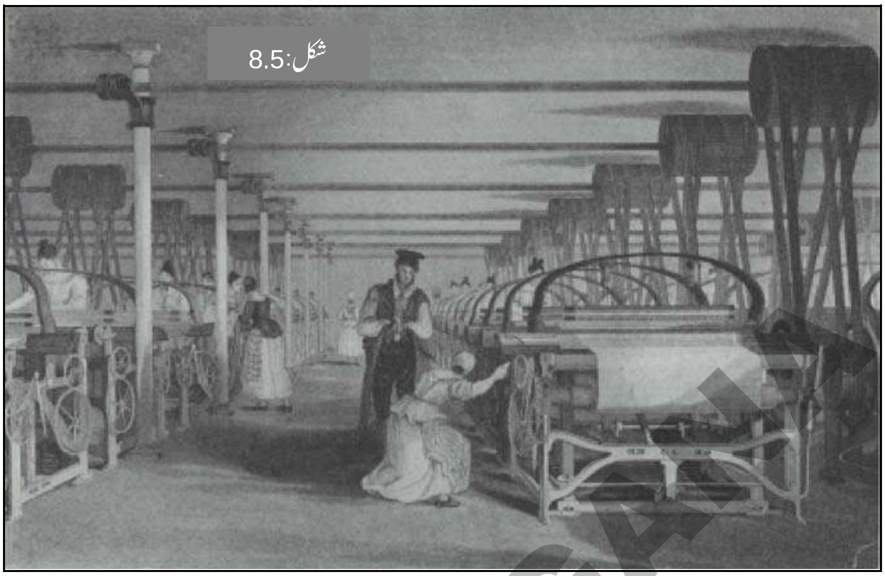

شکل:8.5

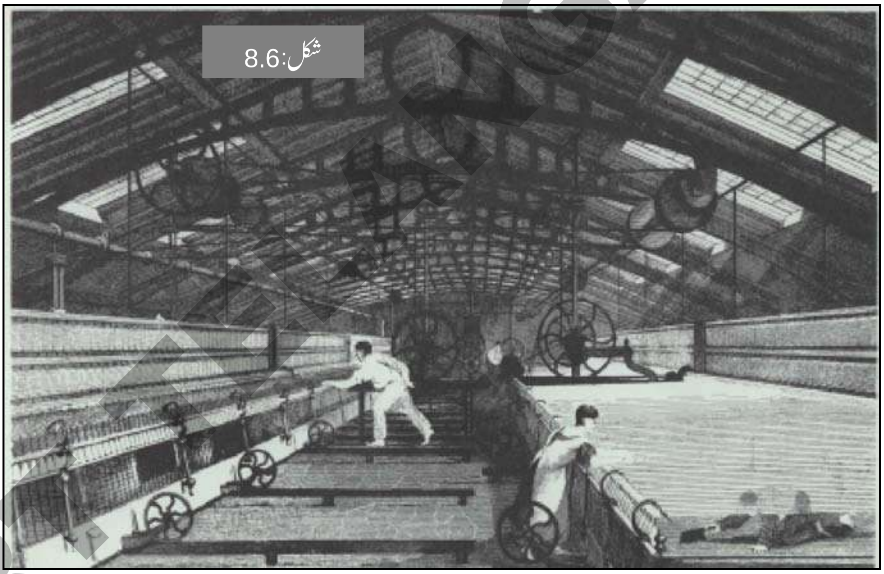

شکل:8.6

☆ ان تصاویر کو دیکھئے جو صنعتی انقلاب کے دوران بنائی گئیں؟

☆ ان تصاویر میں آپ کو کیا نظر آتا ہے۔ بیان کیجئے؟

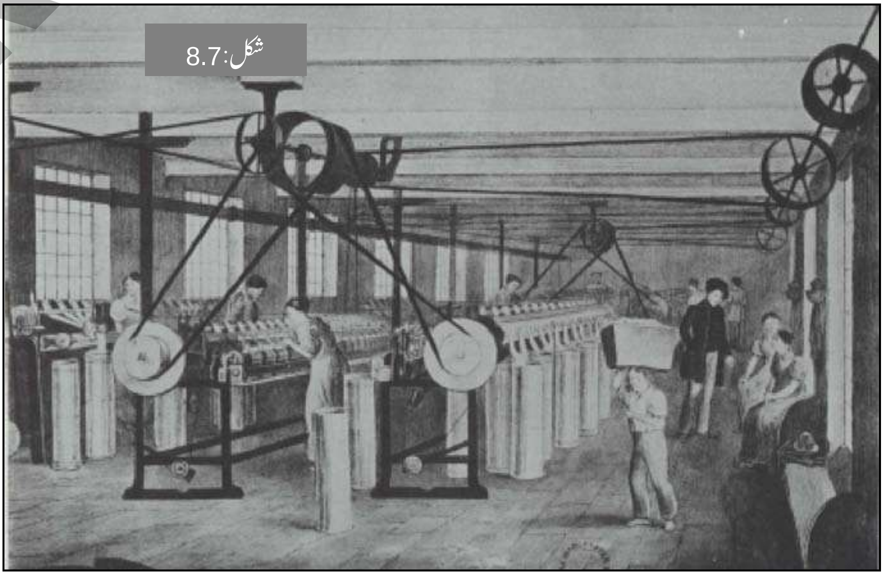

شکل:8.7

☆ مشینوں پر کام کرنے والے مزدور

SCERT TELANGANA

☆ کیا آپ کسی قریبی فیکٹری/کارخانہ کو جانتے ہیں؟ اُس فیکٹری اور 150 سال قبل کی یوروپ کی فیکٹری میں کام کے حالات کا تقابل کیجئے۔

☆ چمڑے کی فیکٹری اور ڈیڑھ سو سالہ قدیم انگریزی فیکٹری کے مزدوروں کے کام کی حالت کا تقابل کیجئے اور جاننے کی کوشش کیجئے کہ ان میں کیا یکسانیت اور فرق ہے۔

اب تو کارخانوں کی حالت بھی بدل گئی ہے۔تمام کام خودکار مشینوں سے خودکار (Automatic) انداز میں ہورہے ہیں۔مشینیں کمپیوٹر کی مدد سے چلائی جارہی ہیں۔ان کو چلانے کے لئے بہت کم مزدور درکار ہیں۔

توانائی کے ذرائع اور صنعتی ترقی :

آپ دیکھ چکے ہیں کہ مشین چلانے کے لیے کارخانہ میں توانائی کی ضرورت ہے۔توانائی کوئلہ، برقی، پٹرول وغیرہ سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ پہلے صنعتیں توانائی کے لیے کوئلے اور بھاپ پر منحصر تھیں۔رفتہ رفتہ دیگر ذرائع توانائی جیسے حرارت، پانی، برقی، پٹرول، قدرتی گیس، نیوکلیائی اور شمسی توانائی سے صنعتوں کا کام چل رہا ہے۔

حمل ونقل کا انقلاب :

بھاپ کے انجن کی ایجاد نے جہاز کی صنعت کو کافی فروغ دیا اسکے علاوہ حمل ونقل کے اخراجات میں نمایاں کمی آئی۔سڑک سے حمل ونقل کے مقابلے میں تین گنا اخراجات کم ہوگئے۔اسکے باوجود لوگ مزید بہتر ذرائع حمل ونقل کی تلاش میں رہے۔حمل ونقل میں ایک قابل ذکر بات بھاپ انجن کو ریل کے انجن Locomotive چلانے کے لیے استعمال کرنا ہے۔جارج اسٹیفن کا ایجاد کردہ ریل کا انجن بھاری مال کے ساتھ لیورپول اور مانچسٹر تک کا 64 کلیومیٹر کا فاصلہ فی گھنٹہ 46 کلومیٹر کی رفتار سے طے کیا۔

1840ء میں John Loudon Mc Adam نے کنکریٹ سے سڑک بنانے کا طریقہ ایجاد کیا۔جس سے سڑک کی سطح سخت ہوئی۔یہ سڑک کی تعمیر میں اہم پیش رفت ثابت ہوئی۔10 سال کے عرصہ میں تارکول کی سڑکیں بنیں جو ہم اپنے علاقوں میں دیکھتے ہیں۔پھر موٹر گاڑیوں کا استعمال ہونے لگا۔

20 ویں صدی کے اوائل میں رائٹ برادرس نے ہوائی جہاز بنائے اور آج ہوائی سفر ایک جدید اور اہم ذریعہ حمل ونقل ہے۔

صنعتی اشیاء کی تجارت :

صنعتی پیداوار میں اس قدر اضافہ ہوا کہ تمام پیداواری اشیاء اسی ملک میں فروخت کرنا ممکن نہ تھا۔صنعتوں کے مالکین ان اشیاء کو دوسرے ممالک میں فروخت کرنے لگے مشین سے بنی اشیاء سستی اور دیرپا رہنے والی تھیں۔جس سے دنیا بھر میں ان کی طلب میں اضافہ ہوا۔اور انگلستان اور دیگر ممالک کی صنعتوں کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ ان ممالک کے پاس درکار خام مال موجود نہ تھا۔جن سے کہ اشیاء پیدا کرسکیں۔مثال کے طور پر کپڑے کی پیداوار کے لیے کپاس درکار تھی جو ہندوستان اور امریکہ میں اگائی جاتی تھی۔انگریز تاجروں نے یہ خام مال ہندوستان اور دیگر ممالک سے خریدے اور فیکٹری مالکین کو فروخت کیا ان سے دیگر تاجر پکا مال خریدتے اور ہندوستان، امریکہ جیسے ممالک میں فروخت کرتے تھے۔

یوروپی اقوام اپنے تجارتی مفاد کی خاطر ان ممالک کو اپنا محکوم اور غلام بنانے لگے۔ممالک جیسے فرانس، جرمنی، اسپین، پرتگال، بلجیم، ہالینڈ اور دوسرے اپنے لئے ایشاء، آفریقہ، آسٹریلیا اور امریکہ میں نوآبادیاں فتح کرنے لگے۔نوآبادیاں ایسے

SCERT TELANGANA

ممالک کو کہا جاتا تھا جن کے وسائل کو دوسرے ممالک اپنے مفاد کی خاطر استعمال کرتے تھے۔ یہ یوروپی ممالک دیگر برآعظموں کے ممالک کا استحصال کرتے ہوئے دولت مند بن گئے۔

شہریانہ اور گندی بستیاں: Urbanisation & Slums

صنعتی انقلاب بتدریج گاؤں کے لوگوں کو شہر میں نقل مقام کرنے کا باعث بنا۔ صنعتی اور شہری سرگرمیاں ان کی ضروریات زندگی کی تکمیل کررہی تھیں۔ لوگ جب نئے اور ابھرتے شہروں کا رخ کرنے لگے تو تنگ اور عارضی مکانات میں رہنے لگے جہاں گندگی زیادہ اور صفائی کی سہولیات نہیں تھیں۔ جس سے حادثے، بیماریاں، وبائیں عام ہونے لگیں۔ زیادہ تر مزدوروں کے رہائشی علاقوں میں مناسب روشنی، صحت اور صفائی کا فقدان تھا شہر میں گندی بستیاں-Slums بالخصوص فیکٹری اور کانوں کے قریب قائم ہونا عام بات ہوگئی۔اُسی وقت مختلف قسم کے Quarters مکانات بننے لگے جو امیر لوگوں کے مکانات تھے وہ ہوادار، کشادہ، برقی و پانی، سڑکوں اور دیگر سہولتوں سے آراستہ تھے۔

آہستہ آہستہ لوگ شہری حقوق، مزدوروں کے حقوق اور ان کی حالت کے لیے جدوجہد کرنے لگے جس سے اُن کے مکانات میں بھی بہتری آئی۔

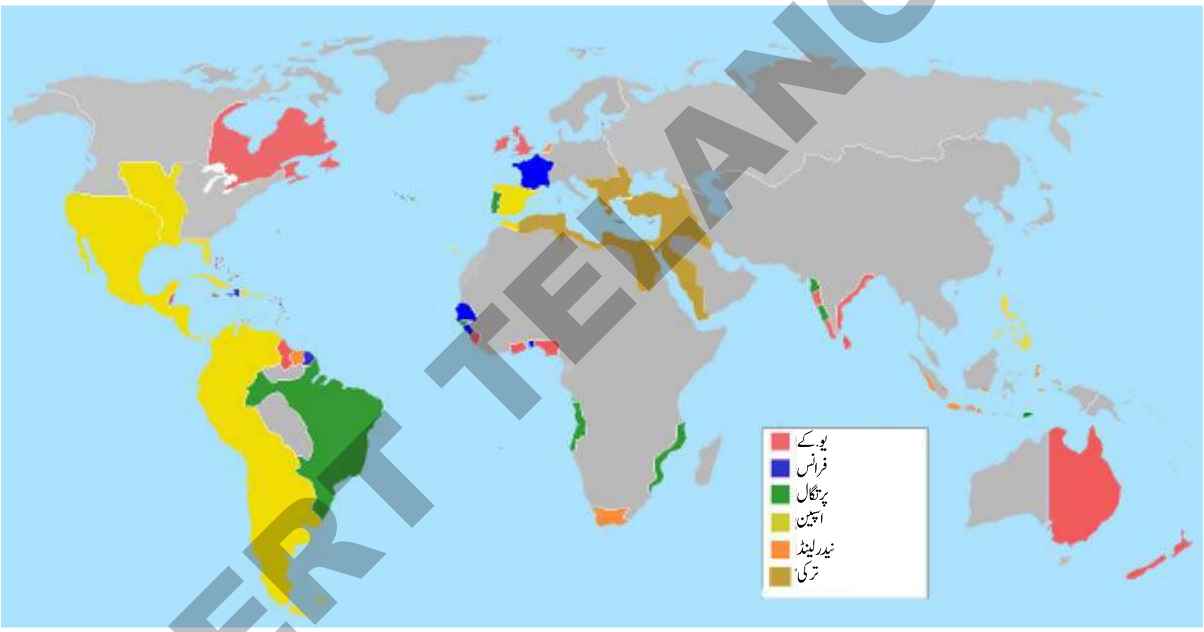

1800 میں دنیا کا نقشہ جس میں یوروپی نوآبادیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔کیا آپ نے غور کیا کہ اکثر نوآبادیات بشمول ہندوستان ساحلوں پر واقع تھے۔صفحہ 61 پر افریقہ کے نقشے کو دیکھئے اور فرق کو بیان کیجئے۔

اہم نکات :

1. انقلاب
2. پیداوار
3. فیکٹری/کارخانہ
4. تنظیم
5. نیوکلیر توانائی
6. شہریانہ
7. بچہ مزدور
8. Slums گندہ بستی

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. ان جملوں کو صحیح کیجئے

Putting out System نظام کے مطابق

a) سوت کاتنے والے روئی بنکروں کے پاس لے جاتے تھے۔

b) Guild System پیشہ ورانہ انجمن کے برخلاف تاجر اشیاء کی پیداوار پر کنٹرول رکھتے تھے۔

c) تمام کام لوگوں کا ایک ہی گروہ کرتا تھا۔

Guild System ہم پیشہ انجمن نظام

a) تمام کسانوں کو بنکری / کپڑا بننے کی اجازت تھی۔

b) بنکر اشیاء کی قیمت اور معیار کا تعین کرتے تھے۔

2. فیکٹری / کارخانے میں بنے کپڑے کی پیداوار سے Putting out System بہتر ہے اگر آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں تو وجوہات بتائیے ؟

3. اگر کرٹیکا کی دلیل ہے کہ ''نوآبادیاتی حاکموں نے ہندوستان میں ریلویز کی تعمیر عوام کے مفاد میں کی ہے؟ آپ اس دلیل کی مخالفت کیسے کریں گے؟

4. مزدوروں کی اجرت میں اضافہ کس طرح صنعتی پیداوار پر اثر ڈالتا ہے؟

5. فیکٹری / کارخانے کے مالک مزدور کو کم اجرت دے کر زیادہ وقت تک کام کرنے پر کیوں مجبور کرتے ہیں؟

6. آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ فیکٹری / کارخانہ میں کام کے حالات کو بہتر بنایا جانا چاہئے؟

7. مزدووں کے کام کی حالت بہتر بنانے کے لیے حکومت کی قانون سازی کیوں ضروری ہے؟

8. کارخانے میں بچوں کو کیوں کام پر نہیں رکھنا چاہئے؟

9. نظام حمل و نقل صنعتی ترقی میں مدد و معاون ہے۔ صنعتیانے کے نقطہ نظر سے اس جملے کی وضاحت کیجئے ؟

10. دنیا کے نقشہ میں ذیل کی نشاندہی کیجئے 1) انگلستان 2) پرتگال 3) فرانس 4) اسپین

11. صفحہ نمبر 95 پر ''شہریانہ اور گندی بستیاں'' کا مطالعہ کیجئے اور اس پر تبصرہ کیجئے۔

منصوبہ کام

1. جماعت ششم کے سبق زراعت اور تجارت کا اعادہ کیجئے تلنگانہ کے کسان اور تاجروں کا تقابل برطانوی یا یوروپی تاجروں سے کیجیے۔ اس کے لئے بعض امور کو بنیاد بنا کر جدول تیار کیجئے۔

2. کیا آپ نے کسی بچے کو فیکٹری میں یا دکان میں کام کرتے ہوئے دیکھا ہے اگر آپ نے دیکھا ہے تو اس وقت آپ کا ردعمل کیا ہوگا؟

SCERT TELANGANA

باب

9

ایک کارخانہ میں پیداوار-کاغذ کی مِل

دستکاری میں پیداوار چھوٹے خاندانوں کے ذریعہ گھروں میں سادہ آلات سے کی جاتی ہے۔اسکے برخلاف فیکٹریوں میں پیداوار مشینوں اور بہت سارے مزدوروں کی مدد سے بڑے پیمانے پر کی جاتی ہے۔

☆ کیا آپ نے کبھی فیکٹری کا مشاہدہ کیا ہے؟ بیان کیجئے۔

☆ جس فیکٹری کا آپ نے مشاہدہ کیا اُس کی تصویر بنایئے اور اپنے خیالات کی مدد سے 300 الفاظ میں بیان کیجئے کہ کارخانے کے اندر کیا کام ہوتا ہے۔

ہم کاغذ کا بہت استعمال کرتے ہیں۔کیا آپ جانتے ہیں کہ کتابوں، ریکارڈس، رجسٹروں، تعلیمی رپورٹ اور اخبار کے لیے کاغذ کس طرح تیار کیا جاتا ہے؟

تلنگانہ میں کاغذ کے کارخانے 2 ہیں۔سرپور کاغذنگر (ضلع کومرم بھیم) اور تلنگانہ بھدرا چلم (ضلع بھدرادری) ہے۔

☆ تلنگانہ کے نقشے میں 2 دو اضلاع کی نشاندہی کیجئے جہاں کاغذ کے کارخانے ہیں۔آپ کے خیال میں یہ وہاں پر کیوں قائم کئے گئے ہیں؟

خام مال :

اشیاء کی تیاری کے لیے درکار مال کو خام مال کہتے ہیں۔

شکل 9.1

کارخانے کا بیرونی منظر

SCERT TELANGANA

کے قریب ہی قائم کئے جاتے ہیں۔

کاغذ کے کارخانے میں بمبواور دیگر خام مال کی فراہمی کا کام کنٹراکٹرس کوتفویض کیا جاتا ہے۔

کچھ دہے پہلے کنٹراکٹرس' قبائیلی عوام کو جنگل سے لکڑی کاٹنے کے کام پر لگاتے تھے (پینوگولو Penugolo hill) کے پہاڑوں میں رہتے ہیں آپ ششم میں پڑھ چکے ہیں) اس طرح سابق میں جنگلوں کو اس قدر کاٹا گیا کہ اب ان کارخانوں کے قریب کوئی بمبو کا درخت نہیں ہے۔

اس لئے کاغذ کے کارخانے متبادل خام مال کی تلاش میں ہیں۔ جیسے Subbabul (کیکر) جو گاؤں میں اگائے جاتے ہیں حکومت نے بھی لوگوں کی حوصلہ افزائی کی کہ وہ اپنے کھیتوں میں کیکرا گائیں۔ آج کل کاغذ کے کارخانوں کو دور دراز مقامات سے بمبو لانا پڑ رہا ہے۔

☆ کاغذ کے کارخانے کا سب سے اہم خام مال کیا ہے؟

☆ کیا آپ برقی کو خام مال سمجھتے ہیں؟ وجوہات بیان کیجئے؟

☆ کسی بھی کارخانے/فیکٹری سے آپ واقف ہیں اس کے بارے میں اپنے ٹیچر سے گفتگو کیجئے اور اس جدول کو پر کیجئے۔

شکل 9.2 بمبو سے لدی لاریاں

کارخانے کو بھاری مقدار میں خام مال کی مسلسل فراہمی درکار ہوتی ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ درجنوں لاریاں ہر دن ان کو خام مال فراہم کرتی ہیں۔ کاغذ کے کارخانے عام طور پر بمبو، نیلگری کا درخت اور کیکر (Subabul) کی لکڑی استعمال کرتے ہیں۔ آج کل زیادہ Subabul کی لکڑی کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ لکڑی کے علاوہ کیمیائی اشیاء جیسے نمک، کاسٹک سوڈا وغیرہ کاغذ کی تیاری کے مختلف مدارج پر استعمال ہوتے ہیں ردی کاغذ Scrap Paper کو کاغذ کے کارخانے میں دوبارہ قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔ کارخانے برقی سے چلنے والے بھاری مشینوں کا استعمال کرتے ہیں۔ کاغذ کے کارخانے برقی سے چلتے ہیں۔ مثال کے طور پر تصویر میں بتائی گئی پیپر مل/کاغذ کے کارخانے کو ہر سال 25 میگاواٹ برقی درکار رہے۔

آدھے سے زیادہ برقی کارخانوں کے برقی جنریٹر سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کارخانے کو سال بھر صاف پانی کی بھاری مقدار درکار ہوتی ہے۔

کاغذ کے کارخانے اور بمبو کی قلت :

کاغذ کا خام مال جنگلات میں دستیاب ہوتا ہے اس کا حصول آسان نہیں ہے۔ کاغذ کے کارخانے عام طور پر بمبو یا نرم لکڑی کے جنگلات

شکل 9.3 بمبو اُٹھانے والی مشین

CERT TELANGANA

سلسلہ نشان	پیداواری اشیاء	صنعت	خام مال
1	جوتا/چپل	جوتے کی صنعت	جانور کا چرم/ربر/کینواس
2			
3			
4			

☆ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم کاغذ زیادہ استعمال کرتے ہیں تو زیادہ جنگلات کاٹے جائیں گے یا غذائی فصل کا علاقہ کم کریں گے۔ جماعت میں بحث کیجئے۔

جب ہم نے پیپر مل کا دورہ کیا تو دیکھا Subabul (کیکر) لکڑی کی 4 تا 5 لاریاں کارخانے کے گیٹ کے باہر کھڑی ہیں۔ جنہیں صبح 30-9 بجے کے بعد ہی کارخانے میں داخل ہونے دیا جائے گا۔ یہاں دو علیحدہ گیٹ ہیں۔ ایک مزدوروں کے لیے اور دوسری بڑی گیٹ لاریوں کے لیے۔ ہم نے کارخانے کے ذمہ دار افراد سے قبل از وقت کارخانے کے دورہ کی اجازت حاصل کرلی تھی۔

کاغذ کی تیاری کا مرحلہ :

کارخانے کے احاطہ میں ہم نے دیکھا کہ کرین Subabul کی لکڑی اٹھا کر لوہے کے پلیٹ فارم پر رکھ رہی ہے۔ جہاں بیلٹ کے ذریعہ یہ کاٹنے والی مشین تک پہنچ رہے ہیں۔ کاغذ پانچ مرحلوں میں تیار ہوتا ہے۔ ہر مرحلے کے لیے علیحدہ سکشن ہے جو مختلف خام مال اور مشینوں کو استعمال کرتا ہے۔

یہ پانچ مرحلے حسب ذیل ہیں۔

1. **لکڑی کو کاٹنا** :اس مرحلے میں بھاری مشینوں کے ذریعہ لکڑی کے بڑے ٹکڑوں کو کاٹا جاتا ہے۔ یہاں 15 تا 20 مزدور کام کرتے ہیں۔ تراشے ہوئے ٹکڑے جسامت کے لحاظ سے الگ کئے جاتے ہیں۔ بڑے ٹکڑے دوبارہ کاٹ کر چھوٹے بنائے جاتے ہیں۔ لاری بھر لکڑیوں کو مشینیں آدھے گھنٹے میں کاٹتی ہیں۔ اس طرح تمام دن کام چلتا رہتا ہے کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ کاغذ کے کارخانے میں ایک دن یعنی 24 گھنٹے میں کتنے درخت کاٹے جاتے ہیں؟

2. **لکڑی کا گودا بنانا** : لکڑی کے تراشے ہوئے ٹکڑوں کو ریشے کے سکشن Fibre Line Section کو روانہ کیا جاتا ہے۔ جہاں لکڑی کے ٹکڑوں کو کیمیائی اشیاء کے ساتھ بڑے برتنوں میں اُبالا جاتا ہے۔

شکل 9.4 مزدور لکڑی تراشتے ہوئے

شکل 9.5 مزدور مشین سیٹ کرتے ہوئے

SCERT TELANGANA

شکل 9.6 گودے کی مشین(Fibre Line)

بیاچ کی شکل میں کام کرنا :

کاغذ کو لپیٹ کر گٹھوں -Roll اور شیٹ کی شکل میں گودام میں ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ ہر گٹھے -Roll پر بیاچ نمبر/لاٹ نمبر، وزن وغیرہ درج ہوتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ بیاچ کیا ہے؟

جب ایک لاری بھر وزن لکڑی کارخانے کو آتی ہے اسکی پوری لکڑی کو بیاچ نمبر دیا جاتا ہے۔ یہ بیاچ تمام سیکشنوں کو ایک کے بعد دیگر جاتا ہے۔مثال کے طور پر بیاچ نمبر 201 کی لکڑیاں چھوٹے ٹکڑوں میں تراشی جارہی ہیں۔ اُسی وقت پچھلی بیاچ نمبر 200 کی لکڑیاں گودا بننے کے مرحلے میں ہوں گی۔ بیاچ نمبر 199 کی لکڑی گودے کے پھیلاؤ کے مرحلے میں ہوں گی۔اس طرح 5ویں مرحلے تک گذرتی رہیں گی۔ جیسے ہی بیچ نمبر 201 کی لکڑی ٹکڑوں میں تراشی گئی اگلے مرحلے کو چلی جائے گی اور بیاچ نمبر 202 کی لکڑیاں اس سیکشن میں آئیں گی تاکہ ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تراشے جاسکیں۔

کام کے اوقات اور شفٹ :

یہ کاغذ کا کارخانہ 24 گھنٹے کام کرتا ہے۔ مزدور 3 شفٹوں A,B اور C شفٹ میں کام کرتے ہیں ہر شفٹ میں 800 تا 900 مزدور کام کرتے ہیں۔

شفٹ A صبح 6 بجے تا دوپہر 2 بجے

شفٹ B دوپہر 2 بجے تا رات 10 بجے اور

شفٹ C رات 10 بجے سے صبح 6 بجے

رات کی شفٹ کے مزدوروں کو خصوصی الاؤنس ملتا ہے۔مزدوروں کی شفٹ کی تبدیلی گردش نما ہوتی ہے۔ ہر شفٹ کے مزدور شفٹ A سے B اور B سے C اور C سے A میں تبدیل ہوتے ہیں۔

اس مرحلے میں لکڑی کے ٹکڑے باریک ریشے (سوتی ریشے کی طرح) میں بدلتے ہیں۔گودے کے مائع کو کیمیائی عمل سے سفید بنایا جاتا ہے۔ پھر یہ گاڑھا ہوتا ہے۔گودے کا مائع ہم کو سفید دودھیائی نظر آتا ہے۔جو گرد سے پاک ہوتا ہے۔

3. گودے کا پھیلاؤ : گودے کا مائع سلنڈر پر موجود پردوں پر پھیلا دیا جاتا ہے۔کاغذ کی تیاری میں یہ اہم مرحلہ ہے جس میں کاغذ کی لمبائی، چورائی اور موٹائی سیٹ کی جاتی ہے۔ پانی نکالا جاتا ہے اور کچھ پانی حرارت کی وجہ سے بخارات بنکر اُڑ جاتا ہے اس طرح گودا خشک ہوجاتا ہے۔گودے کو Conveyor Belt کے ذریعہ آگے بڑھایا جاتا ہے۔

4. دبانا، خشک کرنا، لپیٹنا : سوکھنے والے گودے کو رولر سے دبایا جاتا ہے تاکہ ٹھیک طرح سے صاف ہوجائے جب یہ پوری طرح خشک ہوتا ہے تو ہم کاغذ کی شیٹ کو دیکھ سکتے ہیں جو لپیٹی جارہی ہے۔

5. کٹائی : کاغذ کو سائز کے مطابق مشینوں میں کاٹا جاتا ہے۔ کاغذ کو لپیٹا جاتا ہے اور شیٹ بھی بنائی جاتی ہے۔اب کاغذ کو پیک کرکے گودام لے جایا جاتا ہے۔

کاغذ کی پیداوار ان تمام سیکشنوں میں ایک ساتھ مسلسل جاری رہتی ہے۔

SCERT TELANGANA

انتظامی اُمور کے لیے ایک شفٹ عام ہوتی ہے۔ جو صبح 9-30 تا شام 5 بجے ہے۔ یہ انتظامی عملہ انتظام، حساب کتاب، تجارت، پیداوار کی فروخت، مزدور کی فلاح و بہبود وغیرہ جیسے اُمور دیکھتا ہے۔

کاغذ کی فروخت - Paper Selling

کاغذ کا کارخانہ/ پیپر مل کے مختلف شہروں میں تجارتی ڈپو ہیں یہاں سے دیگر ممالک سری لنکا، بنگلہ دیش، نیپال، ملیشیاء، سنگاپور، نائجیریا اور جنوبی آفریقہ کو کاغذ فروخت کیا جاتا ہے۔

ترقی یافتہ ذرائع حمل و نقل ریل اور سڑک کے راستے موجود ہیں اس لیے ایک کارخانے سے دوسرے کارخانے کو لکڑی بھجوانا اور منگوانا آسان ہے۔

☆ کاغذ کے گٹھوں -Roll پر بیاچ نمبر کا لیبل لگانا کیوں ضروری ہے؟

☆ آپ کے خیال میں کاغذ کے کارخانے دن رات کیوں کام کرتے ہیں؟ اس کا تقابل زرعی کھیتوں کے کام سے کیجئے۔

☆ گیٹ پر سیکورٹی گارڈ کیوں رہتا ہے؟ کیا آپ اسکی نقل کر کے دکھا سکتے ہیں؟ وہ کسے اندر آنے کی اجازت دیتا ہے اور کسے اجازت نہیں دیتا ؟

کاغذ کے کارخانہ کی نوکری :

ایک کارخانہ بیشمار لوگوں کو کام پر رکھتا ہے۔ جو مختلف کام کرتے ہیں۔ کچھ مشین پر کام کرتے ہیں کچھ ان کی مدد کرتے ہیں کچھ برقی آلات کی دیکھ بھال کرتے ہیں۔ کچھ اشیاء کی حمل و نقل میں مدد کرتے ہیں۔ کچھ اعلیٰ تعلیم یافتہ انجینئر ہوتے ہیں کچھ ITI یا پالی ٹیکنک سے فارغ التحصیل، ان کے علاوہ دوسرے ناخواندہ بھی ہوتے ہیں جو صفائی کا کام کرتے ہیں۔ کارخانے میں لوگوں کو مختلف شرائط و قوانین کے تحت کام پر رکھا جاتا ہے۔

کارخانہ میں کچھ مستقل ورکر ہوتے ہیں کچھ جز وقتی ورکر جو کسی اشد ضرورت کے وقت بلائے جاتے ہیں۔ کچھ معاہدہ پر کام پر رکھے جاتے ہیں۔ آیئے ہم اسکی مزید تفصیل جاننے کی کوشش کریں گے۔

آنند کاغذ کے کارخانے کا ایک مستقل ورکر ہے۔ آپ اُس کا یونیفارم ہرا شرٹ اور خاکی پتلون دیکھ سکتے ہیں وہ کاغذ دبانے کے سیکشن میں کام کرتا ہے۔ وہ اس کارخانے میں 10 سال سے کام کر رہا ہے۔ ماہانہ اجرت -/15,000 ہے۔

ذیل کی تحریر پڑھئے اور خالی خانوں کو اپنے جملوں کے ذریعہ پر کیجئے۔

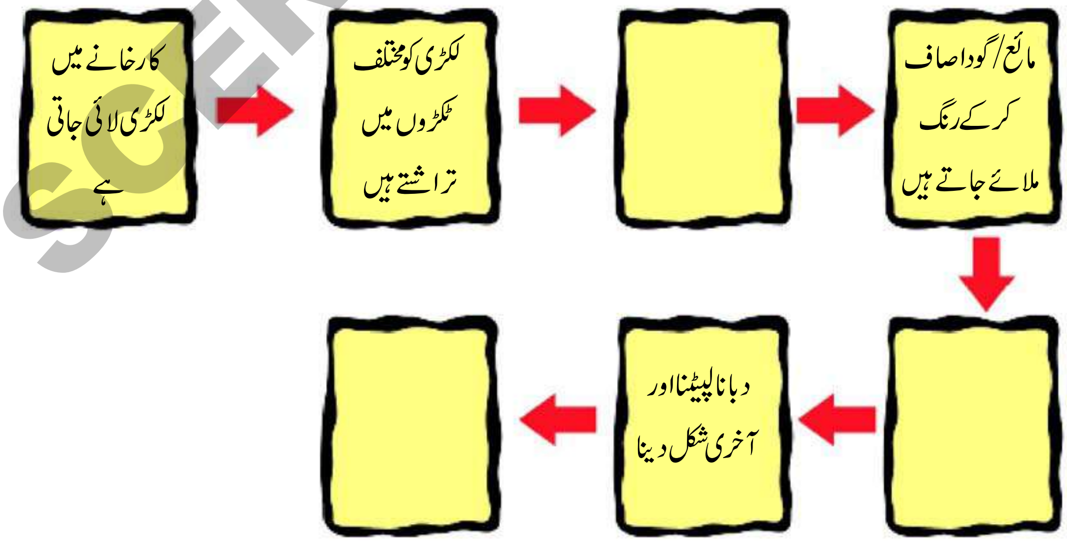

SCERT TELANGANA

مستقل ورکر ہونے کے ناطے آنند کئی مراعات پاتا ہے۔ جیسے پراویڈنٹ فنڈ (سبکدوشی پر دیا جاتا ہے) طبی بیمہ وغیرہ اور اگر کسی وجہ سے اس کی ملازمت ختم کی جائے یا حادثہ کی وجہ سے کام کرنے سے قاصر ہو جائے تو کارخانہ اُسے معاوضہ دے گا۔ ہر سال اُس کی تنخواہ میں اضافہ ہوگا۔ اگر وہ یا اُس کے خاندان کا فرد بیمار پڑتا ہے تو وہ قریبی ESI دواخانہ (Employees State Insurance) جاتا ہے جہاں دوائیاں مفت ملتی ہیں ۔ اس سہولت کے لیے وہ کم رقم ادا کرتا ہے جبکہ کچھ رقم کارخانہ ادا کرتا ہے۔ آنند کو چھٹیاں بھی ملتی ہیں ہر ہفتہ ایک چھٹی اور کچھ زائد چھٹیاں بھی۔ اُسے یونیفارم خریدنے اور دھونے الاؤنس دیا جاتا ہے۔ کچھ سالوں میں اسے بونس بھی ملے گا۔ بونس ایک زائد رقم ہے جو کارخانہ کو نفع ملنے پر ورکروں کو دی جاتی ہے۔ اس قسم کے تقریباً 1800 مستقل ورکر اس کارخانے میں ہیں۔

عمر ایک مستقل مزدور نہیں ہے مگر کارخانے میں روزآنہ کام کرتا ہے۔ اسے معاہدہ پر رکھا گیا ہے۔ اُس کا کام ٹرکوں سے مال اُتارنا چڑھانا اور پیک کرنا ہے ایک سال قبل اُس کی ملاقات مہاراشٹرا کے گاؤں میں ایک کنٹراکٹر سے ہوئی جس نے عمر کو اس مل میں کام دلانے کا تیقن دیا۔ عمر جیسے مزدوروں کا معاوضہ مستقل مزدوروں کے مقابلے کم ہے۔ (ماہانہ -/8000 روپے) طبی مدد الاؤنس اور بونس بھی نہیں ملتی۔ با اُجرت تعطیل نہیں ملتی۔ البتہ اُسے سال بھر کام رہتا ہے۔ دو یا تین سال کام کرنے کے بعد وہ مستقل مزدور بن سکتا ہے۔

وہ عورتیں جو کارخانے میں کام کرتی ہے۔ عموماً فرش صاف کرتی ہیں، کاغذ کے پیاکٹ پر لیبل چپکاتی ہیں۔ پشپا کارخانے میں جز وقتی مزدور ہے۔ مزدور جو وقتاً فوقتاً کام پر رکھے اور نکالے جاتے ہیں جز وقتی مزدور کہلاتے ہیں۔ پشپا روزآنہ کارخانہ آتی ہے یہ دیکھنے کیلئے کہ کام ہے یا نہیں۔ فرش صاف کرنے اور لکڑی تراشنے کے سکشن میں عام طور پر اسے ہفتہ میں چار یا پانچ دن کے لیے کام دیا جاتا ہے۔ جس میں لکڑی تراشنے سے لکڑی کا برادہ دھول اور لکڑی کے ٹکڑے فرش پر ہر طرف بکھر جاتے ہیں۔ انہیں صاف کرنا مشینوں کی گرد صاف کرنا وغیرہ۔ اس کی اجرت یومیہ ہے۔ اور کئی دن تو اسے کام نہیں ملتا۔ اُسے فی یوم -/100 تا -/150 روپے اجرت دی جاتی ہے حالانکہ وہ کارخانے میں تین سال سے زیادہ عرصے سے کام کر رہی ہے اُس کی ماہانہ اجرت -/2500 روپے ہے لیکن اُسے کوئی بھی مراعات حاصل نہیں ہیں جو کہ مستقل مزدور آنند کو ہیں۔

عام طور پر کارخانہ کے مالک پیداواری لاگت کم کرنے کی غرض سے مستقل کام کے لیے بھی جز وقتی مزدور رکھتے ہیں۔ کبھی نئے مشین لگاتے ہیں

شکل 9.7 کاغذ کاٹنے کی مشین

SCERT TELANGANA

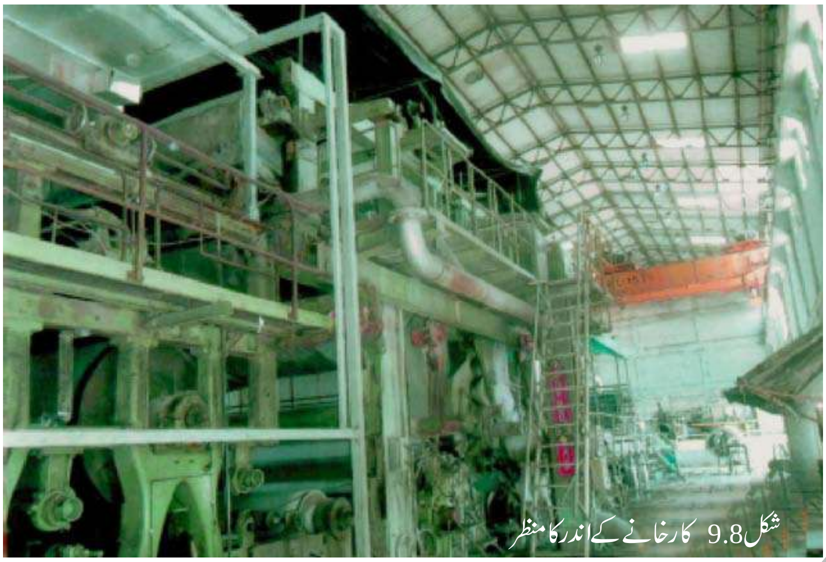

شکل 9.8 کارخانے کے اندر کا منظر

جس میں کم مزدوروں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایسے میں مزدوروں کی انجمن ہڑتال اور احتجاج کرتی ہے۔ اور انتظامیہ سے ورکروں کے حالات سدھارنے کیلئے گفتگو اور معاہدے کرتی ہے۔

مزدوروں کے علاوہ کارخانہ کئی ایک محاسب Accountants، کلرک، منتظم کا تقرر کرتا ہے۔ جن کی تنخواہیں بہتر ہوتی ہیں۔

سینئر منتظم Senior Managers عام طور پر مالک کارخانہ کے خاندان والے ہوتے ہیں جو اچھی تنخواہ کے علاوہ کئی الاؤنس مفت رہائش، مفت بچوں کی تعلیم وغیرہ پاتے ہیں۔

کاغذ کا کارخانہ کس کی ملکیت ہے ؟

اس کارخانے کا کوئی ایک مالک نہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے مل کر ایک کمپنی بنائی جو اس مل کے مالک ہیں۔ یہ لوگ منتظمین، انتظامی ورکرس اور مستقل ورکروں کا تقرر کرتے ہیں۔

ایک جدول بنائیے جس میں آنند، عمر اور پشپا کا تقابل کیا گیا ہو۔

سلسلہ نشان	نام	کام	تجربہ	آمدنی	دیگر فوائد
1	آنند				
2	عمر				
3	پشپا				

کثیر رقومات اس میں مشغول کی اور بنکوں سے قرض حاصل کیا۔ یہ لوگ منیجرس/منتظم اور انتظامی عملہ کو تنخواہ ادا کرتے ہیں نہ کہ مالکین کو البتہ یہ لوگ تمام اجرتیں، تنخواہیں اور کاغذ کا کارخانہ چلانے کے اخراجات ادا کرنے کے بعد جو بچتا ہے وہ منافع کے طور پر سب آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔ یعنی کارخانے سے ملنے والے پورے منافع کے حقدار ہوئے۔ اُسی طرح اگر نقصان بھی ہو تو برداشت کرنے کے پابند ہیں۔

☆ کارخانے میں مزدوروں کو مختلف شرائط، مستقل، عارضی اور جز وقتی بنیاد پر تقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

☆ آپ کے خیال میں عارضی مزدوروں کے کیا مسائل ہیں؟

☆ آندھرا پردیش کے کاغذ کے کارخانے میں کام کرنے والے لوگ دور دراز مقام سے کیوں آتے ہیں؟

SCERT TELANGANA

☆ ذیل کے نکات کو استعمال کرتے ہوئے کیا آپ کارخانے کی پیداوار کی اہم خصوصیات کا خلاصہ تیار کریں گے۔

1. مشین
2. خام مال
3. توانائی اور پانی
4. پیداوار
5. مزدور
6. منیجر/منتظم
7. بازار/مارکیٹ
8. مالکین

کچھ کارخانے ایسے ہیں جن کے مالک نہ افراد ہیں نہ گروپ بلکہ یہ حکومت کی ملکیت ہیں۔حکومت ہی انہیں عوامی فلاح و بہبود کے لیے چلاتی ہے۔

بہت سے کارخانوں کو بھاری مقدار میں خام مال کی ضرورت پڑتی ہے۔جس کی وجہ سے قدرتی وسائل جیسے جنگلات، دریا اور کان(Mine) رفتہ رفتہ ختم ہورہے ہیں۔مزید یہ کہ یہ کارخانے دریا میں صنعتی اور کیمیائی فضلہ چھوڑتے ہیں۔اور دھوئیں سے آلودگی پھیلاتے ہیں،اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسے طریقے فروغ دئے جائیں کہ ماحولیات کو ہونے والے نقصان پر قابو پاسکیں۔کارخانے کئی لوگوں کو روزگار فراہم کرتے ہیں۔لیکن مزدوروں کا کام بہت سخت اور ضرررساں بھی ہوتا ہے۔ دھول،گرداور کیمیائی عمل کی وجہ سے یہ لوگ بیمار پڑ جاتے ہیں ان کی اجرتیں بھی نہایت کم ہوتی ہیں اور یہ گندی بستیوں Slums میں رہنے پر مجبور ہیں جہاں کوئی سہولت میسر نہیں ہوتی۔

ہمارے سامنے جو اہم چیلینجس درپیش ہیں اُن میں ایک یہ ہے کہ کس طرح اشیائے ضروری کی فراہمی اور کارخانے کے نظام کے غلط اثرات میں توازن پیدا کیا جائے۔ ساتھ ہی مزدوروں کی زندگی آرام دہ اور باعزت بنائی جائے۔

آلودگی:

جب ہم کاغذ کے کارخانے کی دوسری طرف جارہے تھے تو ہم نے اس علاقہ میں ناگوار بدبو محسوس کی جو کیمیائی اشیاء کے استعمال کی وجہ سے پھیلتی ہے۔کارخانے سے باہر آنے کے بعد کاغذ کے کارخانے کے مضافات میں رہنے والوں سے ہم نے بات کی ان کا کہنا تھا کہ بدبو ایک عام بات ہے۔روزآنہ کارخانے سے جو دھواں اور گرد نکلتی ہے وہ کھیتوں، باغوں کے پودوں اور درختوں کے پتوں پر جم جاتی ہے۔یہ کارخانہ دریا سے بہت سارا پانی لیتا ہے اور کیمیائی طور پر زہریلا پانی دریا میں چھوڑتا ہے۔

گذشتہ سال کارخانے نے صنعتی فضلہ صاف کرنے والا پلانٹ بنایا جہاں فاضل کیمیائی اجزااور پانی بھیجا جاتا ہے۔پلانٹ میں ایسی مشینیں ہیں جو آلودہ پانی کو صاف کرکے (جو جانداروں کو ہوا پانی زمین اور غذا کو آلودہ کر کے نقصان پہنچاتا ہے) ماحولیاتی طور پر صاف بناتی ہے۔بیکار صنعتی فضلے کو پھینک دیا جاتا ہے یا دوبارہ قابل استعمال بنایا جاتا ہے (عام طور پر کھاد کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے) ان کے علاوہ کاغذ کے کارخانے جس آلودہ پانی کو صاف کرتے ہیں اُس سے اپنے باغوں کی آبیاری کرتے ہیں کچھ کسان تو اس پانی سے آبپاشی بھی کرتے ہیں۔

ہماری ریاست اور ملک میں کئی کارخانے ہیں جو مختلف قسم کی اشیاء کم وقت میں بھاری مقدار میں پیدا کرتے ہیں۔

شکل9.9: کاغذ کے گٹھے(Rolls)

SCERT TELANGANA

اہم نکات :

1. پیداوار کا طریقہ   2. کنویئر بیلٹ-Conveyor Belt   3. فائبر لائن-Fibre Line
4. لیبل کرنا (اندراج کرنا)   5. الاؤنس   6. بونس   7. آلودگی
8. خام مال   9. اوقات کار

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. تصور کیجئے کہ آپ ایک چمڑے یا کپڑے کا کارخانہ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ کارخانے کے قیام کے لیے کن باتوں کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔
2. کاغذ کی تیاری کے مرحلے کو اپنے الفاظ میں بیان کیجئے؟
3. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کاغذ کا کارخانہ ایک دن بند ہو جائے گا۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو اس کا اثر مزدوروں کی زندگی پر کیا پڑے گا۔
4. کاغذ کے بغیر دنیا کا تصور کیجئے۔ کاغذ کے بجائے آپ کیا استعمال کریں گے؟
5. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کچھ اقدامات ہیں جن سے صنعتی آلودگی پر قابو پایا جاسکتا ہے؟
6. کاغذ کے کارخانے کے فوائد اور نقصانات پر کلاس روم میں مباحثہ منعقد کروائیے؟
7. کاغذ کے کارخانے کے مستقل ملازم کی آمدنی و فوائد کی فہرست بنائیے اور عارضی اور جز وقتی ملازم سے اس کا تقابل کیجئے۔
8. کاریگروں کی جانب سے ٹوکریاں بنانا اور کاغذ کی تیاری کا تقابل کیجئے ان نکات کی روشنی میں

   (1) کام کی جگہ (2) آلات (کل پرزے) (3) خام مال (4) مزدور (5) بازار (6) مالکین

9. ضلع کومرم بھیم کے سرپور کاغذ نگر میں کاغذ کا کارخانہ واقع ہے، اسے ضلع مستقر پر کیوں قائم نہیں کیا گیا؟ وجوہات پر بحث کیجئے۔
10. دنیا کے نقشے میں ذیل کی نشاندہی کیجیے؟

   1) سری لنکا 2) سنگاپور 3) جنوبی آفریقہ 4) نیپال

11. صفحہ نمبر 91 کے تیسرے پیراگراف کا مطالعہ کیجیے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کارخانے اپنے مزدوروں کی صحت کی بہتر نگہداشت کرتے ہیں؟ کیوں؟

منصوبہ کام (Project Work)

آپ نے غور کیا ہوگا کہ کچھ کارخانے آپ کے علاقے میں آلودگی پھیلا رہے ہیں یا پھر فرض کیجئے کہ آپ کے محلے میں ایک کارخانہ ہے جو آلودگی پھیلا رہا ہے۔

مقامی اخبار کے ایڈیٹر کو خط لکھئے اور اسے کمرہ جماعت میں پڑھئے اور اس پر بحث کیجئے۔

SCERT TELANGANA

باب 10

نظام حمل ونقل۔اہمیت

ہماری روزمرہ زندگی میں ہم ایک مقام سے دوسرے مقام تک آنے جانے کے لیے ہمہ اقسام کی سواریوں کا استعمال کرتے ہیں۔کس طرح لوگ ذرائع حمل ونقل جیسے سڑکیں،بحری راستے،ہوائی راستے وغیرہ کا استعمال کرتے ہیں اور لوگ اپنی روزگار کے لیے کیوں اور کیسے نظام حمل ونقل پر انحصار کرتے ہیں اور کس طرح یہ نظام بازار کے لیے کارآمد ہے۔ان تمام باتوں کو بھی ہم اس باب میں زیر بحث لائیں گے۔دوسرے ذرائع حمل ونقل جیسے ریل،بحری راستے وہوائی راستے کے متعلق آپ آئندہ جماعتوں میں معلومات حاصل کریں گے۔

SCERT TELANGANA

نظام حمل ونقل کے تعلق سے آپ کافی کچھ جانتے ہوں گے۔

☆ ذیل میں دیے گئے جدول کو مناسب الفاظ سے پر کیجیے۔چند الفاظ ایک سے زائد جگہ بھی استعمال ہوسکتے ہیں۔ان کو کسی مخصوص کالم میں درج کرنے کی وجوہات بیان کیجیے۔

زائرین،کار،مچھلی،مویشی،اناج،بیل گاڑی،پٹرولیم،مزدور،کشتی،ہیلی کاپٹر،ٹینکر،لاری،سیکل،سیاح،لوہے کی کچ دھات،مال گاڑی، آم

ذرائع نقل وحمل	سواری جو استعمال ہوئی ہے	مختلف اشیاء اور افراد جو انکو استعمال کرتے ہیں
سڑکیں		
ریلوے		
بحری راستے		
ہوائی راستے		

تلنگانہ میں حمل ونقل کا نظام :

اگر ہم اپنی ریاست کے نظام حمل ونقل کا وسیع تر جائزہ لیں گے تو درج ذیل نکات نوٹ کریں گے۔

سڑکیں : ہندوستان میں بہت سی سڑکوں کی تعمیر ودیکھ بھال حکومت کرتی ہے۔سڑکیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔چند سڑکیں قومی شاہراہیں کہلاتی ہیں جو ملک کی مختلف ریاستوں کو جوڑتے ہوئے تعمیر کی جاتی ہیں۔مثال کے طور پر قومی شاہراہ نمبر-7 (NH-7) یا قومی شاہراہ نمبر-44 (NH-44) جو اترپردیش،مدھیہ پردیش،مہاراشٹرا،تلنگانہ ' آندھراپردیش ،کرناٹک اور ٹامل ناڈو سے ہوکر گذرتی ہیں۔جبکہ ریاستی حکومت ریاست کے مختلف قصبوں،شہروں،اضلاع کو جوڑنے والی سڑکوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔پنچایت،گاؤں کی سڑکوں کی دیکھ بھال کی ذمہ دار ہوتی ہے

جن میں سے بیشتر سڑکیں کنکر پتھر سے بنی ہوئی ہوتی ہیں۔ کارپوریشن اور میونسپلٹی (بلدیہ) شہری سڑکوں کے لیے ذمہ دار ہیں۔ ان کے علاوہ بین الاقوامی حدود کے متوازی جو سڑکیں بچھائی گئی ہیں وہ سرحدی سڑکیں کہلاتی ہیں۔ دوردراز مقامات پر رہنے والے لوگوں کو اہم شہروں سے مربوط کرنے میں سڑکیں اہم رول ادا کرتی ہیں۔

ریلوے : ہندوستان میں مسافرین کا پانچواں حصہ (20%) ریل کا استعمال کرتا ہے۔ ریل کا استعمال زیادہ تر اشیاء جیسے کوئلہ، لوہے کی کچ دھات، کھاد، سمنٹ، غذائی اجناس کی حمل ونقل کے لیے ہوتا ہے۔ تلنگانہ میں تمام اضلاع کو مربوط کرنے کوالی ترقی یافتہ ریلوے لائن پائی جاتی ہیں۔ ریلوے اشیاء کو بندرگاہوں تک لاتی، لے جاتی ہیں۔

ہوائی راستے : تلنگانہ میں ایک بین الاقوامی ہوائی اڈہ ہے۔ جو شمس آباد (حیدرآباد) میں واقع ہے۔ بین الاقوامی ہوائی اڈے سے تلنگانہ اور دیگر پڑوسی ریاستوں کے مسافرین کو اندرون وبیرون ملک سفر کی سہولت حاصل ہے۔

بحری راستے : ہندوستانی تاجرین اپنی تجارتی اشیاء زیادہ تر بندرگاہوں کے ذریعہ ہی دوسرے ممالک کو روانہ کرتے ہیں اس طرح بندرگاہ ہی شہر اہم تجارتی مراکز میں تبدیل ہوتے ہیں۔ تلنگانہ میں کوئی بندرگاہ نہیں ہے اور آندھراپردیش میں جملہ (15) بندرگاہیں ہیں۔ جن میں سب سے بڑی بندرگاہ وشاکھا پٹنم میں واقع ہے۔ دریائے گوداوری، دریائے کرشنا اور دریائے پنااور ان کی نہریں، بحری راستوں کے طور پر استعمال کئے جارہے ہیں۔ بندرگاہیں خود بھی بہت اہم ہیں چونکہ بیرونی ممالک سے ہماری تجارت زیادہ تر ان ہی راستوں سے ہوتی ہے۔

☆ ہندوستان کے نقشہ میں ہوائی اڈوں اور بندرگاہوں کی نشاندہی کیجیے

شکل:10.1،

1932ء میں نظام حکومت نے 27 بسوں سے روڈ ٹرانسپورٹ کی ابتداء کی تھی۔ آپ تصویر میں ٹرانسپورٹ کمپنی کا Logo بھی دیکھ سکتے ہیں۔

اشیاء کی پیداوار وفروخت کے لیے سڑکوں کا استعمال :

تلنگانہ کے زیادہ تر لوگ سفر کے لیے سڑکوں پر انحصار کرتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں دستیاب سڑکوں کی سہولتیں مختلف ہیں۔ 2001ء میں تقریباً تین چوتھائی (3/4) گاؤں میں حمل ونقل کی سہولیات دستیاب تھیں۔ ابتدائی ابواب وجماعتوں میں کسانوں، مچھیروں اور صنعتوں کا ذکر آچکا ہے جو مختلف وجوہات کی بناء پر حمل ونقل پر انحصار کرتے ہیں۔ کسان چاہتے ہیں کہ وہ اپنی پیداوار ''رعیتو بازار'' تک لے جائیں۔

مچھیرے چاہتے ہیں کہ ان کی پکڑی ہوئی مچھلیاں خراب ہونے سے پہلے خریدار تک پہنچے۔ کاغذ کی صنعت میں خام مال کی رسد کے لیے لاریوں کا استعمال ہوتا ہے صنعتیں اپنی پیدا کردہ اشیاء کی صارفین تک رسائی کے لیے نظام حمل ونقل پر انحصار کرتی ہیں۔ مثلاً کپاس، کسان کپاس کی پیداوار کو کھیت سے کارخانوں تک منتقل کرتے ہیں۔ کپڑے کی تیاری میں کئی مراحل ہوتے ہیں اسی لیے کپاس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا پڑتا ہے۔ تب کہیں جاکر کپڑا بنتا ہے۔ اس طرح بازار حمل ونقل کی سہولیات پر منحصر ہوتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

☆ **نیچے دیئے گئے مسئلہ پر غور کیجئے اور اُس کا حل نکالئے :**

ستیم پلی کے کسان اپنی دھان کی فصل زیادہ ترقریب ترین قصبہ نیاپیٹ میں جو گاؤں سے سات کلومیٹر دور ہے فروخت کرتے ہیں۔بیل گاڑی والے دس تھیلے دھان ایک وقت میں منتقل کرتے ہیں معاوضہ کے طور پر فی تھیلہ 50 روپیہ لیتے ہیں۔ٹریکٹر مالکین بیس20روپئے فی تھیلہ معاوضہ لیتے ہیں اور ایک وقت میں 30 تا 40 تھیلے منتقل کرتے ہیں۔لاری والے فی تھیلا10روپے معاوضہ لیتے ہیں اور ایک وقت میں 150 تا 170 تھیلے منتقل کرسکتے ہیں۔زیادہ مسافت کی صورت میں ٹرک والے زیادہ معاوضہ لیتے ہیں۔

مثال کے طور پر دھان کی منتقلی کے لیے ایک ٹھوک بیوپاری سے نائیڈو پیٹ سے ماتورضلع پرکاشم جو کہ تقریباً 100 سے 120 کلومیٹر دور ہے ٹرک کے مالکین فی تھیلہ -/50روپئے معاوضہ لیتے ہیں۔وہ 500 کلومیٹر دوراشیاء کی منتقلی کے لیے 800-1000 روپئے فی ٹن معاوضہ لیتے ہیں۔

ایک گاؤں میں تین کسان ہیں۔انہوں نے اپنے کھیتوں میں دھان کی کاشت کی اور فصل کاٹی، انکی فصل بالترتیب 25 تھیلے،50 تھیلے اور 75 تھیلے ہے۔وہ چاہتے ہیں کہ اپنی پیداوار کوقریب ترین قصبہ میں واقع زرعی مارکیٹ یارڈ میں فروخت کریں جوکہ 25 کلومیٹر دور ہے۔دھان کی منتقلی کے لیے آپ مالکین کوحمل ونقل کے لیے کونسے ذریعہ کےاستعمال کا مشورہ دیں گے؟اور کیوں؟

☆ آپ کے جانے پہچانے کوئی دومقامات کے درمیان ذیل میں دی گئی بسوں کے کرایہ اور سفر کے لیے درکار وقت معلوم کیجئے

شکل 10.2 مویشیوں کی منتقلی

حمل ونقل کی سرگرمیوں میں روزگار :

آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ ہربس میں دولوگ کام کرتے ہیں ایک ڈرائیوراور دوسرا کنڈیکٹر۔گاڑیوں کی مرمت اور دیکھ بھال کے لیے ہزاروں لوگ درکار ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر تلنگانہ ریاستی روڈٹرانسپورٹ کارپوریشن TSRTC اپنے 64,000ملازمین کے ذریعے 10,000 بسوں کو چلاتے ہیں۔مسافرین کو ان کی منزل تک پہنچا رہی ہے۔یہ ملازمین حساب کتاب رکھنے کا کام،بسوں کی مرمت کا کام یابس ڈپو میں دیگر کام کرتے ہیں۔چند ملازمین بس اسٹیشن پر پاسس/ٹکٹس جاری کرتے ہیں اورمزید چنداں تمام امور کی نگرانی کرتے ہیں۔

تلنگانہ کی سڑکوں پر (3/4) تین چوتھائی دوپہیوں والی گاڑیاں(Two Wheelers) ہیں۔نظام حمل ونقل کی کار کردگی میں دیگر سرگرمیوں کا تعاون بھی ضروری ہے۔جیسے پٹرول پمپ،ریپیرنگ شاپس،گاڑیاں فروخت کرنے والے دکانات، پارٹس فروخت کرنے والے دکانات وغیرہ۔

بس-BUS کی قسم	کرایہ	سفر کے لیے درکار وقت
پلّے باٹا/پلّے ویلگو/گرامینا		
ایکسپریس - Express		
ڈیلکس - Deluxe		

SCERT TELANGANA

☆ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ کرایوں میں پایا جانے والا یہ فرق منصفانہ ہے۔ وجوہات بیان کیجئے۔

☆ کرایوں میں فرق کے ساتھ ساتھ دی جانے والی سہولیات اور منزل تک پہنچنے کے لیے درکار وقت میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ تاہم آپ کی رائے میں عوام سفر کے لیے کس کو ترجیح دیتے ہیں؟ اور فرض کیجئے کہ سہولیات میں اضافہ کرنے کا کام آپ کو سونپا جاتا ہے تو آپ کس قسم کی بس کو ترجیح دیں گے؟

حمل ونقل کی خدمات اور انتخاب :

لوگ اپنی استطاعت اور دستیاب سہولیات کی بنیاد پر حمل ونقل کے ذریعہ کا انتخاب کرتے ہیں۔ بعض اوقات مختلف قسم کے ذرائع حمل ونقل کسی ایک کا انتخاب کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً پاکستان جانے کے لیے بس ،ریل اور ہوائی جہاز سے سفر کی سہولت دستیاب ہے۔

صدیوں سے دور دراز ممالک کے سفر و مال برداری کے لیے بحری جہازوں کا استعمال ہوتا آرہا ہے۔ لیکن فی زمانہ بہت کم لوگ بحری جہازوں سے سفر کر رہے ہیں اور زیادہ تر اس کا استعمال مال برداری کے لیے ہی ہو رہا ہے۔

ممکن ہے کہ آپ میں سے چند بس کے ذریعہ مدرسہ آتے ہوں۔ کارخانوں میں کام کرنے والے، دفتری ملازمین، گھریلو اشخاص و دوکان میں کام کرنے والے، نظام حمل ونقل پر انحصار کرتے ہیں۔ ہر شہر میں پبلک ٹرانسپورٹ، جیسے بس وغیرہ دستیاب ہوں یہ ممکن نہیں ان جگہوں پر ذاتی گاڑیاں یا کرایہ کی گاڑیاں جیسے آٹو رکشہ، ٹیکسی وغیرہ پر لوگ انحصار کرتے ہیں۔

شکل 10.3 قدیم وجدید ذرائع حمل ونقل

اگر سفر خرچ زیادہ ہو تو لوگوں کی ایک جگہ سے دوسری جگہ آمدورفت دشوار ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی مقام پر کسی دوسرے مقام کے مقابل کم اجرت ملتی ہو تو لوگ ان مقامات کو منتقل ہونے کی خواہش کریں گے۔ جہاں اجرت زیادہ ملتی ہو۔ جب سفر خرچ زیادہ ہو تو لوگ ایک مقام سے دوسرے مقام کو سفر کرنے میں دلچسپی نہیں دکھائیں گے۔

کم آمدنی والا طبقہ اپنی آمدنی کا ایک بڑا حصہ آمدورفت پر خرچ کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کے لیے سفر خرچ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ لمبی مسافت طے کرنے کے لیے سیکل یا پیدل چلنا آسان نہیں ہے بڑے شہروں میں پیدل چلنے اور سیکل سواری کے لیے مخصوص راستے پائے جاتے ہیں۔ یہاں پر فٹ پاتھ ہونے کے باوجود ان پر دوکاندار قابض ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ سڑک سے فٹ پاتھ کی اونچائی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہیل چیئر Wheel Chair پر سفر کرنے والے ان کا استعمال نہیں کر سکتے اور نتیجہ میں موٹر گاڑیوں کے ساتھ چلنے کا خطرہ مول لیتے ہیں۔

شکل 10.4: ریلوے مزدور

SCERT TELANGANA

☆ کرشنا اور ابراہم ایک ہی مدرسے اور ایک ہی جماعت میں پڑھنے والے دوطلباء ہیں۔ وہ دونوں الگ الگ مقامات پر رہتے ہیں لیکن ان کے گھروں سے مدرسہ کا فاصلہ 3 کلومیٹر ہے۔ابراہم سٹی بس سے مدرسہ آتا ہے جبکہ کرشنا اسکول بس سے، مدرسہ پہنچتا ہے۔ان کے مختلف بسوں میں سفر کرنے کی کیا وجوہات ہوسکتی ہیں۔

بھیڑ، ٹرافک اور آلودگی:

موجودہ دور میں ہمارے ملک کے اکثر شہروں میں ٹرافک اور آلودگی دیکھی اور محسوس کی جاسکتی ہے۔اگر ایک اچھا عوامی نظام حمل ونقل مہیا نہیں کیا گیا تو زیادہ تر لوگ ذاتی گاڑیاں خریدنے لگیں گے اور اس کے نتیجہ میں شہروں میں زیادہ ٹرافک اور آلودگی بڑھے گی کیونکہ شہر کی سڑکیں اتنی کشادہ نہیں کہ اتنی گاڑیوں کا گذر ہوسکے۔اس بات کو ہم ایک مثال کے ذریعہ سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ چھ بڑے شہروں کی آبادی 1981 - سے 2001 کے درمیان دوگنی ہوگئی۔جبکہ اس دوران موٹر گاڑیوں کی تعداد میں آٹھ گنا کا اضافہ ہوا۔

موٹر سیکل اور کاریں بڑے پیمانے پر استعمال ہورہی ہیں۔ جس کی وجہ سے زیادہ پٹرول اور زیادہ ڈیزل استعمال ہورہا ہے اور نتیجہ میں ہوائی آلودگی میں بھی بے انتہا اضافہ ہورہا ہے۔اس آلودگی کو کم کرنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم پٹرول اور پیٹرولیم اشیاء کا کم سے کم استعمال کریں اس معاملے میں عوامی نظام نقل وحمل ہماری بڑی مدد کرسکتا ہے۔کیونکہ یہ کم خرچ میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتا ہے۔

محفوظ سفر:

سڑک کا سفر آج کل انتہائی پرخطر ہو چکا ہے۔سڑک حادثات واموات اور اس میں ہونے والے زخم وغیرہ کم آمدنی والے خاندانوں کو متاثر کرتے ہیں۔کیونکہ جو مرتے ہیں یا زخمی ہوتے ہیں ان میں اکثر یا تو سیکل راں ہوتے ہیں' پیدل راہ گیر یا فٹ پاتھ پر رہنے والے ہوتے ہیں۔حادثات سڑکوں پر ہی نہیں ہوتے ہیں بلکہ دوسرے ذرائع حمل ونقل میں بھی واقع ہوتے ہیں۔ایسی جگہوں پر جہاں سڑکیں،ریلوے لائن کو قطع کرتی ہیں۔ وہاں گیٹ Gate ہوتے ہیں۔

شکل 10.5 اوٹی کے پہاڑی علاقوں میں سفر کرنے والی ریل

تاکہ ریل گاڑی کے گذرتے وقت موٹر گاڑیوں کو روکا جاسکے۔یہ ریلوے گیٹ کہلاتے ہیں۔تاہم جہاں ایسے گیٹ نہیں ہوتے وہاں گاڑیوں اور پیدل چلنے والوں کو آگے بڑھنے سے پہلے رُک کر دونوں سمت میں دیکھ لینا چاہیے۔

ہفت روزہ جشن برائے تحفظ سڑک :

ہرسال کے پہلے ہفتہ کو ملک بھر میں محکمہ روڈ ٹرانسپورٹ جشن، تحفظ سڑک- Road Safety کے طور پر مناتا ہے۔اس موقع پر وہ لوگوں کو رہنمایانہ اصول بتلاتے ہیں اور ٹرافک قوانین Traffic Rules- پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔تلنگانہ میں عوامی ادارہ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن Road Transport Corporation۔

عوامی آگہی کے لیے تشہیری مہم چلاتا ہے۔اور جلسہ منعقد کرتے ہوئے ڈرائیوروں کو تربیت دی جاتی ہے کہ محفوظ ڈرائیونگ کس طرح کی

SCERT TELANGANA

جاسکتی ہے۔ یہ ادارہ مدرسوں میں جا کر مضمون نویسی، بحث ومباحثہ اور دیگر مسابقتی پروگرام کا انعقاد کرتا ہے تا کہ بچوں کی ہمت افزائی کی جاسکے اور انہیں محفوظ سفر اور ٹریفک قوانین-Traffic Rules سے واقف کروایا جاسکے۔ نظام حمل ونقل جیسے سڑک یا ریلوے کا استعمال کرنے والے یا اس میں کام کرنے والے ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ محفوظ سفر کے لیے بنائے گئے مخصوص قوانین کی پابندی کرے۔ اس طرح حادثوں میں ہونے والی اموات اور اس میں زخمی ہونے والوں کی تعداد و دیگر نقصانات کو گھٹایا جاسکتا ہے۔

10.6 وشاکھا پٹنم کی بندرگاہ

☆ اپنے علاقے کے قریب ترین ٹرافک پولیس یا ڈرائیونگ اسکول سے یا کسی لائیسنس یافتہ شخص سے ربط پیدا کریں۔ ان سے مذاکرہ کریں کہ ڈرائیوروں کو کس طرح تربیت دی جاتی ہے۔ ڈرائیونگ اسکول کے احاطہ میں نمائش کے لیے رکھی گئی چیزوں کی تفصیلات کا جائزہ لیں۔

☆ سڑک کا استعمال، محفوظ سفر، ٹرافک کے بنیادی قوانین وضوابط پر بحث کریں اور ان قوانین کو لکھ کر اپنے کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

کلیدی الفاظ :

1. محفوظ سفر
2. سڑک کے راستے
3. ہوائی راستے
4. بحری راستے
5. ریلوے
6. قومی شاہراہیں
7. ریاستی شاہ راہیں
8. (گاؤں/ قصبے) دیہی سڑکیں
9. شہری سڑکیں
10. سرحدی سڑکیں
11. TSRTC
12. بھیڑ-Congestion

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. زرعی اشیاء کی تیاری میں نظام حمل ونقل کس طرح ضروری ہے؟ مثالوں سے وضاحت کیجئے؟
2. بس کا استعمال ریل کے استعمال سے کس طرح مختلف ہے؟
3. گاؤں میں حمل ونقل کی سہولیات بہم پہنچانا کیوں ضروری ہے؟
4. آپ کے خیال میں کسی ملک کے لیے بحری راستے کیوں اہم ہیں؟)
5. نظام حمل ونقل کس طرح روزگار کا ذریعہ ہے؟
6. اگر کارخانوں میں تیار کی گئی اشیاء کی ترسیل کے اخراجات میں اضافہ ہوتو کیا ہوگا؟ مثال کے ذریعہ وضاحت کیجئے؟
7. ''حادثات کی روک تھام'' کے لیے چند نعرے تحریر کیجئے؟
8. گاڑیوں کے بے انتہا استعمال کی وجہ سے ہجوم اور ٹریفک جام واقع ہورہے ہیں؟ اسکی روک تھام کے لیے آپ کیا اقدامات تجویز کریں گے؟
9. تلنگانہ کے نقشہ اتار کر اس میں حیدرآباد کی نشاندہی کیجئے۔

مباحثہ: طلبہ پولیس انسپکٹر/ پولیس کانسٹیبل کے ساتھ مظاہرہ یا مباحثہ بعنوان ''سڑک حادثات اور احتیاطی اقدامات'' منعقد کریں۔

منصوبہ کام: ڈرائیور سے اس کے پیشے کے مختلف پہلوؤں بالخصوص پرخطر پہلو پر بات چیت کرتے ہوئے معلومات اکٹھا کیجئے۔

SCERT TELANGANA

باب
11

نئی سلطنتیں اور حکمران

حصہ اوّل

ساتویں صدی عیسوی کے بعد کئی نئی نئی سلطنتیں وجود میں آئیں۔ ساتویں اور بارھویں صدی عیسوی کے درمیان برصغیر پر حکومت کرنے والی سلطنتوں کو نقشہ۔1 پر دکھایا گیا ہے۔

☆ گرجارا۔ پرتی ہارا، راشٹرکوٹ، پالا، چولا اور چاہاماناس (چوہان) سلطنتوں کی نشاندہی کیجئے۔

☆ کیا آپ ان موجودہ ریاستوں کی نشاندہی کر سکتے ہیں جن پر یہ خاندان حکومت کرتے تھے؟

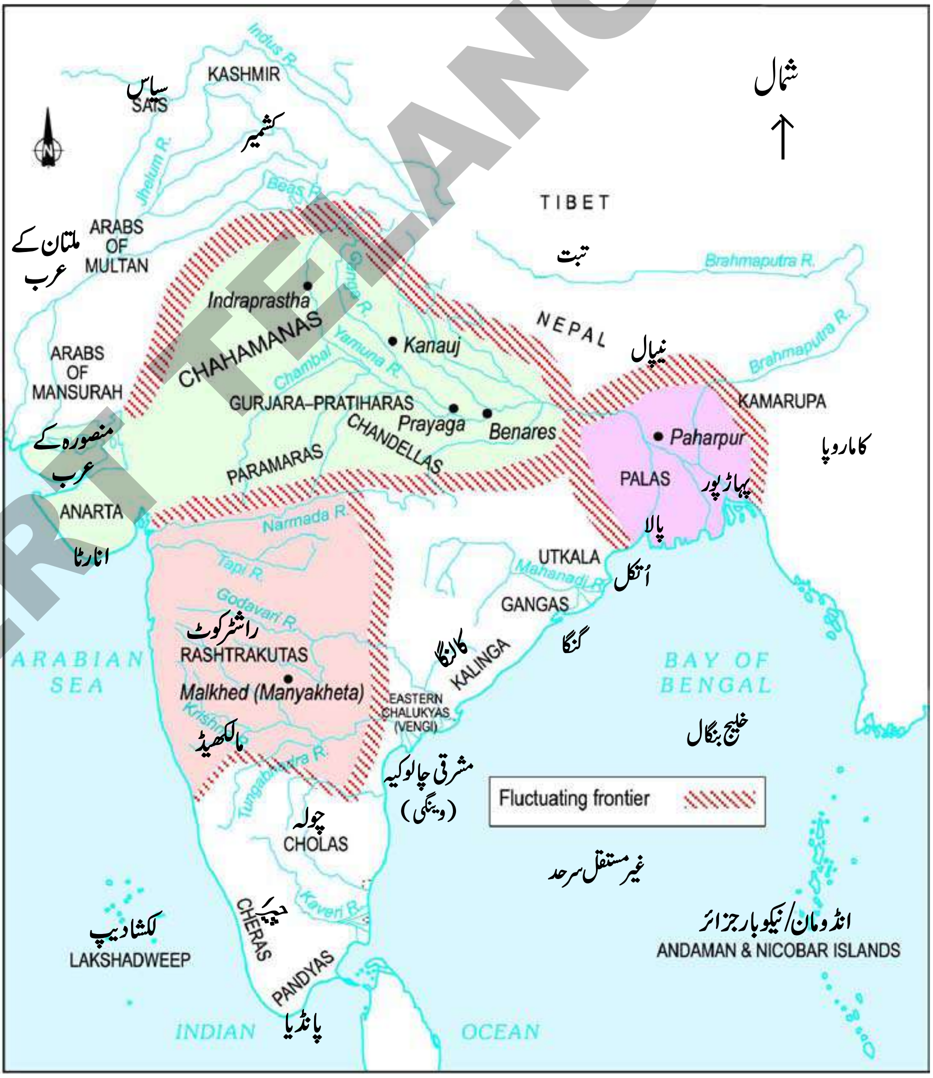

نقشہ۔1
ساتویں صدی اور بارھویں صدی عیسوی کے درمیان کی اہم سلطنتیں

SCERT TELANGANA

نئی سلطنتوں کا قیام

ساتویں صدی عیسوی کے دوران برصغیر میں بے شمار زمینداراور جنگجوسردار پائے جاتے تھے۔اس وقت کے بادشاہ ان لوگوں کواپنے باجگذار (Samanthas) قرار دیتے تھے۔اوران زمینداروں اورسرداروں سے یہ توقع کی جاتی تھی کہ وہ بادشاہوں اوراپنے آقاؤں کوتحائف،نذرانے اوروقت ضرورت فوجی امداد فراہم کریں گے اور بادشاہ کے دربار میں موجودرہیں گے۔جب ان زمینداروں اورسرداروں کی طاقت اور دولت میں اضافہ ہوا انہوں نے خودکو Maha Samanthas اور Maha Mandaleshvara قرار دیا۔بعض اوقات انہوں نے خود مختاری حاصل کرلی۔

ایسی ہی ایک مثال ہم کودکن میں راشٹرکوٹ خاندان کی ملتی ہے۔ابتداءً یہ لوگ کرناٹک کے چالوکیاؤں کے باجگذار تھے۔آٹھویں صدی کے وسط میں دنتی درگا نامی ایک راشٹرکوٹ سردار نے اپنے چالوکیہ راجہ سے بغاوت کی اور Hiranya-Garbha نامی رسم ادا کی۔اس رسم کو برہمنوں کی سرپرستی میں ادا کیا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص پیدائشی غیر کشتری بھی ہوتو اس رسم کی ادائی کے بعد اس کا کشتری کی حیثیت سے دوبارہ جنم ہوا ہے۔

شکل 1-11 راشٹرکوٹ دور میں کندہ کی گئی ایلورا غار نمبر 15 میں نرسمہا (آدمی اور ببر) کی تصویر

☆ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اس دور میں بادشاہ بننے کے لئے کشتریہ (Kshatriya) ہونا ضروری تھا؟

بعض معاملات میں دولت مند تاجروں کے خاندانوں نے اپنی فوجی مہارتوں اور طاقت کواستعمال کرکے اپنی سلطنتیں قائم کیں۔مثلاً کدمبا میورا شرما، گرجارا پرتی ہارا ہرش چندرا وغیرہ برہمن تھے مگر انہوں نے اپنے روایتی پیشوں کوترک کرکے ہتھیار اٹھالئے اور کامیابی کے ساتھ کرناٹک اور راجھستان میں ترتیب وارحکومتیں تشکیل دیں۔

پرشاستی (Prashastis)۔اور اراضی کے عطائے:

کتبوں کے ابتدائی حصوں کو prashastis کہا جاتا ہے۔جس میں حکمران خاندانوں کی تفصیلات درج کی جاتی تھیں،مثلاً انکے آباءواجداد، ان کا دور حکومت وغیرہ۔اس میں انکے کارناموں تذکرہ بھی ہوتا ہے۔اس کے علاوہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بادشاہ اپنے آپ کوکسطرح بہادر اور فاتح قرار دیتے تھے۔یہ کتبے قابل اور لائق برہمنوں کے ذریعے تحریر کروائے جاتے تھے۔جونظم ونسق میں بادشاہ کا تعاون کرتے تھے۔

ناگا بھٹا کی کامیابیاں:-

کئی حکمرانوں نے پرشاستیوں Prashastis میں اپنی کامیابیوں کا تذکرہ کیا ہے۔

گوالیار (مدھیہ پردیش) میں دستیاب سنسکرت زبان میں تحریر کی گئی ایک پرشاستی میں پرتی ہارا بادشاہ ناگا بھٹا کی کامیابیوں کا ذکر اسطرح کیا گیا ہے۔

جب کہ وہ ایک شہزادہ تھا، آندھرا۔ سیندھوا (سندھ)۔ ودربھا (مہاراشٹرا کا ایک علاقہ)۔ اور کلنگا (اڑیسہ کا ایک حصہ کے راجا اسکے سامنے سرنگوں تھے۔۔

اس نے قنوج کے راجا چکرایودھا کے خلاف فتح حاصل کی۔۔۔

اس نے ونگا (بنگال کا ایک علاقہ)۔ انارتا (گجرات کا ایک علاقہ)۔ مالوہ (مدھیہ پردیش کا ایک علاقہ) کیراتا (قبائلی علاقہ) ترشکا (ترک)۔ وتسا، ماتسیا (شمالی ہند کے علاقے) کے راجاؤں کو شکست دی۔

ان میں سے چند علاقوں کو نقشہ نمبر۔ا میں تلاش کیجئے۔

شکل 2-11 نویں صدی عیسوی کے ایک حکمران کا جاری کردہ اراضی عطائے کا فرمان جو تانبے کی تختیوں پر تحریر کردہ ہے جو سنسکرت اور تامل میں تحریر کیا گیا ہے۔ ان تختیوں کو ایک حلقے میں پرو کر شاہی مہر لگا کر بینتےظ کر دیا گیا ہے۔ تا کہ اسے ایک مستند دستاویز ظاہر کیا جائے۔

بادشاہ برہمنوں کو زمینات کے عطائے دیا کرتے تھے۔

جسے تانبے کے تختیوں پر تحریر کیا جاتا تھا۔ اور انہیں عطائے وصول کرنے والوں کو دیا جاتا تھا۔

بارھویں صدی عیسوی میں کلہانہ نامی مصنف نے سنسکرت میں ایک طویل نظم لکھی جس میں کشمیر کے حکمرانوں کا ذکر کیا گیا۔ اس کے لئے اس نے مختلف ذرائع سے استفادہ کیا مثلاً کتبے، دستاویزات، واقعاتی شہادتیں اور ابتدائی تاریخی کتابوں وغیرہ۔ پرشاستیوں کے طرز تحریر کے برخلاف اس نے بسا اوقات حکمرانوں اور ان کے طرز حکومت پر تنقیدیں بھی کی ہیں۔

اراضی عطائے کے ساتھ کیا کیا دیا جاتا تھا؟

ذیل میں چولا راجاؤں کی جانب سے دیئے گئے اراضی عطائے کے فرمان کا ایک حصہ دیا گیا ہے۔

"ہم نے اس اراضی کے سرحدوں کا تعین مٹی کے پشتوں (کٹوں) اور خاردار درختوں کے ذریعے کردیا ہے۔

اس اراضی عطائے میں ایک گاؤں' پھل دار درخت' پانی' زمین' باغات' جنگل' کنویں' خالی زمینات' نہریں' ندیاں' تالاب، اناج کے گودام، مچھلیوں کے تالاب، جھیلیں وغیرہ شامل ہیں۔

اس اراضی عطائے کا وصول کنندہ اس علاقے میں ٹیکس وصول کرسکتا ہے۔ وہ عدالت کی جانب سے عائد کردہ جرمانے، پان کے پتوں، بنے ہوئے کپڑے اور گاڑیوں پر ٹیکس وصول کرسکتا ہے۔

وہ پکی ہوئی اینٹوں سے عمارتیں تعمیر کرسکتا ہے۔ چھوٹے اور بڑے کنوؤں کی کھدائی کراسکتا ہے۔ درختوں اُگا سکتا ہے۔ اور ضرورت ہو تو آبپاشی کے لئے نہریں تعمیر کرواسکتا ہے۔ البتہ وہ اس بات کا خیال رکھے کہ پانی ضائع نہ ہونے پائے اور اسکے لئے پشتے یا بند بنائے جائیں۔

☆ مذکورہ بالا کتبے میں ذکر کئے گئے تمام ذرائع آبپاشی کی فہرست بنائیے اور بحث کیجئے کہ ان سے کس طرح استفادہ کیا گیا ہوگا؟

SCERT TELANGANA

سلطنتوں میں نظم ونسق:

ان بادشاہوں نے کئی ایک باوقار القاب اختیار کئے مثلاً مہاراجا۔ادھی راجا(عظیم بادشاہ۔بادشاہوں کا آقا)،تری بھوانا چکرورتی (تین دنیاؤں کا بادشاہ)وغیرہ ۔ان بڑے بڑے دعوؤں کے باوجود یہ لوگ اپنے باجگذاروں ،کسانوں ،تاجروں اور برہمنوں کواختیارات میں شریک کرتے تھے۔

ان سلطنتوں میں پیدا کاروں سے پیداوار کا ایک حصہ ٹیکس کے طور پر وصول کیا جاتا تھا مثلاً کسان، چرواہے،دستکار وغیرہ اپنی پیداوار کا ایک حصہ حکومت کے حوالے کرتے تھے۔جو ٹیکس یا کرایہ کہلاتا تھا کیونکہ بادشاہ کوسلطنت کا مالک ہونے کی وجہ سے ملکیت کا حق حاصل تھا۔تاجروں سے بھی ٹیکس وصول کیا جاتا تھا۔

ٹیکسوں سے حاصل کردہ آمدنی کو انتظام سلطنت، قلعوں اور مندروں کی تعمیر پرخرچ کیا جاتا تھا۔جنگوں کے ذریعے بھی لوٹ مار سے دولت حاصل کی جاتی تھی اورزمینات اورتجارتی راستوں پرقبضہ کیا جاتا تھا۔

عام طور پر با اثر خاندانوں کے افراد کومحاصل وصول کرنے والے عہدیدار کی حیثیت سے تقرر کیا جاتا تھا۔اور یہ عہدے موروثی ہوتے تھے۔یہی طریقہ کارفوج کے لئے بھی رائج تھا۔اکثر اوقات بادشاہوں کے قریبی اقارب کواہم عہدے عطا کئے جاتے تھے۔

☆ مندرجہ بالا انتظام سلطنت کس طرح موجودہ نظام سے مختلف ہے؟

دولت کے حصول کی خاطر جنگیں

آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا کہ ہر حکمران خاندان ایک مخصوص علاقے پرحکومت کرتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے دوسرے علاقوں پر فتح حاصل کرنے کی کوششیں کیں۔گنگا کی وادی میں شہر قنوج ایک مالا مال خطہ تھا۔صدیوں سے گرجارا پرتی ہارا،راشٹرکوٹا،اور پالا سلطنتوں نے قنوج کو اپنے قبضے میں لینے کے لئے جنگیں کیں۔چونکہ اس طویل مدتی تنازعہ میں تین فریق تھے اس لئے مورخین نے اس کشمکش کو''سہ فریقی کشمکش'' کا عنوان دیا۔

☆ نقشہ۔1 کا مشاہدہ کیجئے اور بتایئے کہ اس دور کے حکمران قنوج اور گنگا کی وادی پر کیوں کنٹرول حاصل کرنا چاہتے تھے؟

محمود غزنوی

افغانستان میں ایک بادشاہ سلطان محمود غزنوی نے 997ء سے 1030ء تک حکومت کی۔اس نے وسط ایشیاء، ایران اور برصغیر کے شمال مغربی حصہ پر اپنا تسلط بڑھایا۔اس نے برصغیر پر لگ بھگ ہر سال حملہ کیا ۔ دولت سے بھر پور منادر خصوصاً گجرات میں واقع سومناتھ کی مندر اس کا خاص ہدف تھی۔ یہاں سے حاصل کی گئی دولت کو محمود غزنی نے اپنے دارالخلافہ (صدر مقام) کی ترقی و آرائش کے لئے استعمال کیا۔

سلطان محمود غزنوی کو اپنے مفتوحہ علاقوں کے لوگوں کے بارے میں جاننے کا بہت شوق تھا اس لئے اس نے ایک عالم فاضل شخص البیرونی کو برصغیر ہند کے بارے میں تفصیلات تحریر کرنے کے کام پر مامور کیا۔اس کی عربی زبان میں تحریر کردہ تصنیف ''کتاب الہند'' موجودہ مورخین کے لئے ایک بنیادی تصنیف ہے۔البیرونی نے اپنی تصنیف کی تکمیل کے لئے کئی ایک سنسکرت کے عالموں سے بھی مدد لی۔

چاہامناس (چوہان)

چاہامناس جو بعد میں چوہان کی حیثیت سے مشہور ہوئے دہلی اور اجمیر کے علاقوں کے حکمران تھے۔انہوں نے مشرق ومغرب میں اپنی طاقت کو بڑھانے کی کوشش کی لیکن انہیں گجرات کے چالوکیہ اور مغربی اتر پردیش کے گھادوالاؤں کی

SCERT TELANGANA

مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ چاہا مناؤں کا مشہور حکمران پرتھوی راج سوم تھا۔ جس نے 1168ء سے 1192ء تک حکومت کی۔ اس نے افغان حکمران سلطان محمد غوری کو 1191ء میں شکست دی لیکن 1192ء میں اس کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔

نقشہ۔1 کا مشاہدہ کیجئے اور بحث کیجئے کہ چاہامناؤں نے اپنی سلطنت کو کیوں بڑھانا چاہا؟

حصہ دوّم

چولا

آیئے اب ایک نظر جنوبی ہند پر ڈالتے ہیں۔ جنوبی ہندوستان کی تاریخ میں ایک مستند تحریری تاریخ چولاؤں کی ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح کامیاب حکمران ثابت ہوئے۔

نقشہ 2

چولا سلطنت اور اس کی پڑوسی سلطنتیں

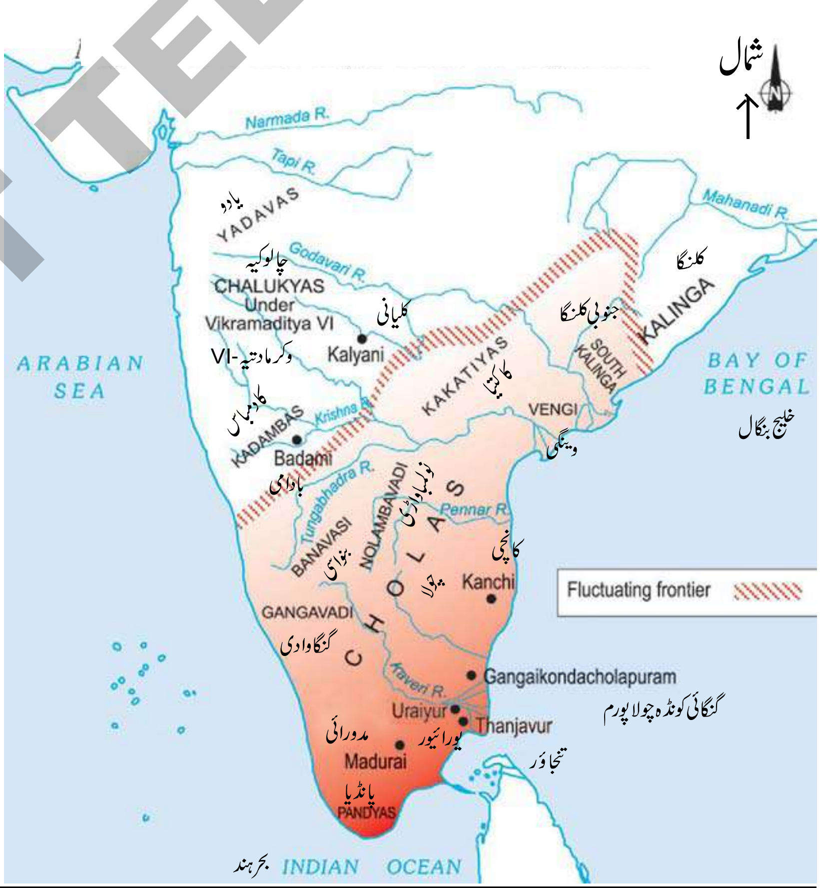

اُرایور سے تنجاوُر تک چولاؤں کا اقتدار

کاوری کے ڈیلٹا میں متارائر (Muttarair) نامی ایک چھوٹا با اثر خاندان حکومت کرتا تھا۔ وہ کانچی پورم کے پلاوا راجاؤں کے باجگذار تھے۔ نویں صدی عیسوی میں قدیم چولا خاندان سے تعلق رکھنے والے ایک فرد وجیالیا نے جو اُرایور سے تعلق رکھتا تھا کاوری ڈیلٹا کو متارائر خاندان سے چھین لیا۔ اس نے تنجاوُر شہر کو بسایا اور نشامبا سودنی نام کی دیوی کی مندر تعمیر کی۔

وجیالیا کے جانشینوں نے پڑوسی علاقوں کو فتح کیا اور چولا سلطنت کی وسعت اور طاقت میں اضافہ ہوتا گیا۔ جنوب اور شمال میں پانڈیا اور پلواؤں کے علاقے چولا سلطنت کا حصہ بن گئے۔ راجہ راجہ اول چولاؤں میں طاقتور ترین حکمران مانا جاتا ہے۔ جو 985ء میں تخت نشین ہوا اور کئی علاقوں پر فتح حاصل کی۔ اس نے اپنی سلطنت کے نظم و نسق کی تنظیم جدید کی۔ اسکے بیٹے راجندرا اول نے اسکی پالیسیوں کو جاری رکھا۔ راجندرا اول نے گنگا کی وادی کو فتح کرنے کی کوشش کی۔ اس نے سری لنکا اور جنوب مشرقی ایشیائی مما لک پر بھی حملے کئے ان مہمات کے لئے اس نے

SCERT TELANGANA

شکل3-11 گنگائی کونڈا چولا پورم کی مندر۔
غور کیجئے کہ کس طرح مندر کی چھت کو مخروط نما بنایا گیا۔

بحری بیڑہ تیار کیا۔

عالیشان منادر اور کانسے کا فن مجسمہ سازی

راجہ راجہ اور راجندرا کے تعمیر کردہ تنجاوُر اور گنگائی کونڈا چولا پورم کے بڑے بڑے منادر فن تعمیر اور فن مجسمہ سازی کے عالیشان نمونے ہیں چولاؤں کی تعمیر کردہ منادر کی وجہ سے انکے اطراف و اکناف میں آبادیاں بس جایا کرتی تھیں اس طرح یہ منادر ان آبادیوں کے لئے مرکز کی حیثیت رکھتی تھیں۔ یہ مختلف فنکار اور دستکاروں کے لئے مرکز تھے۔ ان مندروں کو بادشاہوں اور دیگر دولتمند لوگوں کی جانب سے اراضی عطائے دیئے جاتے تھے۔ اس زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار کو مندر میں موجود مختلف کام کرنے والوں مثلاً پجاریوں، پھول بننے والوں، باورچیوں صفائی کرنے والوں، موسیقاروں اور رقاصوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ اسطرح یہ منادر نہ صرف عبادت کا مرکز تھیں بلکہ معاشی، سماجی اور ثقافتی زندگی کا محور بنی ہوئی تھیں۔

ان مندروں سے وابستہ دستکاریوں کے علاوہ کانسے کی مجسمہ سازی کا فن بھی عروج پر تھا۔ چولا دور کے کانسے کے مجسمے میں دنیا بھر میں بہترین مانے جاتے ہیں۔ یہ مجسمے اکثر دیوی دیوتاؤں کے ہوتے تھے۔ بعض مجسمے بھکتوں اور پجاریوں کے بھی بنائے جاتے تھے۔

شکل4-11
چولا دور کا ایک کانسے کا مجسمہ، غور سے دیکھئے کہ کس احتیاط سے سجایا گیا ہے۔

زراعت اور آبپاشی

چولاؤں کی بیشتر کامیابیاں زراعت کے میدان میں ترقی کی وجہ سے تھیں۔ (نقشہ۔2 کا دوبارہ مشاہدہ کیجئے) دریائے کاویری خلیج بنگال میں گرنے سے پہلے کئی چھوٹی چھوٹی ندیوں میں تقسیم ہوتی نظر آئے گی۔ یہ ندیاں اکثر پانی سے لبریز ہو کر ساحلی علاقوں میں زرخیز مٹی کی چادر بچھا دیتی ہیں۔ ان ندیوں سے زراعت کے لئے خصوصاً چاول کی پیداوار کے لئے درکار پانی اور رطوبت حاصل ہوتی ہے۔

ٹامل ناڈو کے دیگر علاقوں میں زراعت کی ترقی ہونے کے باوجود، اس علاقے میں بڑے پیمانے پر زراعت پانچویں یا چھٹی صدی میں ہی شروع ہوئی۔ بعض علاقوں میں جنگلات کو صاف کیا گیا اور بعض علاقوں میں زمینات کو ہموار کیا گیا۔ ڈیلٹا کے خطے میں سیلابوں کو روکنے کے لئے بند باندھے گئے اور نہریں

SCERT TELANGANA

شکل5-11 نویں صدی عیسوی میں ٹامل ناڈو کے ایک تالاب کے پشتے کا دروازہ اس کے ذریعہ کھیتوں کو سیراب کرنے والی نہروں میں پانی کے بہاؤ کو باقاعدہ بنایا جاتا تھا

تعمیر کی گئیں تا کہ کھیتوں میں پانی پہنچایا جاسکے۔کئی خطوں میں سال میں دوفصلوں کواگانے کا رواج تھا۔

بسا اوقات فصلوں کو سیراب کرنے کے لئے دوسرے طریقے بھی اختیار کرنے پڑتے تھے۔بعض علاقوں میں کنویں کھودے گئے اور بعض مقامات پر تالاب بنائے گئے تا کہ بارش کے پانی کو ذخیرہ کیا جاسکے۔یادرہے کہ آبپاشی کے انتظام کے لئے منصوبہ بندی ضروری ہوتی ہے۔یعنی مزدوروں اور وسائل کا انتظام کرنا، کاموں کا نظم کرنا اور یہ فیصلہ کرنا کہ پانی کی تقسیم کیسے عمل میں آئے گی وغیرہ۔نئے حکمرانوں میں سے اکثر نے ،اور ساتھ ہی ساتھ ان کے دیہی عوام نے ان سرگرمیوں میں بڑی دلچسپی سے شرکت کی۔

انتظام سلطنت

اس دور میں انتظام سلطنت کیسے کیا جاتا تھا؟بادشاہ کو مشورہ دینے کے لئے وزیروں کی ایک کونسل ہوتی تھی۔اس کے پاس ایک طاقتور فوج اور بحری بیڑہ ہوتا تھا۔سلطنت کو صوبوں یا منڈلموں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ان صوبوں کو تقسیم کر کے والا ناڈو اور ناڈو نام کی انتظامی اکائیاں قائم کی گئیں تھیں۔

کسانوں کی آبادیاں جو Ur کہلاتی تھیں زراعت اور آبپاشی کی ترقی کی وجہ سے خوشحال ہوگئیں تھیں۔ایسے چند گاؤں پر مشتمل ایک گروپ پر مشتمل انتظامی اکائی کو ناڈو کہا جاتا تھا۔گاؤں کی کونسل اور ناڈو مختلف انتظامی فرائض انجام دیتے تھے۔اس کے علاوہ انصاف رسانی اور ٹیکس وصول کرنے کا کام بھی کرتے تھے۔

چولاؤں کے دور میں ویلالا ذات سے تعلق رکھنے والے دولتمند ناڈو (Nadu) کے انتظامی معاملات میں کافی اثر و رسوخ حاصل ہوگیا تھا۔چولا راجاؤں نے چند دولت مند زمینداروں کو مووینداویلان (Muvendavelan) یعنی تین راجاؤں کی خدمت کرنے والا کسان، ارایار (Araiyar) یعنی سردار جیسے القاب سے نوازا تھا۔اوران کو مرکزی حکومت میں اہم عہدوں پر مامور کیا تھا۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

اراضی کے اقسام

چولاؤں کے کتبوں یا فرامین میں اراضی کے مختلف اقسام کا ذکر ملتا ہے۔

:Vellanvagai

غیر برہمن کسانوں کی ملکیت والی اراضی

:Brahmadeya

برہمنوں کو عطا کی اراضی

:Shalabhoga

مدرسوں کے انتظام کے لئے مختص اراضی

:Devedana, Tirunamattukkani

مندروں کو عطا کی گئی اراضی

:Pallichandam

جین مت کے اداروں کو عطا کی گئی اراضی

ہم نے دیکھا کہ برہمنوں کو مختلف طریقوں سے اراضی عطائے (Brahmadeya) دیئے جاتے تھے۔ جسکی وجہ سے کاویری ڈیلٹا اور جنوبی ہند کے مختلف علاقوں میں برہمنوں کی آبادیاں کثیر تعداد میں آباد ہوگئیں۔

برہمنوں کو عطا کی اراضی (Brahmadeya) کی نگرانی اور انتظام ایک مجلس (Sabha) کرتی تھی جو بااثر برہمن زمینداروں پر مشتمل ہوتی تھی۔ ان مجالس نے کافی اہلیت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے۔ ان کے فیصلوں کو کتبوں میں بیان کیا گیا ہے۔ جن میں سے اکثر مندروں کی دیواروں پر کندہ کئے گئے تھے۔ تاجروں کی انجمنیں جو Nagaram کہلاتی تھیں حسب ضرورت شہروں میں انتظامی فرائض انجام دیتی تھیں۔

ٹامل ناڈو کے ضلع چنگل پٹ کے اترمیرور میں دستیاب کتبوں اس بات کی تفصیل ملتی ہے کہ Sabha نامی مجلس کس طرح تشکیل دی جاتی تھی، Sabha میں آبپاشی، باغات، منادر وغیرہ امور کی دیکھ بھال کے لئے علحدہ علحدہ کمیٹیاں پائی جاتی تھیں۔ ان کمیٹیوں کی تشکیل کے لئے اہل افراد کے ناموں کو ناریل کے پتوں کے ٹکڑوں پر لکھ کر ایک گھڑے میں رکھا جاتا اور کسی کم عمر لڑکے سے ناموں کی قرعہ نکالی جاتی اور کمیٹیاں تشکیل دی جاتی تھیں۔

کتبے اوران میں درج امور

☆ کون سبھا کا ممبر بن سکتا تھا؟

☆ اسکی تفصیل اترمیرور کتبے میں اس طرح درج کی گئی ہے۔

☆ وہ تمام افراد جو سبھا کے ممبر بننا چاہتے ہوں انہیں چاہئے کہ وہ اراضی کے مالک ہوں جس سے ٹیکس وصول کیا جاتا ہو۔

☆ وہ اپنے ذاتی مکانات کے مالک ہوں۔

☆ وہ 35 سال سے 70 سال کے درمیانی عمر کے ہوں۔

☆ وہ ویدوں کا علم جانتے ہوں۔

☆ وہ انتظامی معاملات میں مہارت رکھتے ہوں اور ایماندار ہوں۔

☆ اگر کوئی گذشتہ تین سالوں کے دوران کسی کمیٹی کا ممبر رہا ہو تو وہ اب کسی کمیٹی کا ممبر نہیں بن سکتا۔

☆ اگر کسی نے سابقہ حسابات پیش نہ کئے ہوں تو وہ یا اسکا کوئی رشتہ دار بھی انتخاب میں حصہ نہیں لے سکتا۔

☆ کیا آپ کے خیال میں سبھا کے اجلاس میں خواتین شرکت کرتی تھیں؟

آپ کی رائے میں کمیٹی کے ممبروں کے انتخاب کے لئے قرعہ اندازی کا طریقہ مفید ہے یا نہیں؟

SCERT TELANGANA

کتبے اور فرامین راجاؤں اور طاقتور سرداروں کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔لیکن ٹامل زبان میں تحریر کردہ Periyapuranam نامی بارھویں صدی کی تحریر سے اس دور کے عام مرد وخواتین کی زندگیوں کا حال معلوم ہوتا ہے۔

ادانور گاؤں کے سرحد پر پلایا نامی ذات کے افراد کی ایک بستی ہے جو گھاس پوس کی جھونپڑیوں پر مشتمل ہے۔اس بستی کے لوگ اکثر زرعی مزدور اور خدمت گاروں کا کام کرتے ہیں۔ان کی جھونپڑیوں کے دروازوں پر چمڑے کے پردے پڑے ہوتے ہیں۔ان کے صحن میں مرغی کے بچوں کے گروہ گھومتے نظر آتے ہیں۔سیاہ فام لڑکے کالے لوہے کے کڑے پہنے کتے کے بچوں کو لئے پھرتے نظر آتے ہیں۔ایک خاتون مزدور نے اپنے بچے کو ایک مروڈو (ارجنا) درخت کے نیچے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر سونے کے لئے لٹا دیا ہے۔یہاں کچھ آم کے درخت بھی ہیں۔جن کی شاخوں سے چند ڈھول بندھے ہوئے ہیں۔ناریل کے درختوں کے نیچے کتیائیں پڑی ہوئی ہیں۔سرخ کلغی والے مرغ جب بانگ دیتے ہیں تو پلیا لوگوں کے روزمرہ کاموں کا آغاز ہوتا ہے۔کنجی کے درخت کی چھاؤں میں ان کی عورتیں گاتے ہوئے دھان کوٹتی ہیں۔

اس گاؤں میں انجام دئے جانے والے تمام کاموں کی وضاحت کیجئے۔

کلیدی الفاظ:

سامنتا، مندر، ناڈو، سبھا، سلطنت، سلطان،

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1۔ سہ فریقی کشمکش کے تینوں فریق کون تھے؟
2۔ چولا حکومت میں سبھا کی کسی کمیٹی کا ممبر بننے کے لئے کیا اہلیت درکار تھیں؟
3۔ چاہامناس کی سلطنت کے دو مشہور شہر کون سے تھے؟
4۔ راشٹر کوٹ کو کس طرح عروج حاصل ہوا؟
5۔ عوام میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے نئی سلطنتوں نے کیا اقدامات کئے؟
6۔ ٹامل علاقے میں آبپاشی کی ترقی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے؟
7۔ چولا دور کے منادر کن کن کاموں کے مراکز بنے ہوئے تھے؟
8۔ اترمیرور کے انتخابات سے موجودہ پنچایت کے انتخابات کا تقابل کیجئے۔
9۔ قدیم مسجدوں/مندروں کی تصاویر جمع کرکے البم تیار کیجیے؟
10۔ ''زراعت اور آبپاشی'' پیراگراف کا مطالعہ کیجیے اور اس پر تبصرہ کیجیے؟

منصوبہ کام:

1. نقشہ۔1 کا مشاہدہ کرکے بتلایئے کہ تلنگانہ میں کوئی سلطنت واقع ہے؟
2. اس سبق میں دی گئی مندر سے آپ کے پڑوس میں کسی موجودہ مندر کا تقابل کیجیے اور ان میں مشابہت اور فرق کو ظاہر کیجیے۔
3. موجودہ دور میں وصول کئے جانے والے ٹیکسوں کے بارے میں معلوم کیجئے اور بتلایئے کہ وہ کس صورت میں وصول کئے جاتے ہیں،یعنی نقد یا جنس یا خدمت کی صورت میں؟

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

باب 12

کاکتیہ حکمراں - علاقائی سلطنت کا قیام

قدیم زمانے کے بہادر سورما برہما نائیڈو، بالا چندروڈو اور دیگر 66 سورماؤں کے بارے میں اور ان کے کارناموں کے بارے میں آپ نے سنا ہی ہوگا۔ سماکا۔ سارا کا، جاترا کے بارے میں آپ نے سنا ہوگا یا آپ نے اس میں شرکت کی ہوگی۔ انہوں نے قبائلی لوگوں کے حقوق کی خاطر اپنے وقت کے راجاؤں سے جنگ کی۔ گلہ بانوں کے حقوق کے تحفظ کی خاطر نیلور کے راجاؤں سے جنگ کرنے والے کامٹاراجو کے قصے بھی آپ نے سنے ہوں گے۔

آپ کے والدین سے قدیم سورماؤں کے قصوں کے بارے میں، سما کا۔ سارکا کے بارے میں، کامٹا راجو کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور جماعت میں ان کے بارے میں بحث کیجئے۔

یہ تمام قصے 1000ء سے 1350ء کے درمیانی دور کے ہیں۔ یہ ہمارے ملک کی تاریخ میں کافی اہم دور مانا جاتا ہے۔ گذشتہ سبق میں ہم نے دیکھا کہ کس طرح نئی سلطنتیں وجود میں آئیں؟ ان حکمرانوں نے زرعی علاقوں اور گاؤوں پر قبضہ کرکے چھوٹی چھوٹی سلطنتیں قائم کیں۔ اور گلہ بانی کرنے والوں کو زراعت کرنے کے قابل بنایا۔ سلطنتوں کی توسیع کی خاطر ان بادشاہوں نے آپس میں مسلسل جنگیں کیں۔ ان ہی حالات میں ورنگل میں کاکتیاؤں نے اپنی سلطنت قائم کی۔

اسی دور میں تلگو زبان میں پہلی کتابیں لکھی گئیں۔ روایات کے مطابق تلگو کی پہلی منظوم کتاب ”سری مد آندھرا مہا بھارتم“، لکھی گئی۔ جس کو لکھنے والے تین شاعر ننیا۔ تکانا۔ ایرا پرگاڈا۔ 1000ء سے 1400ء کے درمیانی دور کے ہیں ان تینوں کو Kavitrayam کہا جاتا ہے۔

بے شمار کتبے دستیاب ہوئے ہیں جو ہم کو راجاؤں، رانیوں، سرداروں، کسانوں، گلہ بانوں اور تاجروں کے مشاغل کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔ ہم کو کئی کتب بھی ملتی ہیں جو تلگو اور سنسکرت میں تحریر کردہ ہیں۔ ودیانتھا نے کاکتیا دور میں ”پرتاپ ردرا یشو بھوشنم“ نامی کتاب لکھی۔ چند کتابیں ان کے دور کے بعد لکھی گئی مثلاً ونوکونڈا ولا بھاریا کی ”کریڈا بھی رامم“ اور ایکامرا ناتھ کی ”پرتاپ ردرا چرترامو“ وغیرہ۔

شکل 12-1 کیرتی تورنا۔
کاکتیاؤں کا تعمیر کردہ سویم بھوشیوا مندر کا باب الداخلہ (کیرتی تورنا)، جو ورنگل میں ہے

SCERT TELANGANA

☆ مندرجہ بالا پیرا گراف پڑھنے کے بعد کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کاکتیا راجاؤں کے بارے میں آگاہی حاصل کرنے کے دو اہم ذرائع کیا ہیں؟

دستیاب کتبوں اور تحریروں کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کاکتیاؤں کا جد امجد درجیا نامی شخص ہے۔انہوں نے تلگو زبان کو اپنی درباری زبان قرار دیا۔ان کے کتبے اور فرامین کی کثیر تعداد تلگو میں لکھی ہے۔کاکتیاؤں نے خود کو ''آندھرا راجولو'' قرار دیا۔انہوں نے تلگو بولنے والے تین خطوں کو یعنی ساحلی خطہ، تلنگانہ اور رائل سیما کو یکجا کر کے ایک حکومت قائم کی۔اسطرح کاکتیاؤں نے تلگو بولنے والے علاقوں میں اتحاد کی کوشش کی۔جس میں انہیں نمایاں کامیابی بھی حاصل ہوئی اسی لئے آج بھی ان علاقوں میں کاکتیاؤں کی خدمات کو یاد کیا جاتا ہے۔

مشہور کاکتیا راجا

پرولا دوم	1116ء تا 1157ء
ردرا دیوا	1158ء تا 1195ء
گنپتی دیوا	1199ء تا 1262ء
درراما دیوی	1262ء تا 1289ء
پرتاپ ردرا	1289ء تا 1323ء

کاکتیا خاندان کے ابتدائی سربراہ کرناٹک پر حکومت کرنے والے راشٹر کوٹ اور چالوکیہ کے دربار کے باجگذار Samanthas تھے۔ یہ لوگ گاؤں کے سربراہ کے عہدوں (Rattadi) پر فائز تھے۔دھیرے دھیرے اپنی فوجی صلاحیتوں کی بناء پر انہوں نے ترقی کی اور فوج کے سالار اور سامنتا کے مقام تک جا پہنچے۔تلنگانہ کے انوما کونڈا میں ان کا اثر و رسوخ کافی بڑھ گیا تھا۔مغربی چالوکیاؤں کے زوال کے بعد کاکتیاؤں نے اپنی خود مختاری کا اعلان کیا۔

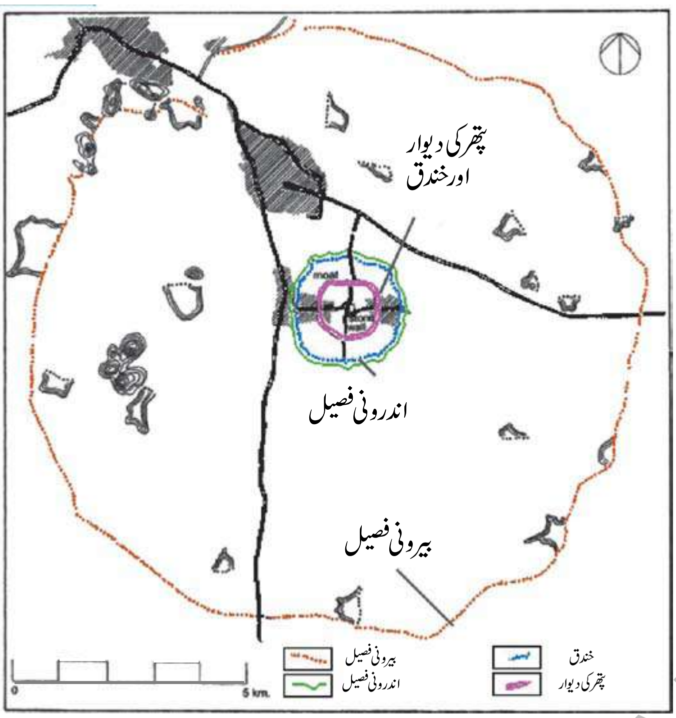

نقشہ 1 قلعہ ورنگل کا خاکہ

ردرا دیوا (1158ء سے 1195ء) کے دور میں صدر مقام ہنمکنڈہ سے اوروگلو (ورنگل) کو منتقل کیا گیا۔ نئے شہر کی تعمیر منصوبہ بندی کے ساتھ کی گئی تاکہ بڑھتی آبادی کی ضرورتوں کی تکمیل ہوسکے اور شہر کی آرائش صدر مقام کے شایان شان ہوسکے۔ردرا دیوا نے ایک بڑا قلعہ، ایک تالاب اور ہنمکنڈہ میں ایک مندر ہزار ستون مندر کے نام سے تعمیر کروایا۔

قلعہ ورنگل کے خاکے کا مشاہدہ کیجئے۔آپ اس کی بیرونی دیوار کو دیکھ سکتے ہیں جس میں چار دروازے ہیں۔اس دیوار کے ذریعہ اندر واقع زرعی زمینات اور تالابوں کا تحفظ کیا گیا۔اسی اندرونی احاطے میں مختلف دستکاروں مثلاً باسکٹ بننے والے وغیرہ کی جھونپڑیاں ہیں۔ان کو پار کرنے کے بعد ہم درمیانی حصے میں پہنچتے ہیں جہاں ایک خندق اور ایک اور مٹی کی بنی دیوار (فصیل) موجود ہے۔

SCERT TELANGANA

اگر ہم مزید آگے بڑھتے ہیں تو ایک اور خندق اور پتھر کی ایک فصیل نظر آتی ہے۔شہر کی عمارتیں اور محلات اس پتھریلی فصیل کے اندر ہیں۔اس فصیل میں بھی چار دروازے شمال، جنوب، مشرق اور مغرب کی سمتوں میں واقع ہیں۔ان چار دروازوں سے شہر کے مرکز تک سڑکیں ہیں جہاں پر سویم بھوشیوا کا ایک مندر ہے۔اس مندر کے بھی چاروں سمتوں میں چار دروازے ہیں۔

انتظامات میں سہولت کی خاطر شہر کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ہر حصہ کو Vada کہا جاتا ہے۔ہر پیشے سے وابستہ افراداں کے لئے مختص واڑہ Vada میں رہتے تھے۔

☆ کیا آپ اپنے گاؤں یا شہر کا خاکہ اتار سکتے ہیں؟ اپنے گاؤں یا شہر کے خاکے کا اوروگلو کے نقشے سے تقابل کیجئے۔

☆ جدید شہروں اور اوروگلو جیسے قدیم شہروں میں آپ کیا نمایاں فرق محسوس کرتے ہیں؟

☆ نقشے میں دیئے گئے پیمانے کو استعمال کر کے مشرق سے مغرب تک بیرونی فصیل کی چوڑائی معلوم کریں۔

☆ پتھر کی بنی اندرونی فصیل میں شمال سے جنوب تک شہر کی چوڑائی معلوم کریں۔

☆ اگر آپ نے ورنگل شہر دیکھا ہے تو شہر کی موجودہ حالت کے بارے میں اپنے جماعت میں گفتگو کیجئے۔

☆ سویم بھوشیوا، کاکتیاؤں کا خاندانی دیوتا تھا۔آپ کے خیال میں انہوں نے قلعہ کے بیچوں بیچ کسی محل یا بازار کو تعمیر کرنے کے بجائے مندر کی تعمیر کیوں کی ہوگی؟

کاکتیاؤں کی طاقت میں اضافہ ہونے کے بعد اطراف واکناف کے بے شمار علاقوں کے سربراہوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی۔کاکتیہ راجا اپنے ماتحت سامنتوں کی دشمنوں سے حفاظت کرتے تھے اور جنگوں کے دوران انھیں اپنے ساتھ رکھتے تھے۔کئی سامنتوں نے عروج حاصل کر کے بغاوت کرنے کی کوشش کی لیکن کاکتیاؤں نے ان بغاوتوں کو کچل ڈالا۔

ردرما دیوی

کیا آپ نے ردرما دیوی نامی دلیر اور بہادر خاتون کا نام سنا ہے؟ وہ ایک طاقتور اور کامیاب حکمران تھی جس نے اپنی صلاحیتوں سے ہر ایک کو متاثر کیا۔ردرما دیوی نے اوروگلو (موجودہ ورنگل) پر حکومت کی۔وہ مشہور ومعروف کاکتیا خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔اس نے 1262ء سے 1289ء تک تقریباً 27 سال تک حکومت کی۔ ہمارے ملک میں بہت کم خاتون حکمران ہوئی ہیں۔دہلی میں بھی ایک خاتون حکمران رضیہ سلطانہ گذری ہے۔لیکن اس کے دربار کے امراء نے ایک خاتون کی حکومت کو مسترد کر دیا اور آخر کار اسے قتل کر ڈالا۔اٹلی کا ایک مشہور سیاح مارکو پولو نے ردرما دیوی کی سلطنت کا دورہ کیا تھا۔وہ لکھتا

شکل 12.2 ردرما دیوی گھڑسواری کرتے ہوئے
شہر حیدرآباد میں جدید قائم کردہ مجسمہ

SCERT TELANGANA

ہے کہ ردرما دیوی نڈر اور بے باک تھی۔ وہ مردوں کی طرح لباس پہنا کرتی تھی اور گھڑ سواری کرتی تھی۔ درحقیقت اسکے کتبوں میں ردرما دیوی نے اپنے آپ کو ''ردرا دیوا مہاراجا'' کہلوایا۔ رضیہ سلطانہ کی طرح اسے بھی درباری سرداروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جو اسکے والد کے ماتحت تھے۔لیکن ردرما دیوی نے ان مخالفتوں پر قابو پالیا۔ردرما اور اسکے پوتے پرتاپ ردرا کو کئی بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا اوران پر قابو پانے کے لئے کئی اقدامات کرنے پڑے۔کائستھا امبادیوا نامی ایک باجگذار نے ردرما دیوی کے خلاف بغاوت کی اور چندوپٹلہ مقام پر دونوں کے درمیان جنگ میں ردرما دیوی کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا۔

شکل 12-3 مٹی سے بنی اندرونی فصیل کا ایک حصہ اوردائیں جانب خندق کی تصویر

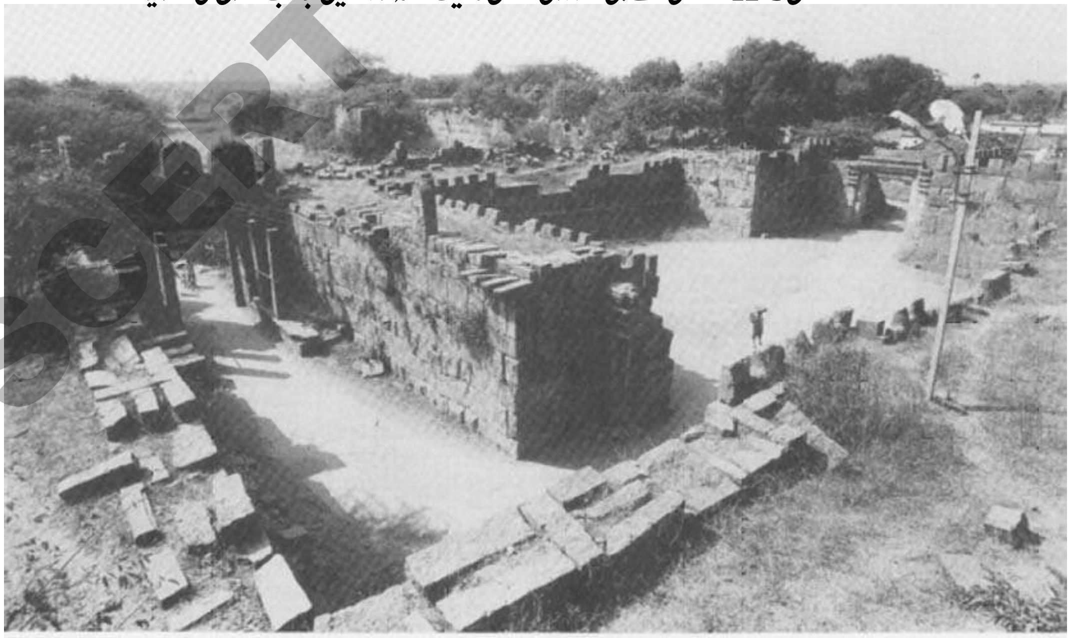

شکل 12-4 شہر کی پتھریلی فصیل کے مشرقی دروازے کا منظر۔دائیں جانب شہر میں داخل ہونے کا شاہی دروازہ (Raja Margambu)

SCERT TELANGANA

نائینکارا نظام (Nayankara system) :

ردرما دیوی اور پرتاپ ردرا نے باثر خاندانوں کے افراد کے بجائے حکومت کے وفادار سرداروں کی ہمت افزائی کرنے کی خاطر ان کو ''نا یک'' کے القاب سے نوازا۔اور انہیں اعلی عہدوں پر مامور کیا۔ان کی خدمات اور وفاداری کے بدلے انہیں چند گاؤوں میں ٹیکس وصول کرنے کا اختیار دیا جاتا تھا۔ان گاؤوں کو نایکوں کا Nayankara کہا جاتا تھا۔ان گاؤوں سے حاصل کردہ ٹیکس کے ذریعہ ہر نا یک کو ایک متعینہ مقدار میں فوج رکھنے کی اجازت تھی۔تاکہ وقت ضرورت راجاؤں کی مدد کی جاسکے۔لیکن انہیں گاؤں مستقل طور پر عطا نہیں کئے جاتے تھے بلکہ بادشاہ یا ملکہ کی مرضی سے ان کا تبادلہ بھی کیا جاسکتا تھا۔نایکوں کے عہدوں کا انحصار بادشاہ سے انکی وفاداری پر منحصر تھا۔انکی خدمات کو باغیوں کی سرکوبی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا تھا۔یہ نظام نا ئینکارا نظام کہلاتا تھا۔

ردرما دیوی کے ایک نایکا کے کتبے کے ایک حصے کا متن ذیل میں دیا گیا ہے اسکا مشاہدہ کیجئے۔

'' 1270 ء میں سنکرانتی کے موقع پر کاکتیا راجا ردرا دیوا مہاراجا کے صدر دروازے کے محافظ بولی نایا کا نے کرنجا گاؤں کے دیوتا کلیانہ کیشوا کے خدمتگاروں کو دس پیانے اراضی اپنی ذاتی نا ئینکار کے علاقے سے اپنے آقا ردرا دیوا مہاراجا کی خوشنودی اور رضا مندی کی خاطر عطیہ دیا۔''

☆ آپ کے خیال میں بولی نایا کا نے ردرما دیوی کو ردرا دیوا مہاراجا کہہ کر کیوں خطاب کیا؟

شکل۔12-5۔سویم بھوشیوا کی مندر کے کھنڈرات

زراعت اور منادر کا فروغ

کا کتیاؤں نے تالابوں کی تعمیر اور کنوؤں کی کھدائی کے ذریعے اراضی کے بڑے بڑے حصوں کو قابل کاشت بنایا۔شاہی خاندان کے افراد، جاگیرداروں کے علاوہ سماج کے دیگر خوشحال طبقات مثلاً تاجروں اور دستکاروں نے تالابوں کی تعمیر میں حصہ لیا اور زراعت کی ترقی میں اپنا حصہ ادا کیا۔ان کی کوششوں سے تلنگانہ اور رائلسیما کی خشک زمینات بھی زراعت کے قابل ہوئیں۔

کا کتیاؤں نے منادر کی کافی سرپرستی کی۔وہ مندروں کو کثیر مقدار میں عطائے دیا کرتے تھے۔شاہی خاندان کی خواتین مثلاً مپامبا اور میلما نے مندروں کو عطیہ دیا۔دیگر خوشحال طبقات کی خواتین بھی مندروں اور برہمنوں کو تحائف عطیات دینے میں بڑھ

شکل 12.6: رامپّا مندر

SCERT TELANGANA

چڑھ کر حصہ لیا کرتی تھیں۔ جو اراضی، تالابوں، نقد رقم، مویشی یا زیورات کی شکل میں ہوتے تھے۔زراعت کی ترقی سے ٹیکسوں اور پیداوار کی صورت میں کاکتیاؤں کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

شکل 12-7 کاکتیاؤں کے دور کا سونے کا سکہ

تجارت:

بادشاہ، جنگجو سردار وغیرہ اپنی آمدنی کا بڑا حصہ تاجروں پر ٹیکس عائد کر کے حاصل کرتے تھے۔خصوصاً ان تاجروں سے جو بندرگاہوں کے ذریعے دوسرے ملکوں سے تجارت کرتے تھے۔ذیل میں کاکتیا راجہ گنپتی دیوا کا ایک کتبے کا متن پڑھئے جو ''موتوپلی'' مقام پر دستیاب ہوا ہے۔

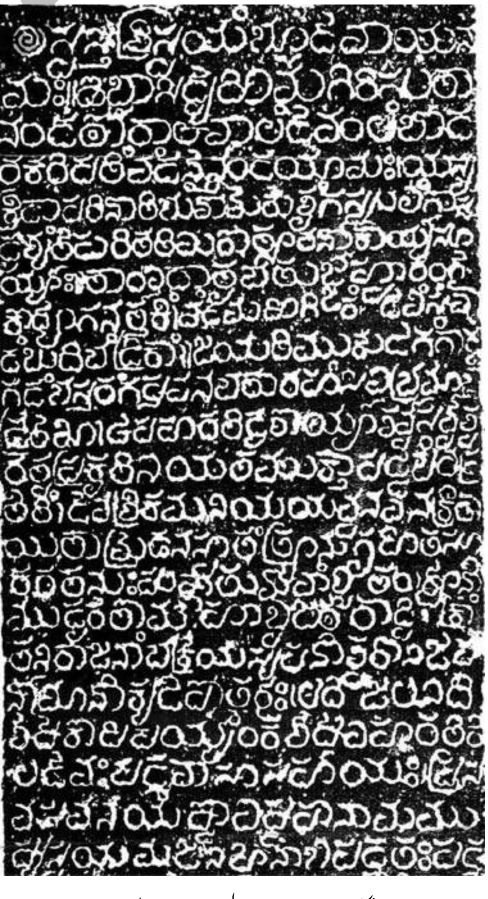

شکل-8-12-موتوپلی میں دستیاب کتبہ

''یہ فرمان راجا گنپتی دیوا کی طرف سے سمندری تجارت کرنے والے تاجروں کی فلاح اور تحفظ کی خاطر جاری کیا گیا ہے۔ماضی میں طوفانوں سے جہازوں کے ڈوبنے کے باوجود بادشاہوں نے ظلم اور جبر کے ذریعے ٹیکس وصول کئے اور تاجروں کا مال مثلاً سونا، ہاتھی، گھوڑے، زیورات وغیرہ ضبط کئے۔لیکن ہم نے اپنے وقار کی بلندی کی خاطر اور نیکی کی خاطر سمندری سفر کا خطرہ مول کر تجارت کرنے والوں پر رحم کرتے ہوئے ظلم و جبر کے انداز کو ترک کر کے صرف برائے نام روایتی ٹیکس کو برقرار رکھا ہے۔''

اس کتبے کی تفصیل میں اس بات کا تذکرہ ملتا ہے کہ راجا نے مختلف تجارتی اشیاء پر کتنا ٹیکس مقرر کیا ہے۔

☆ ماضی میں بادشاہ تاجروں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے؟

☆ گنپتی دیوا نے تاجروں کو کن باتوں کا تیقن دیا تھا؟

☆ آپ کے خیال میں اس راجا نے تاجروں کو یہ تحفظ کیوں عطا کیا تھا؟

''مارکو پولو جس نے کاکتیا دور میں ایک بندرگاہ کا دورہ کیا تھا کہتا ہے کہ وہاں سے ہیرے اور بہترین نازک کپڑا برآمد کیا جاتا تھا۔جو مکڑی کے جالے کی طرح نظر آتا تھا۔وہ آگے کہتا ہے کہ دنیا میں کوئی بادشاہ یا ملکہ نہیں ہوں گے جو اس کپڑے سے بنے لباس کو زیب تن کرنے کے شائق نہ ہوں۔''

کاکتیا دور کا خاتمہ:

1190ء کے لگ بھگ دہلی میں ایک نئی سلطنت وجود میں آئی۔ اس کے بادشاہ سلطان کہلاتے تھے یہ لوگ ترکستان کے باشندے تھے۔ان کے پاس کافی طاقتور فوج تھی جس کے ذریعے انہوں نے شمالی ہندوستان کے کئی راجاؤں کو شکست دی۔اور دکن کی طرف رخ کیا۔

SCERT TELANGANA

سلطان محمد تغلق نے کاکتیا راجہ پرتاپ ردرا کو 1323ء میں شکست دی اور اس طرح کاکتیا دور کا خاتمہ ہوا۔ چند برسوں کے بعد کرناٹک میں دوئی سلطنتوں کا قیام عمل میں آیا جو بہمنی سلطنت اور وجئے نگر سلطنت کہلاتی ہیں۔ ان کے بارے میں ہم آئندہ سبق میں پڑھیں گے۔

Palnati Vira ذات پات کی دیواروں کو ڈھانے والے سورماؤں کی کہانی

"پلناٹی ویرا کتھا'' کوسری ناتھا نے 1350ء میں لکھا۔ جس کے ذریعے اس بات کو سمجھایا گیا ہے کہ فوجیوں کو کس طرح متحد اور یکجا ہونا چاہئے۔ اس کہانی کا مرکزی کردار بالا چندروڈو ہے اسکے ساتھ اسکے کئی فوجی دوست ہیں جو مختلف ذاتوں سے تعلق رکھتے ہیں جن میں ایک برہمن، ایک لوہار، ایک سنار، ایک دھوبی، ایک کمہار اور ایک حجام شامل ہے۔ یہ سب لوگ مل جل کر بھائیوں کی طرح رہتے تھے۔ جس کی وجہ سے اس گروہ کو سودرولو (بھائی) کہا جانے لگا، ایک بار جب یہ جنگ پر جا رہے تھے تو بالا چندروڈو کی ماں نے ان تمام کیلئے کھانا تیار کیا۔ لیکن ہر ایک کو الگ الگ قسم کے برتنوں میں یعنی مٹی کے، کانسے کے، اور کسی کو پتے میں ڈال کر دیتی ہے۔ تب بالا چندروڈو اس امتیاز کے خلاف آواز اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ فوجیوں کو ذات پات سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ اس دور کے روایتوں کے خلاف اپنے مشترکہ فرض کی یاد دہانی کرتے ہوئے سب لوگ اپنے برتنوں کو ایک دوسرے سے تبدیل کرتے ہوئے کھانا کھا لیتے ہیں۔"

کلیدی الفاظ: جنگجو، نائینکا را نظام، سامنتا، دستکاری پیشہ

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1۔ کاکتیہ دور کے جنگجو سرداروں، فوجیوں کا موجودہ دور کی فوجوں سے تقابل کیجئے۔ انکے درمیان آپ کو کیا فرق نظر آتا ہے؟

2۔ کاکتیا دور کے راجاؤں اور حکمرانوں نے زراعت کی ترقی کے لئے تالابوں کی تعمیر کی۔ اگر وہ موجودہ دور میں حکمران ہوتے تو کیا کر سکتے تھے۔

3۔ آپ کے خیال میں کاکتیاؤں نے اپنے ماتحت سامنتوں یا جاگیرداروں کو کس طرح قابو میں رکھا؟

4۔ آپ کے خیال میں کاکتیاؤں نے طاقتور خاندان کے افراد کو نایاکا کی حیثیت سے کیوں تقرر نہیں کیا؟

5۔ اس دور میں خواتین کا حکومت کرنا کیوں دشوار تھا؟ کیا موجودہ دور میں کچھ تبدیلی ہوئی ہے؟ کیسے؟

6۔ اس دور میں طاقتور افراد کے پاس اپنی بڑی اراضیات ہوتی تھیں اور وہ کسانوں، تاجروں، دستکاروں پر ٹیکس عائد کرنے کا اختیار رکھتے تھے۔ کیا موجودہ دور کے طاقتور افراد بھی اسطرح کر سکتے ہیں؟ وجوہات بتلائیے۔

7۔ صفحہ 114 پر ''نائینکا را نظام'' کا مطالعہ کر کے اس پر تبصرہ کیجئے؟

8۔ خواتین بھی بہتر طور پر نظم و نسق کی ذمہ داری نبھاتی ہیں۔ کیا آپ اس بیان سے متفق ہیں؟

منصوبہ کام

1۔ کوئی تین تاریخی کہانیوں کو پیش کرنے کے لئے مختصر ڈرامے ترتیب دیجئے۔

2۔ آپکے گاؤں یا شہر کے قیام یا آغاز کی اہم تفصیلات کو جمع کیجئے اور ایک چارٹ بنائیے۔

3۔ اپنے علاقے کی کسی قدیم مندر کا دورہ کیجئے اور معلوم کیجئے کہ اس کو کس نے اور کب تعمیر کروایا؟ اس میں کسی کتبے کی موجودگی کا مشاہدہ کیجئے۔

SCERT TELANGANA

باب 13

سلطنت وجےنگر کے حکمراں

گذشتہ سبق میں ہم نے پڑھا کہ جنگجو سرداروں اور سرکردہ افراد نے کس طرح گاؤں پر اپنا تسلط قائم کیا اور کاکتیاؤں نے ان کی سرکوبی کرکے کس طرح ایک منظّم سلطنت قائم کی ۔ کاکتیاؤں کی یہ جدو جہد اسوقت اختتام کو پہونچی جب سلاطین دہلی نے ورنگل پر قبضہ کیا۔لیکن بہت جلد ہی ایک اور جنگجو خاندان نے کرناٹک کے علاقے میں ایک طاقتور سلطنت کی بنیاد رکھی جو وجےنگر سلطنت یا کرناٹک کہلائی۔

وجےنگر کے معنیٰ ''فتوحات کا شہر'' ہے۔یہ کرناٹک میں دریائے تنگ بھدرا کے کنارے واقع ہے۔ روایتوں کے مطابق دو بھائیوں ہری ہرارائے اور بکارائے نے ودیا ارنیا نامی عالم فاضل شخص کی سرپرستی میں 1336ء میں اس سلطنت کی بنیا درکھی۔وجےنگر کے راجا سری ویرو پکشا (شیوا) کی پوجا کرتے تھے اورانہوں نے اس کے مندر کی توسیع کی۔وجےنگر سلطنت تقریباً 250 سال تک پوری شان کے ساتھ برقراررہی۔

مگراس سلطنت پر ایک ہی خاندان کے حکمرانوں نے حکومت نہیں کی۔ہری ہرارائے اور بکارائے کے خاندان کے بعد سنگما، سالوا، تولوا، اورآراوتی خاندانوں نے وجےنگر سلطنت پر یکے بعد دیگرے حکومت کی۔ان راجاؤں کی زبان کنٹرا تھی مگر سری کرشنا دیوارائے نے تلگو کو فوقیت دی۔

دریائے تنگ بھدرا کے شمالی حصے میں ایک اور نئی سلطنت قائم ہوئی جو بہمنی سلطنت کہلاتی تھی۔یہ ایک وسیع و عریض سلطنت تھی جسکا صدر مقام گلبرگہ تھا۔ 1489ء اور 1520ء کے درمیان کے عرصے میں بہمنی سلطنت بکھر کر پانچ چھوٹی سلطنتوں میں منقسم ہوگئی۔ان پانچ سلطنتوں میں سے بیجاپور کی سلطنت اور گولکنڈہ کی سلطنت نے موجودہ کرناٹک اور تلنگانہ کے وسیع حصوں پر حکومت کی۔ان سلطنتوں کے سربراہ سلطان یا جنگجو امراء تھے جن کی اکثریت ایران اور عرب ممالک سے آئی تھی۔یہ سلطنتیں اپنے علاقوں کی توسیع کی خاطر ہمیشہ ایک دوسرے سے بر سر پیکار رہا کرتی تھیں۔انہوں نے مقامی جنگجوؤں اور سرداروں کو اپنی فوج میں شامل کیا تاکہ ان کے تعاون سے گاؤں اور شہروں پر اپنا تسلط قائم کرسکیں اور کسانوں اور تاجروں سے محاصل وصول کرسکیں۔

وجےنگر سلطنت کے چند اہم حکمران

ہری ہرارائے	1336 - 1357ء
بکارائے اول	1357 - 1377ء
ہری ہرارائے دوم	1377 - 1404ء
دیوارائے دوم	1426 - 1446ء
سلوا نرسمہارائے	1486 - 1491ء
کرشنا دیوارائے	1509 - 1529ء
اچیوتھارائے	1529 - 1542ء
آلیارامارائے	1543 - 1565ء
وینکٹا پتی رائے	1585 - 1614ء

SCERT TELANGANA

ہم کو کیسے معلوم ہوا؟

وجئے نگر سلطنت کے بارے میں ہم اس دور کے کتبوں، تصنیفات، اور عمارتوں کے ذریعے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ان کے ذریعے ہم کو اس دور کی روزمرہ زندگی، نظم و نسق اور سماجی زندگی کی آ گاہی حاصل ہوتی ہے۔دوسرے ملکوں کے سیاحوں نے مثلاً اطالوی سیاح نکولو کونٹی جس نے وجیا نگر کا 1420ء میں دورہ کیا، ایرانی تاجر عبدالرزاق جس نے 1443ء میں وجئے نگر کا دورہ کیا۔پرتگیزی سیاح پیز جس نے 1520ء میں دورہ کیا اور نونیز جس نے 1537ء میں اپنا سفر نامہ تحریر کیا۔یہ سفر نامے وجئے نگر سلطنت کے بارے میں کافی قیمتی معلومات کا ماخذ ہیں۔

وجئے نگر شہر

شہر وجئے نگر کی تعمیر تنگ بھدرا ندی کے کنارے کی گئی۔ یہاں پمپا دیوی اور سری ویروپکشا کے قدیم منادر واقع ہیں۔ایرانی سیاح عبدالرزاق لکھتا ہے کہ شہر کے اطراف فصیلوں کے سات حلقے ہیں۔ان میں سے کچھ کو ماہرین آثار قدیمہ نے دریافت کیا۔

پرتگیزی سیاح پیز (Paes) نے شہر کی جو تفصیل بیان کی اس کا مطالعہ کیجئے۔وہ لکھتا ہے........

''بادشاہ نے فصیلوں اور میناروں کا ایک مظبوط شہر تعمیر کروایا ہے........یہ فصیلیں دیگر شہروں کی طرح تعمیر نہیں کی گئی ہیں بلکہ ان کی تعمیر میں مظبوط چٹانوں کا استعمال کیا گیا......اور فصیل کے اندرونی حصہ میں بہت خوبصورت عمارتوں کی قطاریں ہیں جن کی مسطح چھتیں ہیں......

یہاں آپ کو وسیع اور صاف ستھری سڑکیں اور خوبصورت مکانات دکھائی دیتے ہیں......یہ تاجروں کے مکانات ہیں۔جہاں ہر قسم کے ہیرے، جواہرات، موتیوں، ہر قسم کے کپڑوں کی تجارت ہوتی ہے......شام کے وقت میں بازار (Santha) لگتا ہے جہاں گھوڑوں، ترکاریوں، پھلوں، لکڑی وغیرہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے......

شکل 13-1 کرشنا دیوارائے اور اسکی دو بیویوں کے کانسے کے مجسمے جو ترو ملا مندر میں نصب ہیں

ترکاریوں، پھلوں اور گھوڑوں کو شام کے وقت کیوں فروخت کیا جاتا تھا؟

ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق وجئے نگر شہر کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔پہلا حصہ جو پہاڑی علاقے پر مشتمل تھا مندروں کے لئے مخصوص کیا گیا۔دوسرا حصہ جو وادی کا علاقہ تھا زراعت کے لئے مختص تھا یہاں آبپاشی کے لئے نہریں بھی تھیں۔تیسرا حصہ شاہی محلات اور اعلیٰ عہدیداروں اور نائیکوں کے رہائش گاہوں پر مشتمل تھا اور چوتھا حصہ عام شہریوں کے لئے مختص تھا۔ہر حصے کو واضح طور پر ایک دوسرے سے جدا رکھا گیا تھا جیسا کہ خاکے میں بتلایا گیا ہے۔

وجئے نگر اور ورنگل شہر کا تقابل کیجئے اور ان میں مشابہتیں اور فرق کو بیان کیجئے

SCERT TELANGANA

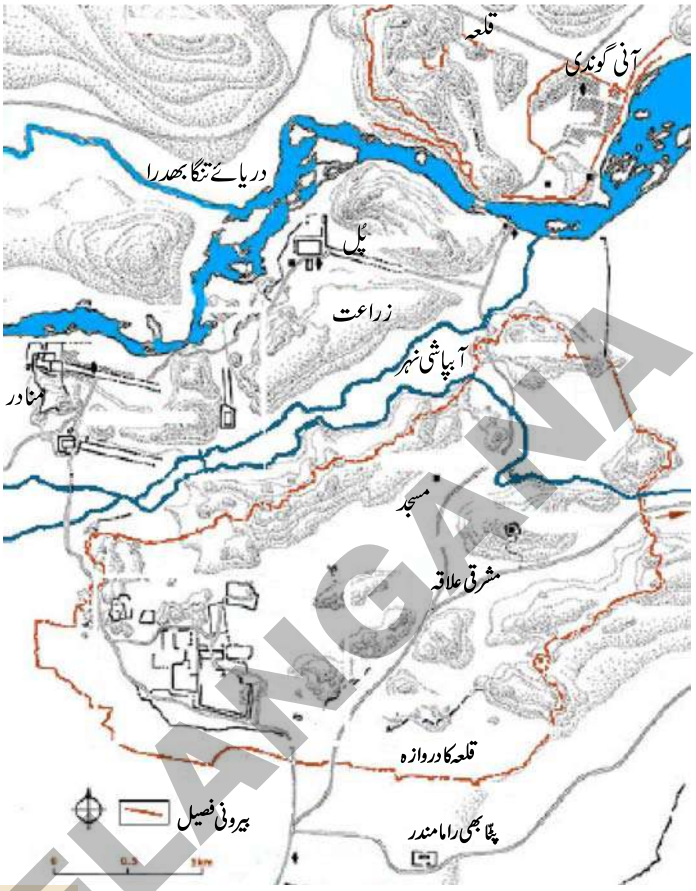

نقشہ 1 وجے نگر شہر کا خاکہ

آپ کے خیال میں موجودہ شہروں کے اطراف فصیلیں کیوں تعمیر نہیں کی جاتی ہیں؟

فوج اور فوجی عہدیدار:-

آپ نے موجودہ دور میں ہونے والی جنگوں اور طاقتور فوجوں کے بارے میں سنا ہی ہوگا۔

☆ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کسی ملک کی فوج کس طرح طاقتور ہوتی ہے؟

☆ جدید افواج میں کس قسم کے ہتھیار اور اسلحہ استعمال کئے جاتے ہیں؟

آیئے دیکھتے ہیں کہ وجے نگر سلطنت کے دور میں فوج کا کیا حال تھا؟

وجے نگر سلطنت کے حکمرانوں نے اپنی فوج کو طاقتور بنانے کے لئے کافی رقومات خرچ کیں۔انہوں نے ایران اور عربستان سے گھوڑے درآمد کئے جنہیں بحری جہازوں میں لاد کر وجئے نگر کی مغربی ساحل پر واقع بندرگاہوں کو لایا جاتا تھا۔ ان حکمرانوں میں ایک عظیم حکمران دیورائے دوم نے اپنی فوج میں مسلم جنگجوؤں کو بھرتی کرنا شروع کیا تاکہ وہ اسکے فوجیوں کی نئے انداز کی جنگی تربیت کریں اور فوج میں خدمات انجام دیں۔اس نے صدر مقام میں مساجد کی تعمیر کی اجازت دی جہاں مسلم فوجی عبادت کرتے اور وہیں قیام کرتے تھے۔اسی زمانے میں بندوق اور توپ کے استعمال کی شروعات ہوئی تھی۔ وجے نگر کے حکمرانوں نے اپنی فوج میں بندوقوں اور توپوں کو متعارف کرایا۔آتشی اسلحہ اور مظبوط رسالے (گھڑ سوار فوجی دستے) کی وجہ سے انکی فوج ہندوستان کی ایک طاقتور فوج بن گئی۔

☆ اس زمانے میں فوجیوں کی تیز رفتار نقل وحرکت کیلئے گھوڑے اہم ترین ذریعہ تھے۔آپ کے خیال میں انکی جگہ موجودہ دور میں کن چیزوں نے لے لی ہے؟

☆ ہاتھی نقل وحرکت کے لئے سست رفتار ہیں مگر حملہ کرنے میں شدید ہوتے ہیں۔آپ کے خیال میں انکی جگہ اب کن چیزوں کا استعمال کیا جاتا ہے؟

فوجی دستوں کے سالار۔امرانایا کا(Amara nayakas)

درحقیقت سلطنت کا سارا نظم ونسق اور کنٹرول فوج کے سالاروں کے ہاتھوں میں تھا۔آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ سالار کون تھے اور یہ کیا کرتے تھے۔پرتگالی سیاح ڈومنگو پیز کی درج ذیل تحریر کا مطالعہ کیجئے۔اس نے کرشنا دیورائے کے دور میں وجے نگر کا دورہ کیا تھا۔وہ لکھتا ہے کہ ''بادشاہ کے پاس لاکھوں کی تعداد میں فوجی ہیں جن میں 35,000 گھڑ سوار ہیں جو کسی بھی مقام کو روانگی کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔جسکی وجہ سے دوسرے علاقوں کے حکمران اس سے خائف رہتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

ان فوجی دستوں کے سالار سلطنت کے امراء ہوتے ہیں۔ جنگی نگرانی میں شہروں، اور گاؤں کا انتظام بھی ہوتا ہے۔ یہ سالار مختلف درجوں کے مالک ہوتے ہیں۔ مثلاً بعض کو لاکھوں سونے کے سکے ٹیکس کے طور پر وصول کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور بعض سو۔ دو سو۔ تین سو۔ پانچ سو سونے کے سکے وصول کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ ٹیکس کی وصولی کے اعتبار سے بادشاہ یہ طے کرتا ہے کہ کس سالار کو کتنے فوجیوں کو اپنی کمان میں رکھنا ہے۔ ان لوگوں کے کمان میں پیادہ۔ گھڑسوار۔ ہاتھی وغیرہ سب ہی شامل ہیں۔ یہ دستے ہمیشہ فرائض کی ادائی کے لئے مستعد رہتے ہیں۔ یہ ہر وقت ہر جگہ روانہ ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اپنی کمان میں موجود دستوں کے انتظام کے علاوہ سالاروں کو شاہی خزانے میں سالانہ اپنا مختص حصہ ادا کرنا پڑتا ہے۔"

مندرجہ بالا پیراگراف کو غور سے پڑھئے اور ذیل کے سوالات کے جوابات دیجئے۔

☆ لوگ کرشنا دیورائے سے کیوں خوف زدہ رہا کرتے تھے؟

☆ وجے نگر سلطنت میں شہروں اور گاؤں کا کنٹرول درحقیقت کس کے ہاتھوں میں تھا؟

☆ کیا فوج کے تمام سالاروں کی آمدنی یکساں تھی؟

☆ ان گاؤں اور شہروں کے عطائے کے بدلے فوجی سالار بادشاہوں کے لئے کیا کرتے تھے؟

☆ کیا بادشاہ صرف سالاروں کی فراہم کردہ فوج پر انحصار کرتا تھا؟

شکل 13-2 ہزاررامامندر میں موجود پتھر کا بنا ہوا رتھ

اوپر جن فوجی سالاروں کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ صرف سالار ہی نہیں بلکہ اپنے ماتحت علاقوں کے سربراہ (Nayaka) بھی ہوتے تھے۔

ان کو ہی امرا نایا کا کہا جاتا تھا کیوں کہ انہیں ان کے ماتحت علاقے (امرم) میں ٹیکس وصول کرنے کا اختیار دیا جاتا تھا۔ انکو عطا کئے گئے شہروں اور گاؤں میں ٹیکس وصول کر کے ان علاقوں میں انتظامی کاموں کو انجام دینے کی ذمہ داری ان Amaranayakas کی تھی۔ ان کا فرض تھا کہ وہ متعینہ مقدار میں فوج کو رکھیں۔ انہیں اپنے علاقوں میں انتظامی، مالی اور عدالتی اختیارات حاصل ہوتے تھے۔ یہ نظام سلاطین دہلی کے انتظامی نظام سے ملتا جلتا ہے۔ جس میں امراء (Amirs) کو اپنے ماتحت علاقے (ایقطا) میں ٹیکس وصول کرنے کا اختیار دیا جاتا تھا۔

اکثر امرا نایا کا تلگو بولنے والے علاقوں کے سردار ہوتے تھے۔ یہ لوگ اپنے گاؤں سے یا اپنے رشتے داروں میں سے فوجیوں کا تقرر کرتے اور انکی تربیت کرتے تھے۔ اس لئے یہ فوجی دستے بادشاہ سے زیادہ ان سرداروں (Nayakas) کے وفادار ہوتے تھے۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

کئی ایک طاقتور نایا کاؤں نے مثلاً سلوا نرسمہا اور نرسا نایا کا نے وسیع علاقوں پر اپنا تسلط قائم کیا اور کئی بار وجے نگر کے حکمرانوں کے لئے چیلنج بن کر کھڑے ہوئے۔ان میں بعضوں نے اتنی طاقت حاصل کر لی کہ بادشاہ کی وفات پر اقتدار پر قبضہ جمایا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

آیئے تقابل کریں :

آپ نے چولا راجاؤں کے بارے میں پڑھا کہ وہ گاؤں کا انتظام کونسل یا سبھا کے ذریعے کس طرح کرتے تھے۔اور ان کی مدد سے بادشاہ کسطرح ٹیکس وصول کرتے تھے۔لیکن وجے نگر سلطنت میں آپ نے دیکھا کہ کسطرح فوج اور سالاروں کی طاقت میں اضافہ ہوا۔اور شہروں اور گاؤں کے نظم ونسق پر نایا کاؤں کا تسلط کیسے قائم ہوا۔

☆ آپ کے خیال میں اس کا کیا اثر گاؤں کے باشندوں پر پڑا؟ کمرہ جماعت میں بحث کیجئے۔

☆ آپ نے گذشتہ ایک سبق میں پڑھا کہ موجودہ دور میں ہمارے ملک میں گاؤں اور شہروں کا نظم ونسق کیسے چلایا جاتا ہے۔ کیا آپ وجے نگر کے نظام سے اس کا تقابل کر سکتے ہیں؟ ان میں اختلافات کی نشاندہی کیجئے۔

کرشنا دیورائے۔ایک عظیم حکمران :

کرشنا دیورائے نے 1509ء سے 1529ء تک حکومت کی۔ وہ ایک عظیم سپہ سالار تھا جس نے بہمنی سلاطین اور اڑیسہ کے گجا پتی کے خلاف وجے نگر کی فوجوں کی کامیاب قیادت کی۔اس نے آندھرا، کرناٹک اور ٹامل خطوں کے باغی سرداروں کی سرکوبی کی۔جسکی وجہ سے اسے دریائے کرشنا کے جنوب میں واقع وسیع وعریض خطے میں مکمل تسلط حاصل ہوا خصوصاً مشرقی ساحل کی بندرگاہیں اسکے قبضے میں آگئیں۔

اسی زمانے میں پرتگالیوں نے مغربی ساحل پر واقع چند بندرگاہوں مثلاً گوا وغیرہ میں اپنے اقتدار میں اضافہ کیا۔کرشنا دیوارائے نے ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کئے تا کہ ان سے گھوڑے اور اسلحہ حاصل کیا جا سکے۔ اس نے جنگوں کے دوران پرتگالیوں کو اپنی فوج میں شامل کیا۔

ہر سال وجے دشمی کے موقع پر بادشاہ بڑے پیمانے پر تقاریب منعقد کرتا تھا۔جس میں فوجی پریڈ کے ذریعے اپنی شان وشوکت کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔اس دن تمام امراء، سردار، امرنایا کا، وغیرہ بادشاہ کو تحائف اور نذرانے پیش کیا کرتے تھے۔

کرشنا دیورائے نے اپنی سلطنت کی مندروں پر خصوصی توجہ کی۔اور کئی مندروں کا دورہ کیا۔ مثلاً تروپتی، سری سیلم، آہوبیلم وغیرہ۔ اس نے کئی مندروں کے لئے بڑے بڑے عطائے جاری کئے۔

شکل 13-3 ہزارارامامندر میں سنگتراشی کے نمونے۔کیا آپ اس شکل کی بنیاد پر ایک کہانی لکھ سکتے ہیں؟

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

اضافہ ہوا۔ان کے مخالف بہمنی حکمران انفرادی طور پر وجےنگر سلطنت کو شکست دینے کے موقف میں نہیں تھے اس لئے ان پانچوں سلطنتوں نے آپس میں اتحاد کر لیا اور وجے نگر حکمران رامارایا کو راکاسی تنگڈی کی لڑائی میں شکست دی۔ یہ لڑائی تالی کوٹہ کی لڑائی کے نام سے بھی جانی جاتی ہے۔اس لڑائی میں وجےنگر کو تباہ و تاراج کیا گیا۔رامارایا کے جانشینوں نے اپنا صدر مقام تروپتی کے قریب چندرگری منتقل کر لیا مگر ماضی کی شان وشوکت دوبارہ حاصل نہ کر سکے۔وجےنگر سلطنت کا ایک حصہ بہمنی سلاطین کے قبضے میں چلا گیا تھا۔مگر کئی سرداروں اور نایاکاؤں نے مختلف علاقوں میں اپنی خودمختاری کا اعلان کیا۔

گولکنڈہ کے سلاطین قطب شاہی (1512 - 1687)

قلی قطب شاہ	(1512 - 1543)
جمشید قلی	(1543 - 1550)
ابراہیم قلی قطب شاہ	(1550 - 1580)
محمد قلی قطب شاہ	(1580 - 1612)
محمد قطب شاہ	(1612 - 1626)
عبداللہ قطب شاہ	(1626 - 1672)
ابوالحسن تاناشاہ	(1672 - 1687)

پچھلے باب میں آپ نے تلنگانہ کی کاکتیہ سلطنت کے متعلق پڑھا ہوگا۔کاکتیہ سلطنت کے زوال پزیر ہونے کے بعد بعض ماتحت نائیکوں نے اپنی خودمختاری کا اعلان کیا۔ان خودمختار سلطنتوں میں راچاکونڈہ اور دیورکنڈہ کی سلطنتیں ویلما (velama) نہایت طاقتور تھی۔انہوں نے وجےنگر، بہمنی سلطنتوں کے بادشاہوں کو چیلنج کیا۔قلی قطب شاہ بہمنی کا گورنر علاقہ تلنگانہ میں فائز تھا۔اس نے اپنی آزادی کا 1512ء میں اعلان کیا۔اور اس طرح قطب شاہی سلطنت کا آغاز ہوا۔قلی قطب شاہ نے قلعہ ورنگل، کونڈاپلی، ایلورا اور راجمندری قلعے فتح کر کے ان کو اپنے قبضے میں لے لیا۔تلنگانہ گولکنڈہ سلطنت کا اہم حصہ ہے۔اس کے جانشینوں نے 1687ء تک کامیابی کے ساتھ حکومت کی۔

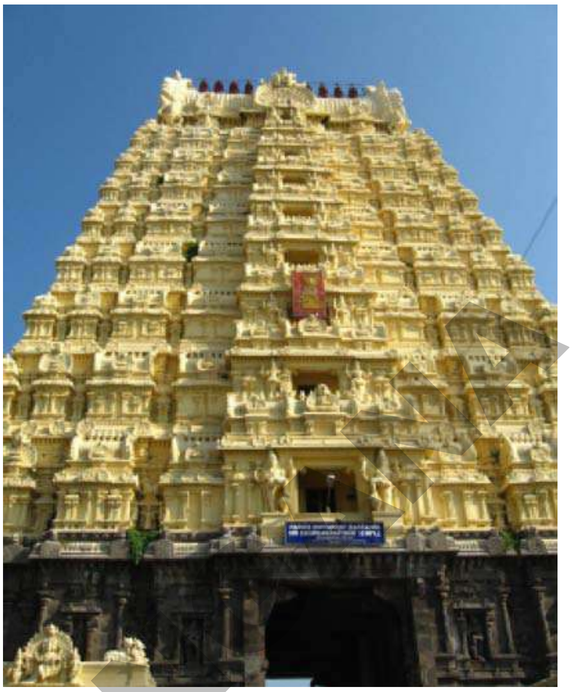

شکل 13-4 کانچی پورم میں واقع ایکامریشور مندر کا گوپورم

کرشنا دیوارائے کے کتبوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے جنگوں کے ذریعے جو دولت حاصل کی تھی اس کا بڑا حصہ جنوبی ہندوستان کی مندروں کے لئے وقف کر دیا۔اسکے اعزاز میں کئی مندروں میں ''رایا گوپورم'' کے نام سے بلند صدر دروازے تعمیر کئے گئے۔وہ اپنی ان ہی اچھی صفات کی بنا پر جنوبی ہندوستان کے لوگوں میں یاد کیا جاتا رہے گا۔اس نے وجےنگر شہر میں بھی چند خوبصورت منادر تعمیر کروائے۔

کرشنا دیوارائے تلگو زبان کی کافی سرپرستی کی۔اس نے خود ''انڈال''، نامی ایک ٹامل بھگتی شاعرہ کے بارے میں ایک منظوم کتاب لکھی جو اموکتا مالیادا (Amuktamalyada) کے نام سے مشہور ہے۔اس کے دربار کے آٹھ شاعر ''اشٹ دگجا'' کے نام سے مشہور تھے۔جن کے نام درج ذیل ہیں۔الاسانی پدانا۔ مکو تمانا۔ دھورجاتی۔ رامارا جا بھوشانا۔ تنالی راما کرشنا۔ پنگالی سورنا۔ ایالا راجو راما بھدر روڈو اور مادیا گاری ملانا۔

وجےنگر سلطنت کے حکمرانوں کی طاقت میں کرشنا دیوارائے اور اسکے جانشینوں اچیوتا دیوارائے اور آلیا رامارائے کے دور میں کافی

SCERT TELANGANA

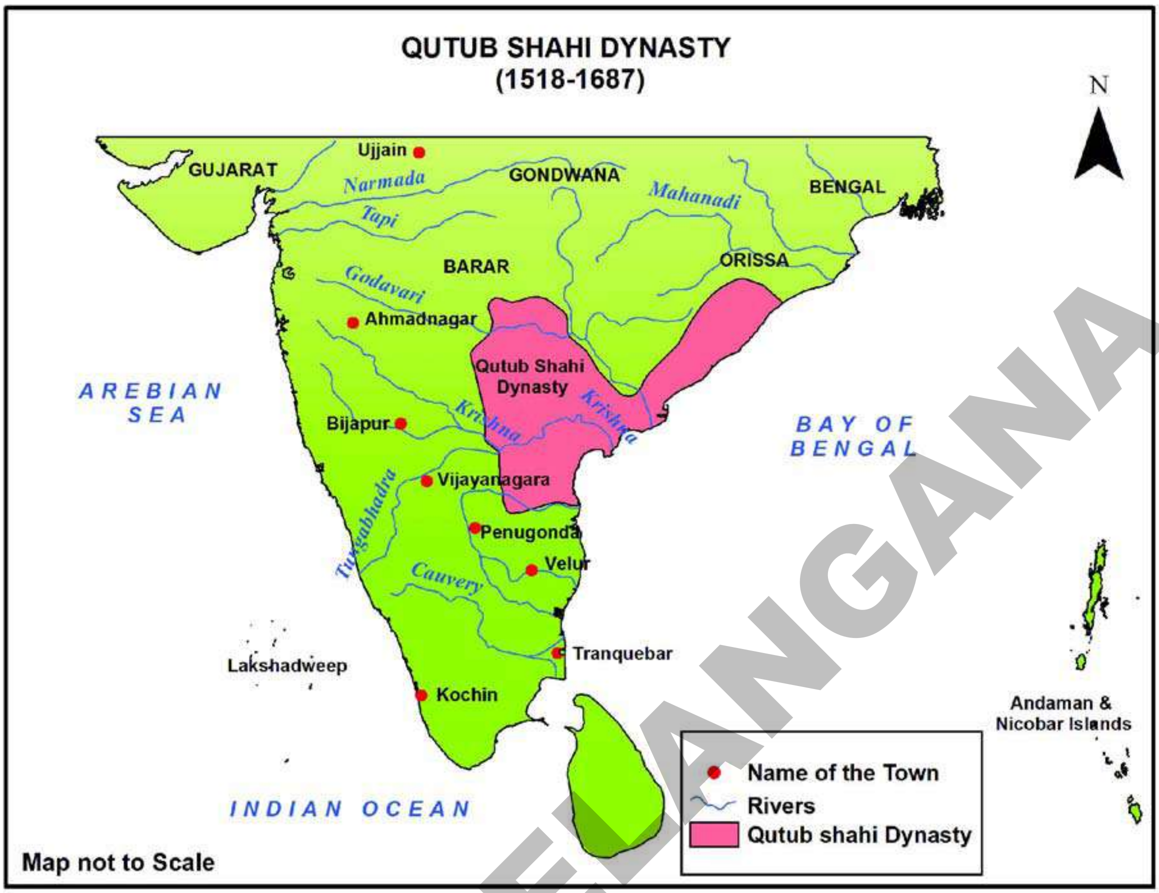

سلطان ابراہیم قلی قطب شاہ (1550-80) نے تلگو زبان وادب کی سرپرستی کی۔ برہمنوں اور مندوروں کی مدد کی۔ بڑے پیمانہ پر کاکتیاؤں کی طرح آب پاشی نظام قائم کیا۔ ابراہیم قلی قطب شاہ کے ممتاز تلگو شعراء سنگانا چاریڈو،اڈنکی گنگا دھروڈو، کندا کورو رودرا کوی اور پوتا گنٹی ہیں۔ تیلگا ناریا نے ابراہیم قطب شاہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے Malkibharama کے اعزاز سے نوازا۔ اس نے کاکتیہ راجہ پرتاب رودرا کی فوج کے ملازمین کو جنہیں نائیکا کہا جاتا تھا کو اپنی فوج میں ملازمتیں عطا کی۔ اوراہم عہدوں پر مامور کیا۔

قطب شاہی سلاطین نے علاقائی حالات سے بہت جلد واقفیت حاصل کی۔ کاکتیہ حکمرانوں کے آبپاشی نظام کو سارے تلنگانہ علاقہ تک وسعت دی۔ چوں کہ وہ گولکنڈہ میں رہتے تھے ابراہیم قطب شاہ کے دور میں 1562 میں حسین ساگر جھیل کی تعمیر کروائی۔ اس جھیل کو صوفی حضرت حسین شاہ ولیؒ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جنہوں نے اس جھیل کا نقشہ تیار کرنے میں مدد کی تھی۔ اس جھیل کو مصنوعی جھیل کے طور پر ترقی دی گئی جسمیں ہمیشہ پانی رہتا ہے۔ اس کا پانی موسیٰ ندی سے جاملتا ہے۔ حسین ساگر شہر حیدرآباد کے لیے پینے کا پانی کا اہم ذریعہ ہے۔ ابراہیم قطب شاہ نے ابراہیم پٹنم میں ایک تالاب تعمیر کروایا۔ موسیٰ ندی پر پرانا پل کی تعمیر عمل میں لائی۔

ابراہیم کے فرزند محمد قلی ایک عظیم نظریہ ساز اور شہر حیدرآباد میں عمارتوں کی تعمیر و منصوبہ کا کفیل مانا جاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

میر مومن استر آبادی، محمد قلی کے دور میں شہر حیدر آباد کا آرکیٹکچر تھا اور بہ حیثیت وزیر اعظم چار مینار کی تعمیر، منصوبہ بندی اور نئے شہر حیدر آباد کو بسانے میں ایک اہم رول ادا کیا۔ محمد قلی قطب شاہ نے مکہ مسجد اور جامع مسجد تعمیر کروایا۔ مکہ مسجد، مکہ کی عظیم الشان مسجد، مسجد الحرام کے نمونہ پر تعمیر کی گئی۔

شکل3.5: چار مینار

مکہ مسجد کی درمیان کمان کی تعمیر میں جو اینٹیں استعمال کی گئی ہیں اس کی مٹی شہر مکہ سے لائی گئی تھی۔ اس لیے اس مسجد کو مکہ مسجد کے نام سے موسوم کیا گیا۔ مکہ مسجد کے ایک کمرہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک رکھے گئے ہیں۔ قلی قطب شاہ نے چار مینار تعمیر کروایا جو کہ حیدر آباد کی ممتاز علامت سمجھی جاتی ہے۔ قلی قطب شاہ اردو اور فارسی کا شاعر تھا۔ دکنی اردو کا ادبی مقام قلی قطب شاہ کی سرپرستی کی وجہ سے حاصل ہوا۔

حیات بخشی بیگم، محمد قلی قطب شاہ کی صاحبزادی تھی۔ انہوں نے شہر حیدر آباد کے قریب حیات نگر میں مسجد حیات بخشی تعمیر کروائی۔ وہ ماں صاحبہ کے نام سے بھی جانی جاتی تھی۔ مانصاب ٹینک دراصل ماں صاحبہ ٹینک کی مسخ شدہ شکل ہے۔

عبداللہ قطب شاہ شاعری اور موسیقی کو پسند کرتا تھا۔ اس نے کشتر یہ (Kshetrayya) مشہور پدم (padam) مصنف کو دربار میں بلا کر عزت دی۔ حسن تانا شاہ قطب شاہی سلطنت کا آخری اور مشہور فرماں روا تھا اس نے کنچر لا گوپنا (رام داس) کو بطور تحصیلدار (صدر محکمہ تحصیل) کے طور پر پالونچہ علاقہ میں تقرر کیا۔ رام داس نے بھدرا چلم میں مندر کی تعمیر کی اور رام سیتا، لکشمن کی مورتی کے زیورات کے لیے عوامی خزانہ کی رقومات استعمال کیا۔ تانا شاہ نے رام داس کو اس عمل کی پاداش میں جیل میں ڈال دیا۔ جب بادشاہ کو حقیقت کا پتہ چلا تو اس نے رام داس کو آزاد کیا۔

قطب شاہی دور میں گولکنڈہ سلطنت ہیروں کے لیے دنیا بھر میں مشہور تھی۔ اس دور میں مچھلی پٹنم ایک اہم بندرگاہ تھی۔ جہاں سے خلیجی ممالک، جنوب مشرقی ایشیاء چین، ایران، عرب اور یوروپی ممالک سے تجارت کی جاتی تھی۔ ساحل سے گولکنڈہ کے لیے کئی تجارتی قافلے مختلف ممالک سے تجارتی اشیاء سونا اور چاندی لے کر آتے تھے۔

حیدر آباد کے قلعہ گولکنڈہ کے متصل قطب شاہی سلاطین کے سات گنبد (ہفت گنبدان قطب شاہی) میں موجود ہیں۔ یہ گنبد ہند ایرانی مشترکہ طرز تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ مغل شہنشاہ شاہ جہاں گنبدان قطب شاہی کے طرز تعمیر سے متاثر ہو کر سفید سنگ مرمر کو استعمال کرتے ہوئے تاج محل کو تعمیر کروایا۔ گنبدان قطب شاہی میں سنگ تراشی کے اعلیٰ نمونہ موجود ہیں۔ ان گنبدوں کے اطراف باغ لگائے گئے ہیں۔

ابراہیم قطب شاہ کے دور سے ہی مغلوں نے اس دولت مند سلطنت پر حملے شروع کئے۔ آخر کار اورنگ زیب کے دور میں مغلوں کو کامیابی حاصل ہوئی جب اس نے 1687ء میں گولکنڈہ پر حملہ کیا اور فتح حاصل کی۔

مغلوں نے سلاطین قطب شاہی کی پالیسی سے انحراف کرتے ہوئے مقامی لوگوں کو عہدوں اور منصوبوں سے ہٹایا اور ان کی جگہ دوسرے علاقے کے لوگوں کو تعینات

SCERT TELANGANA

کیا گیا۔ اس علاقہ سے مغلوں نے کثیر مقدار میں محصول وصول کیا۔ محصول کی وصولی کے لیے کنٹراکٹ طریقہ کو رائج کیا۔ اس طریقہ کے تحت حکومت محصول کی وصولی کے لیے ٹھیکہ داروں کی بڑی بڑی بولیاں لگتی تھی۔ اس کا فائدہ جاگیرداروں کو حاصل ہوا۔ جنہوں نے غریب عوام سے بڑی بڑی رقمیں حاصل کی۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام میں ناراضگی پھیلی قحط، ہجرت ' آبادی میں کمی جیسے حالات پیدا ہوئے

☆ قطب شاہی سلطنت کے نقشہ میں گولکنڈہ، مچھلی پٹنم، بھدراچلم کی نشاندہی کیجیے۔

☆ قطب شاہی دور میں معیشت کو فروغ حاصل تھا۔ مغلیہ سلطنت کے ابتدائی دور میں یہ کیوں کر زوال پذیر ہوئی۔

☆ سلطنت گولکنڈہ کی مشہور سونے کی کان اور تجارتی مراکز کی نشاندہی کیجیے۔

کلیدی الفاظ

1. امرانایاکا
2. امیر (اپنے ماتحت علاقہ کا ٹیکس اصول کرنے کا ذمہ دار)
3. ایقطا (ماتحت علاقہ)
4. ماہر آثار قدیمہ
5. رایا گوپورم

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. آپ کے خیال میں وجے نگر کے حکمرانوں نے رہنے کے لئے ورنگل کی طرح قلعہ کے بیچوں بیچ محلات تعمیر کرنے کے بجائے ایک مخصوص حصے میں رہنا کیوں پسند کیا؟
2. امرانایاکا کیوں طاقتور تھے؟
3. امرانایاکاؤں اور کاکتیا دور کے سرداروں کے درمیان تقابل کیجئے۔ کیا ان میں فرق ہے یا مشابہت؟ کیسے؟ بیان کیجئے۔
4. وجے نگر سلطنت کی فوج مغربی ساحل سے آنے والی درآمدات پر کیوں انحصار کرتی تھی؟
5. کرشنا دیوارائے نے مختلف دشمنوں سے جنگیں کیں تاکہ اپنی سلطنت کو متحد اور منظّم رکھ سکے۔ ان تمام کی ایک فہرست بنائیے۔
6. وجے نگر کے حکمرانوں نے تلگو ادب کی کیا خدمات انجام دیں؟
7. ہندوستان کے نقشے میں ذیل کی نشاندہی کیجیے۔

1) ہمپی 2) بیجاپور 3) گولکنڈہ 4) کنچی 5) دریائے تنگھبدرا 6) ترو پتی

8. تلگو ادب کو فروغ دینے والی سلطنتوں کے متعلق مباحثہ کیجیے۔
9. کس طرح گولکنڈہ کے قطب شاہی حکمرانوں نے فن تعمیر کی سر پرستی کی؟ بیان کرو۔

SCERT TELANGANA

باب 14

مغلیہ سلطنت

1526ء میں بابر نے ہندوستان پر حملہ کیا جو مغل خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ مغلوں کے زیر حکومت متحدہ ہندوستان میں ایک نئے عہد کا آغاز ہوا۔مغلوں نے ہندوستان میں ایک عظیم الشان سلطنت 1550ء اور1700ء کے درمیان قائم کی اور اسے دہلی کے قرب و جوار سے سارے برصغیر تک وسعت دے دی۔ان کی انتظامی صلاحیتیں، انداز حکومت اور فن تعمیر ان کے زوال کے بعد بھی بعد کے حکمرانوں کو متاثر کرتے رہے۔آج بھی ہندوستان کے وزیر اعظم یوم آزادی کے موقع پر لال قلعہ سے قوم کو خطاب کرتے ہیں۔ یہ قلعہ مغل شہنشاہوں کی رہائش گاہ تھا۔

ایک سکہ جس پر جہانگیر کی تصویر کندہ ہے

مغل کون تھے؟

مغل وسط ایشیائی ممالک مثلاً ازبکستان اور منگولیا کے حکمران خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ پہلے مغل شہنشاہ بابر(1526-1530) کو کسی دوسرے حکمران نے اسکی موروثی حکومت کو چھوڑنے پر مجبور کیا۔کئی سال کی صحرانوردی کے بعد1504ء میں بابر نے کابل کو دوبارہ فتح کیا۔ 1526ء میں اس نے دہلی کے سلطان ابراہیم لودھی کو شکست دی اور دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا۔

TELANGANA

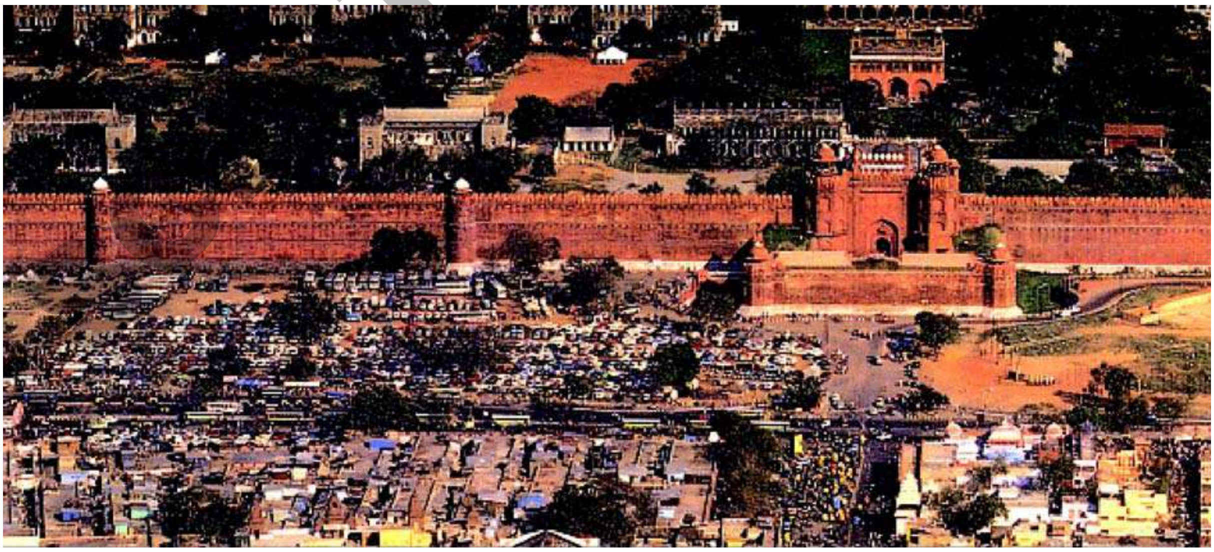

شکل 14-1 لال قلعہ

اہم مغل شہنشاہ بڑی مہمات اور واقعات

بابر

ہمایوں

بابر 1526-1530ء

1526ء میں بابر نے ابراہیم لودھی کو شکست دی اور دہلی اور آگرہ پر قبضہ کرلیا۔اس نے ہندوستان کے جنگی میدان میں بندوقوں اور توپوں کو متعارف کروایا

ہمایوں 1530-1556ء

شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دی اور اسے ایران فرار ہونے پر مجبور کیا۔ایران کے صفوی بادشاہ نے ہمایوں کی مدد کی۔1556ء میں ہمایوں نے دوبارہ دہلی پر قبضہ کیا۔لیکن ایک سال بعد ہی ایک حادثے میں ہمایوں کی وفات ہوگئی۔

اکبر

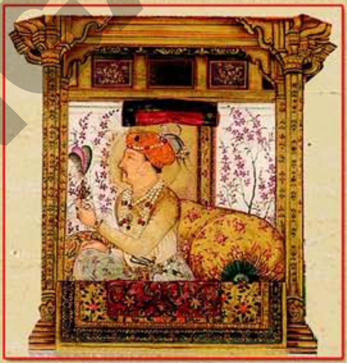

اکبر 1556-1605ء

تیرہ سال کی عمر میں اکبر ہندوستان کا شہنشاہ بنا۔اس نے بہت جلد بنگال، وسط ایشیاء، راجستھان اور گجرات کو فتح کیا۔اس کے بعد اس نے افغانستان، کشمیر اور دکن کے کچھ حصوں پر فتح حاصل کی۔نقشے -1 میں اس کی سلطنت کا مشاہدہ کیجئے۔

جہانگیر۔ 1605-1627ء

اکبر کی شروع کردہ فوجی مہمات جاری رہیں۔ کوئی عظیم الشان فتح وظفریابی حاصل نہیں ہوئی۔

شاہ جہاں 1627-1658ء

دکن میں مغلوں کی مہمات جاری رہیں۔اسے درباری امراء اور سرداروں کی بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا۔1657-1658ء میں شاہ جہاں کے بیٹوں میں جانشینی کے مسئلہ پر تنازعہ پیدا ہوا۔جس میں اورنگ زیب کو کامیابی ملی۔اور اِن کے تین بھائیوں کو راستے سے ہٹایا گیا۔اور شاہ جہاں کو تاحیات آگرہ میں نظر بندی کی زندگی گذارنی پڑی۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ 1658-1707ء

اِنھوں نے آسام کو فتح کیا، سلطنت کے ہر گوشے سے بغاوت کا سامنا کرنا پڑا۔مثلاً افغانستان، آسام، راجستھان، پنجاب، دکن وغیرہ۔گرو تیغ بہادر، گووند سنگھ، شیواجی اور اورنگ زیب کے بیٹے اکبر نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔شیواجی نے مراٹھا سلطنت کے قیام میں کامیابی حاصل کی۔اورنگ زیب نے 1685ء میں بیجاپور اور 1687ء میں گولکنڈہ کو فتح کیا۔ان کی وفات کے بعد انکے بیٹوں میں جانشینی کا جھگڑا شروع ہوا۔

SCERT TELANGANA

مغلوں کے دوسرے فرمانرواؤں کے ساتھ تعلقات :

ہندوستان میں مغلوں کی آمد کے وقت مختلف علاقے مختلف راجاؤں اور حکمرانوں کے قبضے میں تھے۔مغلوں نے ان تمام علاقوں پر اپنا تسلط قائم کیا اور ہندوستان میں ایک مرکزی حکومت قائم کی۔البتہ انہوں نے مقامی حکمرانوں کو انکے متعلقہ علاقوں پر حکومت کرنے کا اختیار دیا۔اوران سے محصول وصول کیا۔لیکن یہ حکمران آپس میں جنگیں نہیں کر سکتے تھے اور انہیں شہنشاہ کی مدد کے لئے اپنی فوج ہمہ وقت تیار رکھنا پڑتا تھا۔

مغلوں کے اقتدار کو مسترد کرنے والے راجاؤں کے خلاف نے انکے مسلسل مہمات جاری رکھیں۔اور آخر کار مغلوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھ کر بہت سے حکمران اپنی رضامندی سے مغلوں کی اطاعت اختیار کی۔اسکی بہترین مثال راجپوت ہیں۔

کئی راجپوتوں نے اپنی لڑکیوں کا بیاہ مغل خاندان کے افراد سے کیا اور دربار میں اعلیٰ مرتبے حاصل کئے۔لیکن بعض راجپوتوں نے مزاحمت جاری رکھی۔چتوڑ کے ششودیا راجپوتوں نے کافی لمبے عرصے تک مغلوں کی برتری کو مسترد کرتے رہے۔آخر کار شکست کھا گئے۔مغلوں نے ان کے علاقے انہیں بطور جاگیر کے واپس کردیئے۔

مغلوں نے اپنے مخالفین کو شکست دی لیکن انہیں حکمرانی سے بے دخل کرنے کے بجائے اپنا مطیع بنا کر انھیں مرتبے عطا کئے۔مغلوں کی اس متوازن پالیسی سے ان کے مخالف راجاؤں پر بھی کافی مثبت اثر پڑا۔مغلوں نے مقامی حکمرانوں سے دوستی کے طور پر ان کی لڑکیوں سے شادیاں کیں۔جہانگیر کی ماں، امبر (موجودہ جےپور) کے راجپوت راجا کی بیٹی تھی۔شاہ جہاں کی ماں جودھ پور کے راجہ کی بیٹی تھی۔

منصب دار اور جاگیردار :

مغلیہ سلطنت کافی وسیع وعریض ہونے کی وجہ سے انتظام سلطنت کی خاطر مختلف علاقوں کے افراد کا تقرر کیا گیا۔

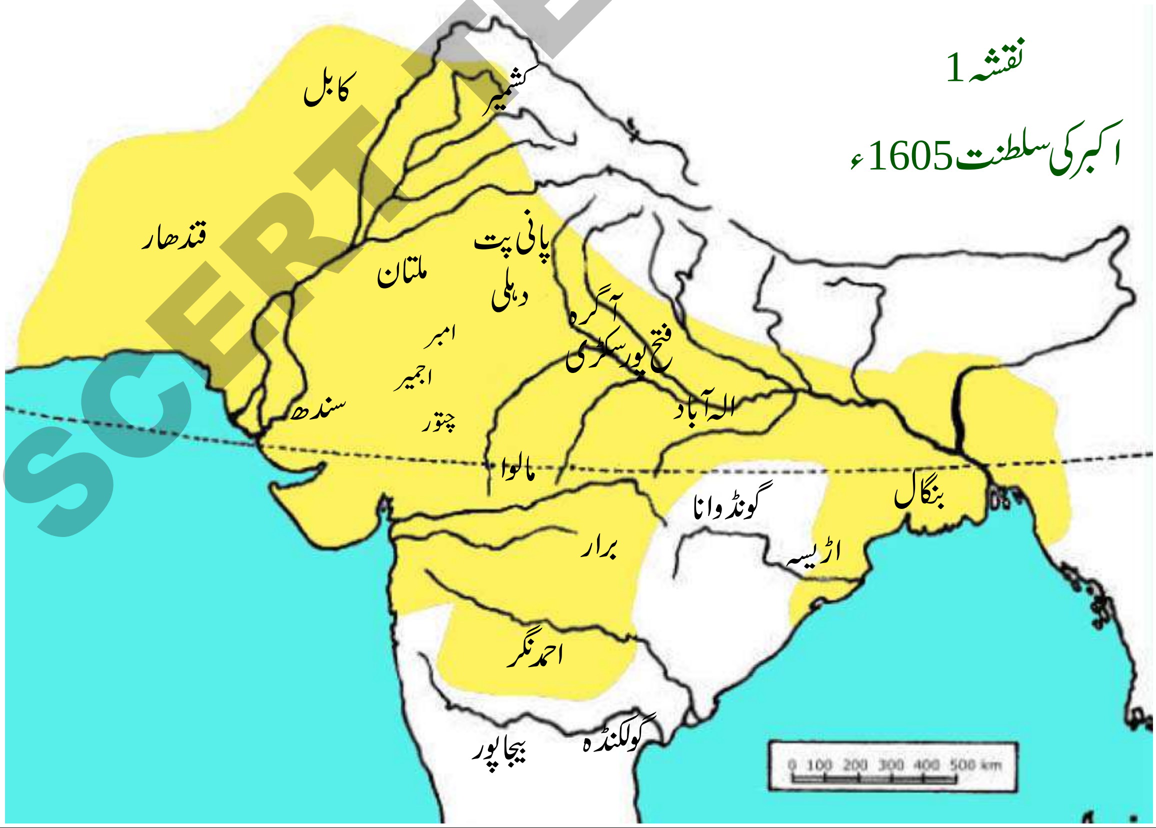

SCERT TELANGANA

شکل 2-14 ایک منصب دار اپنے گھڑسواروں کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے

ترک امراء کے علاوہ مغلوں نے ایرانی، افغانی، ہندوستانی مسلمان امراء، راجپوت اور مراٹھا سرداروں کا تقرر کیا۔ان کا تقرر منصب دار کی حیثیت سے کیا جاتا تھا۔ یہ لوگ راست طور پر شہنشاہ کے ماتحت ہوتے تھے۔اور شہنشاہ انہیں کوئی بھی ذمہ داری تفویض کرسکتا تھا۔ مثلاً شاہی محل کی حفاظت کا انتظام، کسی صوبے کا نظم ونسق، کسی نئی سلطنت کو فتح کرنے کی مہم، باغیوں کی سرکوبی کی مہم وغیرہ۔

مغلوں نے ایسے سیاسی انتظام کو ترقی دی جس میں منصب دار آزدانہ طور پر کام کرنے کے بجائے شہنشاہ کی مرضی کے تابع ہوتا تھا۔آپ کو یاد ہوگا کہ وجئے نگر سلطنت میں نایا کا (Nayakas) اثر و رسوخ حاصل کرتے ہوئے اتنے طاقتور ہوجاتے تھے کہ وہ اپنی خودمختاری کا اعلان کر بیٹھتے تھے۔مغل شہنشاہوں نے اس سے بچنے کے لئے منصب داروں کو دو یا تین سال میں ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلے کا نظام اپنایا۔اس طرح کوئی منصب دار کسی ایک مقام پر مستقل سکونت اختیار کر کے اس علاقے میں اپنے اثر واقتدار کو نہیں بڑھا سکتا تھا۔

منصب دار کی ذمہ داری تھی کہ وہ متعینہ مقدار میں سواروں کا دستہ اپنے پاس رکھے۔ منصب دار اپنے سواروں کا معائنہ کراتا، ان کا اندراج کرواتا اور گھوڑوں کی متعینہ تعداد کو مہر لگواکر سواروں کے لئے تنخواہ کی رقم حاصل کرتا تھا۔

منصب دار کا بیٹا خود بخود منصب دار نہیں بن جاتا تھا کیونکہ یہ عہدہ موروثی نہیں تھا۔ یہ شہنشاہ کا اختیار تھا کہ وہ کسی منصبدار کے لڑکے کو منصب داری دے یا نہ دے۔ درحقیقت منصب دار کے انتقال پر اسکی تمام جائیداد شہنشاہ کے حکم سے ضبط کرلی جاتی تھی۔

منصب دار اپنی تنخواہیں جاگیروں کی آمدنی سے حاصل کرتے تھے جو انکو شہنشاہ کی جانب سے عطا کی جاتی تھیں، جیسے وجئے نگر سلطنت کے نایکار کرتے تھے۔ لیکن منصب دار، نایا کاؤں کی طرح اپنی جاگیروں میں قیام نہیں کرتے تھے۔ وہ صرف اس جاگیر سے محصول وصول کر کے شہنشاہ کو روانہ کرنے کے مجاز تھے۔محصول بھی منصبداروں کے ماتحت ملازمین وصول کرتے تھے۔اور منصبدار شاہی احکام کے مطابق ملک کے کسی

SCERT TELANGANA

بھی حصے میں اپنے فرائض ادا کرتے تھے۔ جاگیروں کا نظم ونسق حکومت کے عہدیدار چلاتے تھے جو شہنشاہ کے ماتحت ہوتے تھے۔ یہ عہدیدار اس بات کی نگرانی بھی کرتے تھے کہ کسانوں سے مقررہ حد سے زیادہ ٹیکس وصول نہ کیا جائے۔ ہر دو یا تین سال میں جاگیروں کو بھی ایک فرد سے دوسرے فرد کو منتقل کیا جاتا تھا۔

اکبر کے دور حکومت میں جاگیروں کا تعین بھی اس طرح کیا جاتا تھا کہ وہ منصب داروں کی تنخواہوں سے متوازن ہوجائیں۔ اورنگ زیب کے دور میں منصب داروں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا جس کے نتیجے میں انہیں جاگیر کے حصول کی خاطر طویل انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اسطرح جاگیروں کی قلت واقع ہوگئی۔ اور جب جاگیر عطا کی جاتی تو جاگیردار موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ٹیکس وصول کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اورنگ زیب کو اپنے عمر کے آخری دور میں ان تبدیلیوں میں اصلاح کرنے کا موقع نہ مل سکا جس کے نتیجے میں کسانوں کو بہت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔

ضبط اور زمیندار:

مغلیہ حکمرانوں کی آمدنی کا اہم ترین ذریعہ زرعی پیداوار پر عائد کردہ محصول تھا۔ اکبر کے وزیر مال راجہ ٹوڈر مل نے 1570-1580ء یعنی دس سالہ عرصے کے دوران کاشتکاری کے قابل زلقنات، پیداوار، قیمتوں وغیرہ کا تفصیلی جائزہ لیا۔ جسکی بنیاد پر ہر فصل پر نقد ٹیکس مقرر کیا جاتا تھا۔ ہر صوبہ مالیاتی حلقوں میں منقسم تھا۔ جہاں کا اپنا ٹیکس وصول کرنے کا متعینہ نظام مقرر کیا گیا۔ اس مالیاتی نظام کو 'ضبط' کا عنوان دیا گیا تھا۔ یہ نظام ان علاقوں میں رائج تھا جہاں مغلیہ حکومت کے عہدیدار اراضی کا معائنہ کرتے اور ٹیکس مقرر کرتے تھے۔ یہ گجرات اور بنگال جیسے صوبوں میں قابل عمل نہیں تھا۔

شکل 16-3 شاہ جہاں کے دور کی ایک تصویر

1. ایک عہدیدار نذرانہ قبول کرتے ہوئے۔

2. کسان سے مالگزاری وصول کرتے ہوئے ایک عہدیدار

اکثر علاقوں میں کسان دیہی عہدیدار گاؤں کے مکھیا وغیرہ کو ٹیکس ادا کرتے تھے۔ مغلوں نے تمام درمیانی افراد کے لئے "زمیندار" کی اصطلاح استعمال کی۔ چاہے وہ گاؤں کے مکھیا ہوں یا کوئی طاقتور سردار ہوں۔ ان زمینداروں کا تقرر مغل شہنشاہ نہیں کرتے تھے۔ بلکہ یہ موروثی ہوتے تھے۔ کسی زمیندار کی وفات پر اسکا بیٹا زمیندار بن جاتا تھا۔ ان کے پاس مسلح افراد ہوتے تھے۔ یہ زمیندار ٹیکس وصول کرنے کے بدلے جاگیرداروں سے اپنا حصہ لیتے تھے اور دوسری طرف کسانوں سے بھی اپنا حصہ لیتے تھے۔ بسا اوقات یہ لوگ مقامی لوگوں کے نمائندے کی طرح مغلیہ حکومت کے عہدیداروں سے گفت وشنید بھی کرتے تھے۔

بعض علاقوں میں زمینداروں نے کافی طاقت حاصل کرلی۔ مغل عہدیداروں کے استحصال کے خلاف انہوں نے کسانوں کے ساتھ مل کر بغاوتیں بھی کیں۔ یہ بغاوتیں سترھویں صدی عیسوی سے مغلیہ سلطنت کے استحکام کا گچھیا خطرہ بن گئیں۔

☆ منصب دار اور زمین دار میں کیا فرق ہے؟

☆ شہنشاہ کے راست ماتحتی میں کون ہوتے تھے؟

☆ نایاکا اور منصب دار کے درمیان تقابل کیجئے۔

SCERT TELANGANA

اکبر کی پالیسیوں کا ایک قریبی جائزہ :

اکبر کے نظم ونسق کے اہم خصوصیات کو اسکے دوست اور درباری ابوالفضل نے اپنی کتاب ''اکبر نامہ'' میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

1570ء کے دوران جب اکبر آگرہ کے قریب فتح پور سیکری میں مقیم تھا اس وقت سے ہی اس نے مختلف مذاہب کے ماننے والوں سے مذہب کے بارے میں بحث و مباحثہ شروع کیا۔ ان میں مسلم، برہمن، یہودی، عیسائی، اور زرتشت مذہب کے علماء شامل تھے۔ اکبر کو مختلف مذاہب اور لوگوں کے سماجی رسم و رواج سے کافی دلچسپی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ مختلف عقیدوں کے لوگ آپس میں مل جل کر رہیں۔ اسکی یہ فکر ''صلح کل'' یا آفاقی امن کی فکر تھی۔ رواداری کے اسکے نظریہ کی بناء پر اسکی سلطنت میں مختلف عقیدوں کے ماننے والے لوگوں میں امتیاز اور خلیج کم ہوگئی۔ اس نے ایک اخلاقی نظریے کو پروان چڑھایا جس میں اخلاق، ایمانداری، انصاف۔امن کو اہمیت حاصل تھی۔ اور یہ سب کے لئے قابل قبول تھا۔ صلح کل کے نظریے کے تحت حکومت چلانے میں اکبر کی ابوالفضل نے کافی مدد کی۔ اس نظریے کے تحت شہنشاہ پر لازم تھا کہ وہ بلا کسی امتیاز مذہب، ذات، رنگ و نسل کے سارے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرے۔ ان اصولوں پر اکبر کے بعد جہانگیر اور شاہ جہاں نے عمل کیا۔ لیکن اورنگ زیب نے اس پالیسی کو ترک کر دیا اور صرف ایک طبقے سنی مسلمانوں کی حمایت کی، دیگر مذاہب کے لوگ اورنگ زیب کی اس پالیسی سے ناراض ہوگئے۔

صلح کل

اکبر کے فرزند جہانگیر نے اپنے والد کی صلح کل کی پالیسی کی وضاحت ان الفاظ میں کی

''خدا کے فضل و کرم سے اس عظیم سلطنت میں سب لوگوں اور طبقات کے لئے جگہ ہے...... اس سلطنت کی سرحدیں سمندروں کے سوا کچھ نہیں، تمام مذاہب اور عقیدوں کے ماننے والوں کے لئے جگہ ہے۔ یہاں مذہبی عدم رواداری کے لئے راہیں بند کردی گئی ہیں۔ سنی اور شیعہ ایک مسجد میں، اور عیسائی اور یہودی ایک ہی چرچ میں عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اس طرح اس نے ثابت قدمی کے ساتھ آفاقی امن (صلح کل) کے اصول پر عمل کیا۔

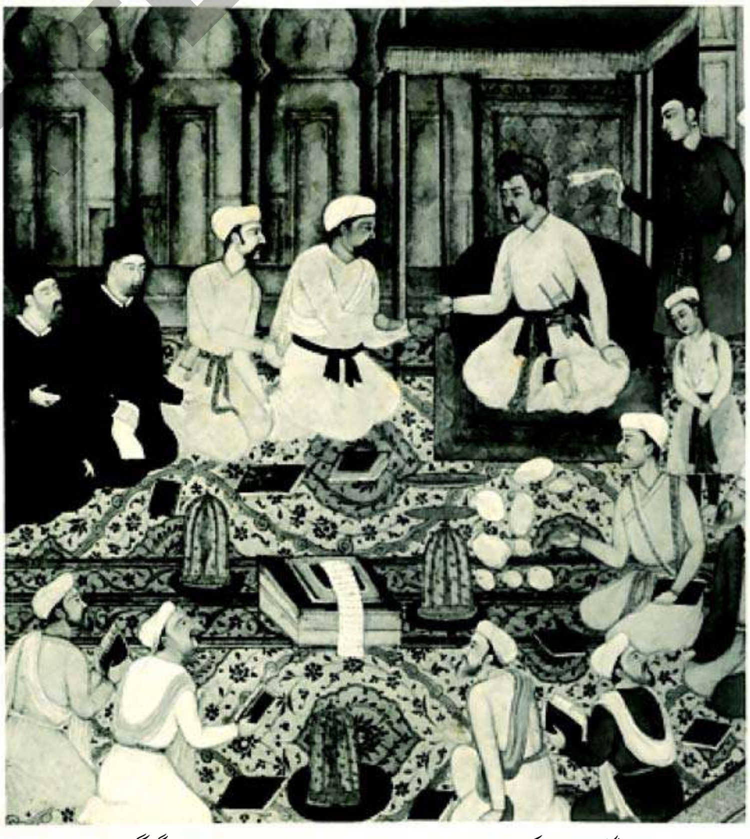

شکل 4-16 اکبر مختلف مذاہب کے علماء کے ساتھ عبادت خانے میں محو گفتگو

SCERT TELANGANA

17ویں صدی عیسوی کے بعد مغلیہ سلطنت :

مغلوں کی انتظامی اور فوجی صلاحیتوں کی بنا پر سلطنت میں معاشی اور تجارتی ترقی ہوئی۔ بین الاقوامی سیاح اس سلطنت کو دولت سے مالا مال قرار دیتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ وہ ملک میں پھیلی غربت و افلاس کا تذکرہ افسوس کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ عدم مساوات بہت زیادہ تھی۔

شاہجہاں کے دور کے 20ویں سال کے چند دستاویزات ہمیں بتلاتے ہیں کہ سلطنت میں منصب داروں کی کل تعداد 8,000 تھی جن میں سے اعلیٰ رتبے کے حامل منصبدار صرف 445 تھے جنکا فیصد 5.6 تھا لیکن ان کی اور انکے دستوں کی تنخواہوں کے لئے آمدنی کا 61.5% خرچ کیا جاتا تھا۔

سردار سروائی پاپنا

سردار سروائی پاپنا ضلع ورنگل کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے تلنگانہ میں مغل حکمرانی کے خلاف لڑائی کی۔ مغل حکمران اورنگ زیب کے زمانے سے سردار سروائی پاپنا کا تعلق رہا ہے۔ انہوں نے کئی کمزور اور پچھڑے پسماندہ طبقات' غریب افراد کی زندگیوں کو سہارا دیا۔

مغلیہ سلطنت میں شامل تلنگانہ کے علاقہ پر پاپنا نے 1687ء تا 1724ء میں قبضہ حاصل کیا۔ کیلاش پور ضلع ورنگل میں قلعہ تعمیر کیا جسے ضلع ورنگل کا مستقر سمجھا جاتا تھا۔

ان ہی سالوں میں مغلوں کے جبر و استبداد' ظلم و ستم کو دیکھ کر انہوں نے اپنی چھوٹی فوج بنائی اور گوریلا حملوں کی انہیں تربیت دی۔

پاپنا کے 30 سالہ دور حکومت میں بھونگیر' کولانو پاکو (نلگنڈہ) ورنگل کے تاٹی کونڈہ' چیریال' کریم نگر کے حضور آباد' حسن آباد اس کی سلطنت میں شامل تھے۔ اپنی سلطنت کو توسیع دینے کے مقصد سے سروائی پیٹ میں قلعہ تعمیر کروایا۔ اس کے علاوہ اس نے تاٹی کونڈہ' ویمولا کونڈہ' شاہ پور میں قلعے تعمیر کروائے۔ اس نے اپنے دور حکومت میں تاٹی کونڈہ میں چیک ڈیم تعمیر کروائے جو کہ ترقی میں اسکی دلچسپی کا اظہار ہے۔

پاپنا نے صوبہ دار' زمینداروں کے خلاف گوریلا جنگ کی اور اپنی فوج کے لئے رقم حاصل کی۔ اورنگ زیب پاپنا کی شہرت سن کر رستم دل خاں کو پاپنا کی سرکوبی کا حکم دیا۔ رستم خاں نے قاسم خاں کو پاپنا کی سرکوبی اور اس کے بعد شاہ پور قلعہ پر حملہ کیلئے روانہ کیا۔ پاپنا نے قاسم خاں کو شکست دی اور قتل کر دیا۔ رستم خاں نے فوج کی کمان سنبھال لی پاپنا اور رستم دل خاں کے درمیان تقریباً 3 مہینے تک جنگ جاری رہی۔ آخر کار رستم دل خان جنگ سے فرار ہو گیا۔ اور پاپنا کو اپنے عزیز دوست سروانا کو اس جنگ میں کھونا پڑا۔

1707ء میں اورنگ زیب کی وفات کے بعد دکن کے صوبہ دار کم بخش خان کے ہاتھوں دکن کا اقتدار کمزور پڑ گیا۔ کمزور نظم و نسق کو دیکھ کر پاپنا نے ورنگل کا قلعہ پر یکم اپریل 1708ء میں حملہ کر دیا۔ اس کے علاوہ پاپنا نے قلعہ گولکنڈہ کو بھی فتح کر لیا۔

مغل شہنشاہ اور اسکے منصب دار آمدنی کا بڑا حصہ تنخواہوں اور اشیاء کی خرید پر خرچ کرتے تھے۔ کسانوں اور دستکاروں کے پاس سرمایہ کاری کے لئے کچھ بچتا ہی نہیں تھا۔ غریب لوگ مزید آمدنی کی خاطر آلات واوزار میں سرمایہ کاری کرنے کے موقف میں نہیں تھے بلکہ وہ صرف اپنی روزمرہ روزی کے حصول میں سرگرداں تھے۔ اس دور میں وہ کسان، دستکار، تاجر اور ساہوکار خوشحال تھے جنکے پاس دولت تھی۔

17 ویں صدی کے آخر تک مغل امراء اپنی بے شمار دولت کی وجہ سے کافی باا ثر ہوگئے۔ یہاں تک کہ مغل شہنشاہ کے اختیارات کو زوال ہونے لگا۔ ان امراء کی وجہ سے سلطنت میں اقتدار کے کئی مرکز بن گئے۔ مثلاً حیدرآباد اور اودھ کے صوبوں میں امراء کا اقتدار بڑھ گیا۔ حالانکہ وہ مغل شہنشاہ کے مطیع وفرمابردار رہے لیکن 18 ویں صدی میں انہوں نے اپنی آزادانہ سیاسی شناخت بنالی۔ اور اپنی خودمختاری کا اعلان کیا۔

حیدرآباد کے آصف جاہی حکمران
(1724 - 1948)

آصف جاہی دور	(Asif Jahi's - Timeline)
نظام الملک۔ نظام اول	(1724 - 1748)
ناصر جنگ	(1748 - 1751)
مظفر جنگ	(1751 - 1751)
صلابت جنگ۔	(1751 - 1762)
نظام علی خاں۔ نظام دوم	(1762 - 1803)
سکندر جاہ۔ نظام سوم	(1803 - 1829)
ناصر الدولہ۔ نظام چہارم	(1829 - 1857)
افضل الدولہ۔ نظام پنجم	(1857 - 1869)
محبوب علی خاں۔ نظام ششم	(1869 - 1911)
میر عثمان علی خان۔ نظام ہفتم	(1911 - 1948)

مغلیہ سلطنت کے 1720ء میں کمزور پڑنے کے بعد مغل گورنروں نے اپنی آزادی کا اعلان کیا۔ آزادی کا اعلان کرنیوالے صوبہ داروں میں دکن کے صوبہ دار حسین قلی خان بھی تھے جو نظام الملک کے نام سے جانے جاتے تھے۔ نظام الملک نے 1724ء میں آصف جاہی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ نظام الملک نے 24 سال (1724-1748) تک حکومت کی۔ آصف جاہی سلطنت کے دس بادشاہ گزرے ہیں۔ ان میں سے سات باشاہوں نے مغلوں سے "نظام" کا خطاب حاصل کیا جنہوں نے 1724 تا 1948ء کے دوران حکومت کی۔ نظام حکومت کے بادشاہوں نے مراٹھوں اور میسور کے حکمرانوں سے کئی لڑائیاں لڑی تا کہ ریاست حیدرآباد کو ایک آزاد ریاست بنایا جاسکے اسی وجہ سے انگریزوں کی مدد لینے پر مجبور ہوئے۔ اور اپنی آزادانہ حیثیت کھودی۔

سالار جنگ

انہوں نے انگریز افسروں کے زیر اثر نوآبادیاتی جدید کاری کی کوشش کی انگریزوں کو حیدرآبادی تہذیب وتمدن پسند تھا۔ انیسویں صدی کے اواخر میں حیدرآباد کی ترقی عروج پر تھی۔ سالار جنگ نظام کی حکومت میں 1853ء تا 1883ء کے دوران وزیر اعظم تھے۔ انہوں نے نوآبادیاتی ترقیاتی اسکیم کو اپنایا۔ (آپ آئندہ سبق میں مزید معلومات حاصل کریں گے) جناب میر محبوب علی خان نظام ششم کے دور میں کئی اصلاحات نافذ کی گئی۔ آصفیہ لائبریری وکٹوریہ میموریل یتیم خانہ، محبوبیہ گرلز اسکول کی بنیاد ڈالی۔ موسیٰ ندی کی طغیانی 1908ء کے موقع پر انہوں نے بذات خود راحت کاری کے کاموں کی

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

نگرانی کی اور خدا سے دعا کی ۔نظام ہفتم نے آزادانہ انتظامی اصلاحات کی تحریکوں کے باوجود جاگیردارانہ نظام کا تحفظ کیا۔(مزید معلومات آپ جماعت ہشتم میں حاصل کریں گے)

کلیدی الفاظ

1) منصبدار، 2) جاگیردار، 3) زمیندار 4) ضبط، 5) امراء 6) صلح کل

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1۔ منصب دار اور اسکی جاگیر میں کیا تعلق ہوتا تھا؟

2۔ مغلیہ انتظام سلطنت میں زمیندار کا کیا کردار ہوتا تھا؟

3۔ اکبر کے انداز حکومت پر مختلف مذاہب وعقائد کے علماء سے مباحث کا کیا اثر پڑا؟

4۔ آپ کے خیال میں مغلوں نے شکست خوردہ مقامی حکمرانوں کو ان کے علاقوں میں حکومت جاری رکھنے کی اجازت کیوں دی؟

5۔ مغلوں کیلئے انکی وسیع وعریض سلطنت پر اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے صلح کل کی پالیسی کیوں اہم تھی؟

6۔ صفحہ نمبر 130 کے پہلے پیراگراف ''ضبط اور زمیندار'' کا مطالعہ کیجیے اور اس پر تبصرہ کیجیے۔

7۔ مُغل شہنشاہوں کی تفصیلات جمع کیجیے اور جدول میں اندراج کیجیے

سلسلہ نشان	شہنشاہ کا نام	دور حکومت	اہم خصوصیات

SCERT TELANGANA

باب

15

ہندوستان میں برطانوی اقتدار کا قیام

اورنگ زیب مغلیہ حکمرانوں میں آخری طاقتور حکمران تھا۔اس نے ہندوستان کے ایک وسیع حصہ پر اپنا اقتدار قائم کیا۔1707ء میں اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت کے کئی صوبے دار اور بڑے بڑے زمینداروں نے علاقائی سلطنتوں کو قائم کرنا شروع کیا۔ نتیجے کے طور پر کئی ایک علاقائی سلطنتوں کا قیام عمل میں آیا۔اور ملک کے پائے تخت دہلی کا اثر ورسوخ گھٹتا گیا۔

اٹھارویں صدی عیسوی کے دوسرے نصف حصے تک برطانیہ کا ایک سیاسی طاقت کی شکل میں ظہور ہوا۔کیا آپ جانتے ہیں کہ در حقیقت برطانوی باشندے چھوٹے تاجروں کی طرح ہمارے وطن میں داخل ہوئے پھر وہ کس طرح سے ایک وسیع سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔

مشرق میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد:

ایسٹ انڈیا کمپنی نے 1600ء میں مشرقی ممالک سے تجارت کرنے کا اختیار برطانوی حکمران ملکہ الزبتھ اول کے شاہی فرمان (Royal Charter) کے ذریعے حاصل کیا۔اس فرمان کی رو سے برطانیہ کی کوئی دوسری تجارتی کمپنی ایسٹ انڈیا کمپنی سے مسابقت نہیں کرسکتی اور کمپنی کو سمندر پار کے نئے زمینی مقبوضات (نوآبادیوں) میں اشیاء کو کم داموں پر خرید کر یورپ میں زیادہ قیمتوں میں فروخت کرنے کا حق حاصل ہوگیا۔

تجارتی لین دین (Mercantilism)

تجارتی ادارہ سے مراد خاص طور پر اشیاء کی خرید و فروخت سے نفع اٹھانے والا ادارہ ہے جو کم قیمتوں پر اشیاء خرید کر زیادہ داموں پر فروخت کرتا ہے۔اس زمانے میں تجارتی ادارے آپسی مسابقتوں کو ترک کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے تھے۔لیکن ملکہ کا شاہی فرمان یورپ کی دوسری طاقتوں کو مشرقی ممالک کی تجارت میں مداخلت سے روکنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔جب تک پہلے برطانوی بحری جہاز آفریقہ کے مغربی ساحل سے ہوتے ہوئے راس امید کو عبور کرکے بحر ہند میں داخل ہوئے

شکل۔15.1۔لندن میں ایسٹ انڈیا کمپنی کا صدر دفتر

TELANGANA

شکل 15.2
واسکوڈی گاما

پرتگالیوں نے ہندوستان کے مغربی ساحل پر واقع گوا کے مقام پر اپنی تجارتی منڈی قائم کرلی تھی۔

1498ء میں پرتگالی ملاح واسکوڈی گاما نے ہندوستان کا بحری راستہ دریافت کیا۔سترھویں صدی کے ابتداء میں ہی ڈچ (ہالینڈ کے باشندے) بھی بحر ہند کے علاقوں میں تجارت کرنے کے مواقع تلاش کررہے تھے۔اور پھر جلد ہی فرانسیسی تاجر بھی اس دوڑ میں شریک ہوگئے۔

مسئلہ یہ تھا کہ تمام کمپنیوں کو ایک ہی قسم کے اشیاء خریدنے میں دلچسپی تھی۔ ہندوستان میں پیدا ہونے والی بہترین کپاس اور ریشم کی یورپ میں بہت مانگ تھی۔کاغذ،لونگ،کالی مرچ،ادرک اوردارچینی جیسے مصالحوں کی بھی بہت مانگ تھی۔یوروپی کمپنیوں کے درمیان مقابلے کی وجہ سے ان اشیاء کی قیمتوں میں غیرمحسوس طریقے سے اضافہ ہوگیا۔اس مسابقتی تجارت کے تحفظ کے لئے کمپنیوں کو فوج اورقلعوں کی ضرورت پڑنے لگی۔ قلعے تعمیر کرنے کی کوشش،اور تجارت کو نفع بخش طریقے پرفروغ دینے کی خواہش میں مقامی حکمرانوں سے جھگڑے شروع ہوئے۔

مسلح سوداگر:

ہندوستان میں تجارت کرنے کے لئے یوروپی سوداگروں نے اپنی ذاتی کمپنیاں قائم کیں۔ برطانوی تاجروں نے انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی، فرانسیسی تاجروں نے فرنچ ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی۔ہندوستانی تجارت پر قبضہ جمانے کے لئے یہ دوکمپنیاں کئی سال تک ایک دوسرے سے نبرد آزما رہیں۔ ہرایک دوسرے کو ہندوستان سے باہر کرنے کی کوشش میں لگا رہا۔انہوں نے اپنی مدد کے لئے اپنے مما لک یعنی برطانیہ اورفرانس سے فوجی امداد طلب کی۔ان ملکوں کی حکومتوں نے بھی ان کی ہمت افزائی کی اور انکی مدد کی۔ان کمپنیوں نے ہندوستان میں زمینات حاصل کرتے ہوئے اپنے ذاتی قلعے تعمیر کروائے تاکہ ایک دوسرے سے جنگیں لڑسکیں۔

تجارتی منافع سے حاصل کردہ دولت برطانوی صنعتوں کوترقی دینے اورساری دنیا میں انکے اقتدار کوقائم کرنے کے لئے معاون ثابت ہوئی۔اس زمانے میں برطانیہ کے ساتھ ساتھ دیگر یورپی مما لک مثلاً اسپین، پرتگال،فرانس، ہالینڈ، جرمنی وغیرہ نے شمالی وجنوبی امریکہ،افریقہ اورایشیاء میں اپنی اپنی نوآبادیات قائم کیں۔ ان نوآبادیات نے

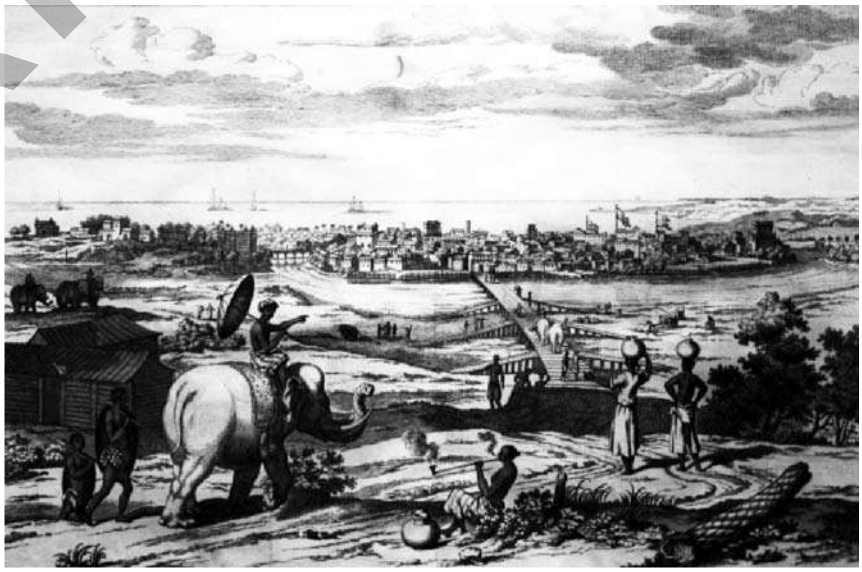

شکل۔15.3۔1676ء مچھلی پٹنم کی تصویر

SCERT TELANGANA

یورپی ممالک کو اقتدار سے نوازا اور بے شمار دولت سے مالا مال کیا۔

مغل حکمرانوں اور کئی مقامی راجاؤں و نوابوں کو اس بات کا احساس ہونے لگا کہ اپنی سلطنتوں میں بیرونی تاجروں کو تجارت کے ساتھ فوج رکھنے، قلعوں کی تعمیر کرنے، جنگیں کرنے اور فوج کے بل بوتے پر معاشی طاقت کو فروغ دینے کی اجازت دینا کافی خطرناک ہوسکتا ہے۔

مغل حکومت کے طاقتور رہنے تک یورپی کمپنیوں کو ہندوستان میں اپنا فوجی اقتدار قائم کرنا ممکن نہ ہوسکا۔ شہنشاہ شاہ جہاں اور اورنگ زیب نے اپنے دور اقتدار میں کئی دفعہ یورپی کمپنیوں سے جنگیں لڑکر انہیں شکست سے دوچار کیا۔ اورنگ زیب کی وفات کے تھوڑے عرصے بعد کئی صوبہ داروں نے اپنی آزادی کا اعلان کردیا اور خودمختار حکومتیں قائم کرلیں۔ اس طرح بنگال، اودھ (لکھنو) اور حیدرآباد کے علاقوں نے آزادی حاصل کی اور وہ مغل حکمرانوں کو برائے نام اپنا شہنشاہ تسلیم کرتے تھے۔

مغلیہ اقتدار کے بکھرتے ہی ان کمپنیوں کو اپنی طاقت بڑھانے کا موقع حاصل ہوگیا۔ کئی راجا اور نواب تجارت کی ترقی تو چاہتے تھے مگر کمپنیوں کی بڑھتی ہوئی فوجی طاقت ان کے لئے ناگوار تھی اس لئے انہوں نے کمپنیوں کی فوجی طاقت کو لگام دینے کی کوششیں بھی کیں۔ مثلاً

1764ء میں ارکاٹ (شمالی ٹاملناڈو) کے نواب انورالدین نے فرانسیسی کمپنی کے خلاف لڑنے کے لئے اپنی فوج روانہ کیا۔ لیکن فرانسیسیوں کی چھوٹی سی فوج نے ارکاٹ کے نواب کی بڑی فوج کو شکست دے کر سب کو حیرت زدہ کردیا۔ اس کامیابی کے بعد یورپی تاجروں کی ہمت اور بڑھ

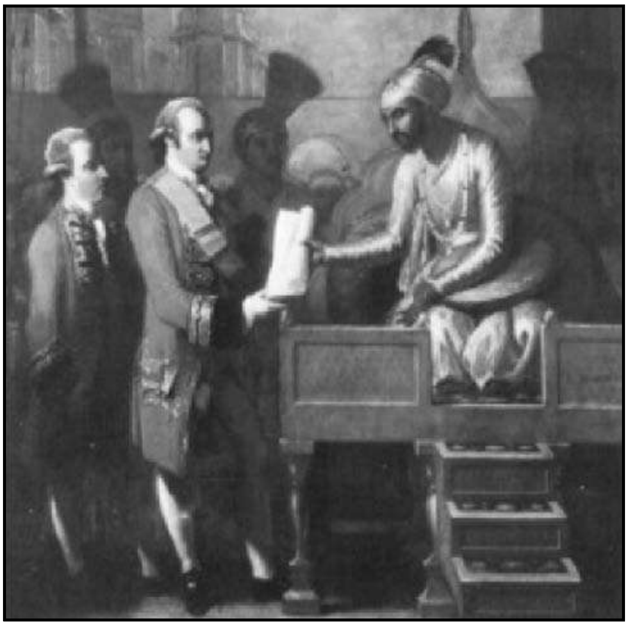

شکل۔15.4 مغل شہنشاہ شاہ عالم، رابرٹ کلائیو کو بنگال کے دیوانی کے اختیارات عطا کرتے ہوئے

گئی۔ وہ یہ خیال کرنے لگے کہ فوجی طاقت کے بل پر ہم ہندوستان میں جو چاہے کرسکتے ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ 1700ء میں یورپ کی افواج، ہندوستانی فوجوں سے کس طرح مختلف تھیں؟

یورپی افواج بہترین تربیت یافتہ تھیں، انکی تنخواہیں اچھی اور باقاعدگی سے ملتی تھیں۔ ان کے پاس جدید جنگی ہتھیار مثلاً توپیں اور بندوقیں تھیں۔ وہ روزآنہ جنگی مشقیں کیا کرتے تھے۔ اس طرح مسلسل تربیت سے یورپی فوج میں بھرتی کئے گئے ہندوستانی فوجی بھی جنگوں میں بہترین مہارت کا مظاہرہ کرنے لگے۔

ہندوستانی سلطنتوں میں یورپی اقوام کی بڑھتی ہوئی مداخلت :

یورپی کمپنیاں تجارت کے فروغ کے لئے اور مال کے حصول کے لئے فوج کو مہارت اور چالاکی سے استعمال کرنے لگے۔ کئی مواقع پر انہوں نے دیکھا کہ دو ہندوستانی حکمران کسی وجہ سے آپس میں لڑرہے ہیں تو وہ کسی ایک حکمران کی حمایت کرتے ہوئے جنگ میں شامل ہوجاتے تھے اور مخالف کو

SCERT TELANGANA

شکست دیدیتے تھے۔اوراپنے حمایتی کو فتح یاب کرواکر اپنی تجارت کے لئے کئی مراعات حاصل کرلیتے تھے۔اس کے علاوہ ہندوستانی حکمران خود ان کمپنیوں کی فوجی امداد کے بدلے میں کثیر رقومات اور تحائف ان کی نذر کرتے تھے۔ان رقومات اور تحائف سے کمپنیوں کو اپنی تجارت کو مزید مستحکم کرنے کا موقع ملا۔

مثال کے طور پر فرانسیسی گورنر ڈوپلے نے مظفر جنگ کو دکن کا نواب بنانے میں مدد کی۔ بدلے میں مظفر جنگ نے فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی کو پانڈیچری کے قریب کچھ علاقے اور مچھلی پٹنم کا شہر تحفتاً دیا۔اس کے علاوہ کمپنی کو پچاس ہزار روپے،فرانسیسی فوج کو پچاس ہزار روپے، ڈوپلے کو 20 لاکھ روپئے اور سالانہ ایک لاکھ روپے آمدنی والی جاگیر عطا کی۔

کمپنیوں نے مقامی حکمرانوں سے ان کی سلطنتوں میں چھوٹے چھوٹے زمینی علاقے تحفتاً لینے شروع کئے اور اس علاقے کے قصبوں اور دیہاتوں میں لگان وصول کرنے لگے۔اس مال کو وہ اپنی تجارت کی ترقی میں،فوجی طاقت کو بڑھانے میں اور فوج کی ضروریات کو پورا کرنے میں استعمال کرتے تھے۔

ہندوستان میں اقتدار حاصل کرنے کے لئے ہونے والی اس کشمکش میں آخرکار برطانوی کمپنی کو فرانسیسی کمپنی کے مقابلے کامیابی حاصل ہوئی۔

کمپنی کے اختیارات کا بے جا استعمال :

ہندوستانی حکمرانوں نے جلد ہی اس حقیقت کو جان لیا تھا کہ برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کو تحائف دیتے رہنا اور انکے فوجی اخراجات کو برداشت کرنا ان کیلئے انتہائی دشوار کام ہے۔کمپنی کے کئی دوسرے معاملات بھی ان حکمرانوں کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ بعض ہندوستانی حکمرانوں نے اپنی سلطنت میں خریدی گئی بہت ساری اشیاء پر کمپنی کو ٹیکس سے مستثنیٰ رکھا۔اس سہولت کا انہوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔مثلاً کمپنی کے ملازمین نے اپنی ذاتی تجارت شروع کی اور ٹیکس سے استثنیٰ حاصل کیا۔

اس طرح نہ صرف کمپنی کی دولت میں بے تحاشہ اضافہ ہوا بلکہ اسکے عہدیدار بھی کافی دولت مند ہوکر اپنے وطن واپس ہوئے۔کمپنی کی تجارت میں کئی ہندوستانی تاجروں، سیٹھوں اور ساہوکاروں نے بھی مدد کی۔اور اس کی آڑ میں خود بھی لوٹ مار کرنے لگے۔وہ اپنی اشیاء کو کمپنی کی اشیاء بتاتے اور ٹیکس سے بچ جاتے تھے۔

اس طرح کمپنی نے مقامی سلطنتوں کی دولت کو فریب کاری اور دھوکہ بازی سے خوب لوٹا۔کمپنی اپنی فوجی طاقت کے زعم میں من مانی کرنے لگی۔دستکاروں پر دباؤ ڈالا جاتا کہ وہ اپنا مال کم تر قیمت پر کمپنی کو فروخت کریں۔ اپنے ماتحت علاقوں کے کسانوں سے ظلم و جبر

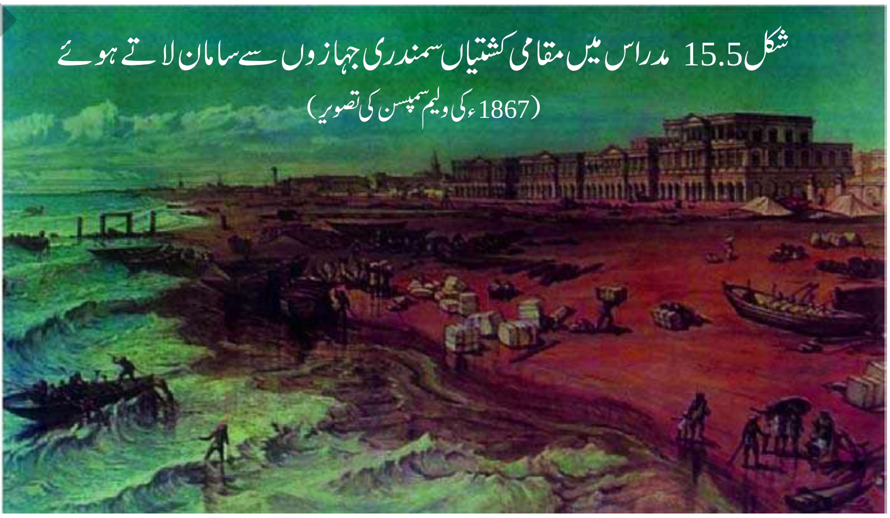
شکل 15.5 مدراس میں مقامی کشتیاں سمندری جہازوں سے سامان لاتے ہوئے
(1867ء کی ولیم سمپسن کی تصویر)

SCERT TELANGANA

کے ساتھ زیادہ لگان وصول کیا جاتا۔جب مقامی حکمران اپنے عوام کی حمایت میں کمپنی کی مخالفت کرتے تو انگریز ان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوجاتے تھے۔اور ضرورت پڑنے پر مقامی حکمرانوں کو معزول کر کے، چاپلوس اور خوشامد پرست لوگوں کو تخت پر بٹھا دیتے تھے۔جو کمپنی کی ترقی کے لئے کچھ بھی کرنے تیار ہوجاتے تھے۔

☆ تجارت کرنے والوں کو مال کی خریداری کے لئے رقم کی ضرورت ہوتی ہے۔ہندوستان میں برطانوی کمپنی کی تجارت کے لئے ذرائع آمدنی کیا تھے؟ کوئی تین ذرائع لکھئے۔

☆ انگریزوں سے ہندوستانی حکمرانوں نے کیا فوائد حاصل کئے؟

برطانوی حکومت کا قیام

انگریزوں کو بتدریج یہ خیال آیا کہ اگر وہ خود سارے ہندوستان کے حکمران بن جائیں تو سارے ملک کو آزادی کے ساتھ اپنے مفاد اور تجارت کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔اس لئے انہوں نے مقامی راجاؤں اور نوابوں کو یکے بعد دیگرے معزول کرتے ہوئے اپنی حکومت قائم کرنی شروع کی۔

1757ء میں پلاسی کے مقام پر انگریزوں نے بنگال کے نواب سراج الدولہ کو شکست دے کر بنگال میں اپنی حکومت قائم کی۔ ہندوستان کی تاریخ میں ''جنگ پلاسی'' ایک اہم واقعہ ہے۔اس کے بعد ہی انگریزوں نے کئی چھوٹی بڑی ریاستوں پر قبضہ کرنا شروع کردیا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے 1765ء سے 1768ء کے درمیان حیدرآباد کے نظام کو اس بات پر مجبور کیا کہ آندھراپردیش کے ساحلی اضلاع (کرشنا، مشرقی و مغربی گوداوری، سریکا کولم، وجیانگرم، پرکاشم، وشاکھا پٹنم اور گنٹور) کو ان کے حوالے کیا جائے۔ان اضلاع کو کمپنی نے صوبۂ مدراس کے ''شمالی سرکار'' قرار دیا۔اس کے بدلے میں نظام حیدرآباد سے وعدہ کیا گیا کہ انگریز فوج انکی مدد کے لئے ہمیشہ دستیاب رہے گی۔لیکن درحقیقت یہ فوج مدد کرنے کے بجائے نظام کو قابو میں رکھنے کے لئے استعمال کی گئی۔

برطانوی سازشوں کو محسوس کرنے والے بہت سے راجاؤں اور نوابوں نے انکے خلاف مزاحمت کی اور ان سے کئی جنگیں لڑیں۔ان میں میسور کے حکمراں حیدرعلی اور انکے فرزند ٹیپو سلطان، مراٹھا سردار مہادجی سندھیا، نانا فدنویس اور دوسرے شامل ہیں۔لیکن یہ سلطنتیں چھوٹی ہونے کی وجہ سے انگریزوں کے ہاتھوں شکست کھا گئیں۔

میدان جنگ میں انگریزوں کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کا کارنامہ جن گورنر جنرلوں نے انجام دیا ان میں رابرٹ کلائیو، وارن ہیسٹنگز، ویلزلی وغیرہ اہم ہیں۔آہستہ آہستہ ہندوستان کا بڑا حصہ انگریزوں کی عملداری میں شامل ہوگیا۔اور کئی علاقوں میں راجاؤں اور نوابوں کی حکومت جاری رہی لیکن وہ بھی انگریزوں کے زیر اثر ہی تھے۔کمپنی ریسیڈنٹ کے نام سے ایک انگریزی عہدیدار کو مقامی سلطنتوں میں تقرر کرتی اور وہاں کے حکمرانوں پر نظر رکھی جاتی تھی کہ کہیں وہ انگریزوں کے خلاف کوئی اقدامات تو نہیں کر رہے ہیں۔

☆ ایسٹ انڈیا کمپنی تجارت کرتے ہوئے ہندوستان پر حکومت کرنے کے بارے میں کیوں سوچنے لگی؟

SCERT TELANGANA

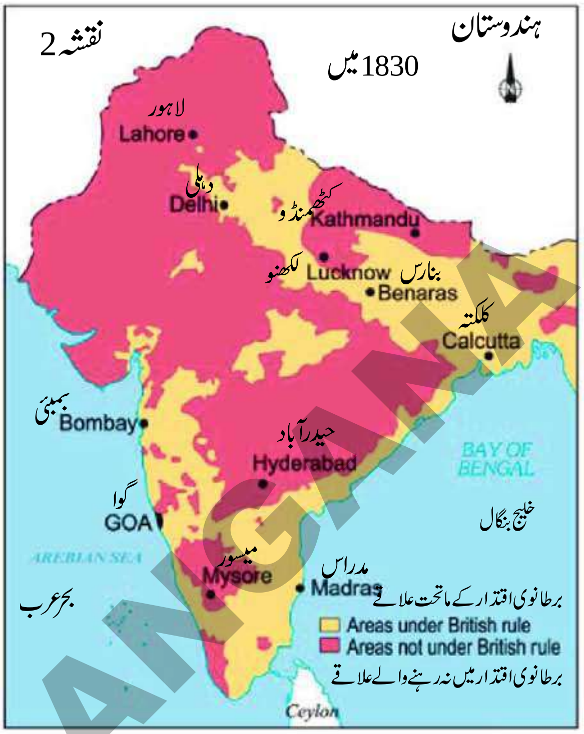

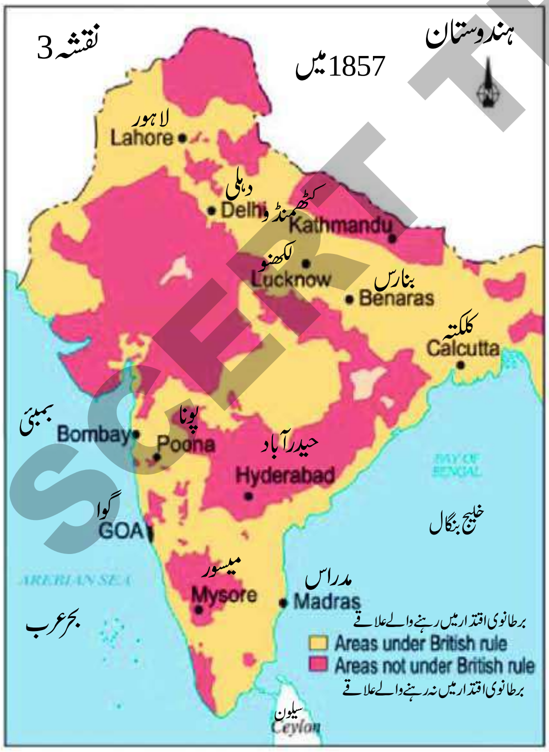

SCERT TELANGANA

ہندوستان میں برطانوی اقتدار کی وسعت بتلانے والے نقشے

☆ ان نقشوں کو موجودہ ہندوستان کے سیاسی نقشے کے ساتھ موازنہ کرکے دیکھئے۔

ہر نقشے میں انگریزوں کے زیر اقتدار نہ رہنے والے علاقوں کی نشاندہی کیجئے۔

☆ 1857ء تک انگریزوں کا اقتدار کہاں تک پھیلا؟ اسوقت تک ہندوستانی بادشاہوں کے زیر اقتدار رہنے والے علاقوں کی فہرست بنایئے۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

برطانوی حکومت کے خلاف غم وغصہ:

انگریزوں نے اقتدار قائم کرنے کے لئے کئی راجاؤں اورنوابوں سے جنگیں لڑیں۔آئندہ جماعتوں میں آپ ان کی حکومتی پالیسی اورنظم ونسق کے بارے میں مزید جانکاری حاصل کریں گے۔انہیں ہندوستانی عوام کی مخالفت کا مسلسل سامنا کرنا پڑا۔انگریز اپنے موافق حکمرانوں کی حمایت کرتے اور انکا تحفظ کرنے کے لئے آگے آتے تھے۔اوراپنے مخالفین کومختلف بہانوں سے معزول کرنے کی کوشش کرتے تھے۔اس لئے کئی شاہی خاندان انگریزوں کے مخالف ہوگئے۔کسان اور زمیندار بھی ان کے مخالف تھے کیونکہ انگریز ان پر من مانی ٹیکس عائد کرتے اورسختی کے ساتھ ٹیکس وصول کرتے تھے۔کسان مسلسل ڈر اور خوف کی زندگی بسر کررہے تھے کہ ٹیکس ادا نہ کرنے کی صورت میں انکی زمینات چھین لی جائیں گی۔

انگریزوں کے عائد کردہ نئے اصولوں اور قوانین کی وجہ سے قبائلی طبقے بھی بغاوت کرنے لگے ۔ کیونکہ جنگلات اور زمینات پر سے ان کے حقوق کوختم کردیا گیا۔آئندہ جماعتوں میں آپ اس تعلق سے مزید پڑھیں گے۔کئی ہندوؤں اور مسلمانوں کو یہ خوف لاحق تھا کہ انگریز ان مذاہب کو برباد کردیں گے اوران کوعیسائی مذہب میں شامل کرلیں گے۔

1857ء میں کئی ماہ تک لڑی گئی سخت جنگ میں انگریز شمالی ہندوستان میں اپنے تمام علاقے کھو بیٹھے۔اس بغاوت کو ہندوستانی سپاہیوں نے شروع کیا۔بعد میں کئی ایک شاہی خاندان بھی انکے ساتھ جنگ میں شامل ہوگئے۔کسان، پسماندہ طبقات، زمیندار، دستکار وغیرہ بھی اس بغاوت میں شامل تھے۔ شاہی خاندان کے افراد مثلاً مراٹھا پیشوا کا متبنیٰ ناناصاحب، اسکا سپہ سالار تانتیا ٹوپے، اودھ کی بیگم اور جھانسی کی رانی لکشمی بائی نے اس بغاوت میں حصہ لیا۔مسلمانوں اور ہندوؤں نے ملکر اپنے مشترکہ دشمن سے مقابلہ کیا۔

1857ء کی بغاوت

مقام: ملٹری کنٹونمنٹ میرٹھ میں برطانوی فوج کا کیمپ

تاریخ: اتوار 10رمئی 1857ء

وہ غروب آفتاب کا وقت تھا جب ہندوستانی سپاہی برطانوی فوجی عہدیداروں پر گولیاں برسارہے تھے۔ یہ وہ ہندوستانی فوجی تھے جنھوں نے ہندوستان میں انگریزوں کا اقتدار قائم کرنے میں مدد کی تھی۔اب وہ انگریزوں کے برتاؤ اور توہین آمیز سلوک سے حد درجہ عاجز آچکے تھے۔ان کو تنخواہیں وقت پر نہیں مل رہی تھیں۔اورانکی برطانوی سپاہیوں کے برابر عزت وتوقیر نہیں کی جارہی تھی۔ان سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ہندوستانی فوجیوں کو یہ شک تھا کہ ان کو دی جانے والی نئی بندوقوں کے کارتوسوں پر گائے اورسور کی چربی کی پرت چڑھائی گئی ہے۔تاکہ کارتوس کی خشکی باقی رہ سکے۔اس کارتوس کو منہ سے کتر کر سیل نکالنا پڑتا اور پھر اسے بندوق میں بھرنا پڑتا تھا۔یہ ہندوستانی سپاہیوں کے لئے مذہبی عقائد کی مخالفت کے مترادف تھا۔اس شک کی بنیاد پر مارچ 1857ء میں کولکتہ کے قریب بیرک پور میں بھی بغاوت کی گئی تھی۔لیکن میرٹھ میں ہونے والی بغاوت بہت وسیع پیمانے پر پھیلی۔اس روز سپاہیوں نے اپنے انگریز عہدیداروں پر گولیاں چلائیں اور پھر اسی رات باغی دستے دہلی کی جانب کوچ کرگئے۔

شکل۔15.6۔بندوق میں کارتوس بھرنا

1۔ سپاہی دانتوں سے کارتوس کی جھلی نکالتے ہوئے

2۔ سپاہی بندوق میں بارود بھرتے ہوئے

3۔ بندوق میں کارتوس ڈالتے ہوئے

SCERT TELANGANA

مقام: شہر میرٹھ۔
تاریخ: اتوار کی رات۔
پیر 10-11۔
مئی 1857ء

شکل 15.7 1857ء - میرٹھ میں سپاہیوں کی بغاوت کا ایک منظر

میرٹھ میں سپاہیوں کی بغاوت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ سارا شہر انگریز مخالف جذبات سے بھڑک اٹھا۔ لوگوں کے ہجوم نے انگریزوں کے بنگلوں پر حملہ کر دیا۔ پولیس بھی اس ہجوم کے ساتھ شامل ہوگئی۔ انگریزوں کے بنگلوں کو نذر آتش کیا گیا۔ کئی انگریز قتل کر دیئے گئے۔

ایک ہی دن میں میرٹھ کے سپاہی دریائے جمنا کو عبور کر کے دہلی پہونچ گئے۔ اور لال قلعہ میں داخل ہو گئے جہاں انگریزوں نے مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو نظر بند کیا ہوا تھا۔ باغیوں نے بہادر شاہ کو ہندوستان کا بادشاہ قرار دیا اور بادشاہ سے استدعا کی کہ وہ انگریزوں کے اقتدار کو مسترد کر دیں۔ باغیوں نے یہ نعرہ بلند کیا کہ انگریزوں کو باہر کرو اور مغلیہ حکمرانوں کو واپس لاؤ۔

مقام: دہلی، لال قلعہ ۔
تاریخ: اتوار، 11 مئی 1857ء

شکل 15.8
1857ء میں نئی دہلی میں دریائے جمنا ندی پر بنے برج سے فوج کے گزرنے کا منظر

بغاوت کا پھیلاؤ:

یہ نعرہ جلد ہی ملک کے کئی علاقوں میں سنائی دینے لگا۔انگریزوں کے خلاف ملک کے طول وعرض میں بغاوت پھوٹ پڑی۔علی گڑھ، مین پوری، بلند شہر، اٹاک،اورمتھرا کے کنٹونمنٹوں میں سپاہیوں نے بغاوت کردی۔انگریز بری طرح بوکھلا گئے ان کے لئے یہ بڑا نازک وقت تھا۔

شکل۔15.9 لکشمی بائی،جھانسی کی رانی

ہندوستان میں اس وقت صرف 45,000برطانوی فوج تھی جبکہ 2,32,000ہندوستانی فوجی انگریزوں کی فوج میں شامل تھے۔ یہ تمام سپاہی بغاوت پر اتر آئے۔اسوقت انگریزوں کی جان و مال کی حفاظت کا سوال اٹھ کھڑا ہوا؟ فوج میں شامل ہندوستانی اب انگریزوں کے لئے قابل اعتماد نہ رہے۔ان حالات میں بہت سے برطانوی سپاہی اپنے خاندانوں کے تحفظ کی خاطر مقابلے سے پیچھے ہٹنے لگے۔جسکی بناء پر بغاوت کو فوری کچلا نہیں جاسکا۔اور یہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک پھیلتی چلی گئی۔

برطانوی حکمرانوں کی جانب سے اپنی حکومتیں کھو دینے والے حکمرانوں اور شاہی خاندان کے افراد نے بھی اس بغاوت میں حصہ لیا۔ان میں اودھ کے سابقہ نواب،مراٹھا پیشوا نانا صاحب شامل ہیں۔باغی سپاہیوں نے ملک کے مختلف علاقوں سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔کیونکہ وہ توقع کرنے لگے تھے کہ مغل حکمران انگریزوں کو شکست دے کر سابقہ سیاسی استحکام قائم کریں گے۔

شکل 15.10 ناناصاحب

نوآبادیاتی نظام سے متاثرہ حیدرآباد خاموش تماشائی نہ رہا۔

دوسرے علاقوں کی طرح حیدرآباد میں انقلابی طرّہ باز خاں نے انگریزوں کے خلاف 1857ء کی غدر میں لڑائی کی۔انہوں نے مولوی علاء الدین کی مدد سے 6,000افراد کی جمعیت تیار کر کے برٹش ریذیڈینسی ،موجودہ کالج برائے نسواں' کوٹھی' (women's college, Koti) پر حملہ کردیا۔طرّہ باز خان نے انگریزوں کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب نظام دکن انگریزوں کی حمایت میں تھے۔آزادی کی تحریک کی سرکوبی کی گئی۔اورطرّہ باز خاں کو سزائے موت دی گئی۔

طرّہ باز خاں

☆ مغلیہ حکومت کے احیاء کا خیال باغیوں کو متحد کرنے کا باعث کیوں بنا؟

☆ اگر آپ کسی چیز کی مخالفت کرتے ہیں تو اسکی جگہ کسی متبادل کا استعمال کرتے ہیں۔اپنے تجربات میں سے کوئی موقع بتائیے جہاں آپ کو کسی متبادل کے استعمال کی ضرورت پیش آئی ہو؟

SCERT TELANGANA

ہر دیہات میں بغاوت کی شروعات:

اتر پردیش کے ہر گاؤں اور ہر قصبے میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ کسان اور زمینداروں نے ہتھیار اٹھالئے۔ انگریزوں اور انکے عہدیداروں کو مار بھگایا گیا۔ انکی حکومت کو ٹیکس ادا کرنا بند کردیا گیا۔ ریلوے لائنوں کونقصان پہنچایا گیا۔ عدالتوں، پولیس اسٹیشنوں اور ڈاک گھروں کو نذر آتش کیا گیا۔ ٹیلگراف کے تار کاٹ دیئے گئے۔ انگریزوں کی جانب سے ہندوستان میں متعارف کردہ تمام چیزوں کو تہس نہس کردیا گیا۔ انگریزوں کے چہروں سے شکست کا خوف جھلکنے لگا اور ہندوستانیوں کی ہمت بڑھتی گئی۔

باغیوں نے ساہوکاروں کے گھروں کو لوٹ کر ان کے پاس محفوظ دستاویزات کو جلا ڈالا۔ اس وقت یہ ساہوکار برطانوی قوانین کی آڑ میں دیہاتوں میں اپنا حکم چلاتے اور لوگوں پر ظلم کرتے تھے۔

بغاوت کی سرکوبی:-

اس قدر وسیع پیمانے پر بغاوت پھیلنے کے باوجود برطانیوں نے آہستہ آہستہ حالات کو اپنے قابو میں کرلیا۔

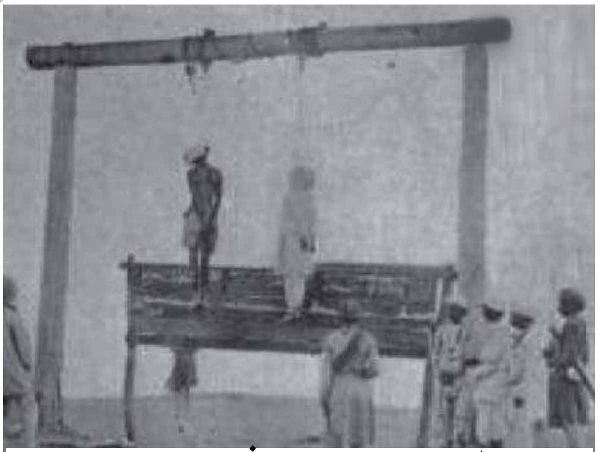

شکل 15.11: باغیوں کو پھانسی دینے کا منظر

باغیوں نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا لیکن ان میں دو بڑی کمزوریاں تھیں۔ ہر شہر اور علاقے میں باغیوں نے علیحدہ علیحدہ طور پر انگریزوں سے لڑائی کی۔ ان کا کوئی مشترکہ کمانڈر نہیں تھا۔ ان کی جدوجہد متحدہ اور منصوبہ بند نہیں تھی۔ اسی وجہ سے انگریزوں نے ہر علاقہ کی بغاوت کو ایک ایک کرکے کچلنے میں کامیاب رہے۔

باغیوں کے پاس جدید ہتھیاروں کی کمی تھی۔ ان کو توپیں، بندوقیں، گولہ بارود اور کارتوس ہندوستان کے باہر سے منگوانا پڑتا تھا۔ انہیں وہی فرسودہ ہتھیاروں یعنی تیر، تلوار، بھالے اور پرانے بندوقوں سے جنگ کرنی پڑی۔ جدید ہتھیاروں کے آگے یہ فرسودہ ہتھیاروں سے کب تک مقابلہ کرسکتے تھے؟

اسکے باوجود بغاوت کافی تیزی سے پھیلتی گئی۔ جسکی وجہ سے انگریز خوفزدہ ہوگئے۔ اور انہوں نے بغاوت کو کچلنے کے لئے بڑی بے رحمی اختیار کی۔ انہوں نے باغیوں کو بے دردی سے قتل کرکے ان کی نعشوں کو گاووں کے درختوں سے لٹکا دیا تاکہ کوئی دوسرا بغاوت کرنے سے قبل اپنا انجام سمجھ لے۔

انہوں نے بعض باغیوں کو توپ سے باندھ کر ان کے چیتھڑے اڑا دیئے۔ کئی باغی روپوش ہوگئے اور کئی گرفتاری سے بچنے کی خاطر در بدر بھٹکنے لگے۔ کئی لوگ جان بچانے کی خاطر نیپال جاکر پناہ لی۔

مغل شہنشاہ بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کرکے رنگون بھیج دیا گیا۔ جہاں اس آخری مغل حکمران کا انتقال ہوا۔ 1857ء کی بغاوت انگریزی اقتدار کے لئے سب سے بڑا چیلنج تھی۔ اسے کچلنے کے بعد ہندوستان پر انگریزوں کی گرفت اور مضبوط ہوگئی اور اس کے بعد وہ مزید 90 برسوں تک ہمارے ملک پر حکومت کرتے رہے۔

☆ درست جواب کا انتخاب کیجئے۔

a) 1857ء کے باغی مغلوں کی حکومت............چاہتے تھے۔
(قائم کرنا/ختم کرنا)

b) برطانوی فوج کی کمزوری یہ تھی کہ ان کی فوج میں سپاہیوں کی اکثریت...............کی تھی۔ (یورپیوں/ہندوستانیوں)

☆ باغی ہندوستانی فوجوں کی کمزوریاں کیا تھیں؟

SCERT TELANGANA

بغاوت کے بعد:

1857ء کی بغاوت کو کچلنے کے لئے انگریزوں کو ایک سال سے زیادہ عرصہ لگا۔ اس دوران انہوں نے اپنی پالیسیوں کو کافی حد تک تبدیل کیا اور کئی نئے انتظامی اصول اپنائے۔ 1858ء میں برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ نے ایک اہم اعلان یہ کیا کہ ہندوستانی حکمران ہی اپنی سلطنتوں پر حکومت کریں گے اور انہیں انگریزوں کی جانب سے معزولی کا خطرہ نہیں ہوگا۔

اس طرح انگریزوں نے ہندوستان کے شاہی خاندانوں سے خوشگوار تعلقات قائم کرنے میں پہل کی۔ اسی طرح زمینداروں کو بھی ان کی جائدادوں کی حفاظت کے تیقن کے ساتھ کئی رعایتیں بھی دی گئیں۔

مولویوں اور پنڈتوں کو یہ تیقن دیا گیا کہ ان کے مذہب میں برطانوی حکومت کی جانب سے کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ اور ہر ایک کو اپنے رسم ورواج پر عمل کرنے کا حق دیا جائے گا۔ یہ وعدہ بھی کیا گیا کہ حکومتی امور میں ہندوستانیوں کو شامل کیا جائے گا۔

درحقیقت انگریزوں نے 1857ء میں ہندوستانی سلطنت کو اپنے ہاتھوں سے جاتا دیکھا تھا۔ اس لئے انہوں نے ہندوستان کے بااثر افراد کو سہولتیں اور مراعات دے کر خوش رکھنا چاہا تاکہ وہ انگریزی حکومت کی تائید اور حمایت کرتے رہیں۔

ریاست حیدرآباد اور انگریز

ملک کی دیگر ریاستوں کی طرح ریاست حیدرآباد بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کے زیر اثر آ گئی۔ آخر کار انگریزوں نے حیدرآباد میں ریسڈنٹ کا تقرر کرکے ساری ریاست کے نظم ونسق پر نظر رکھنی شروع کی۔ نظام کو ریسیڈنٹ اور برٹش گورنر جنرل کے صلاح ومشورہ اور اجازت سے وزیر اعظم یا دیوان کا تقرر کرنا پڑتا تھا۔ انتظامی امور کے تمام محکموں کے اعلی عہدیداروں کا تقرر انگریزوں کے قائم شدہ ICS (IndianCivilService) کے ذریعہ ہونے لگا۔ اس طرح انگریزوں نے ریاست حیدرآباد پر اپنا مکمل

شکل۔15.12 بہادر شاہ ظفر اور اُن کے بیٹوں کو کیپٹن ہڈسن نے گرفتار کیا (تصویر میں دیکھا جاسکتا ہے)

شہنشاہ اورنگ زیب کی وفات کے بعد اُن کے جانشین کمزور ثابت ہوئے، تاہم مغل حکمراں علامتی طور پر اہمیت رکھتے تھے۔ جب 1857ء میں انگریزوں کے خلاف بغاوت کے شعلے بھڑک اُٹھے تو اُس وقت کے مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو قدرتی طور پر مجاہدین نے اپنا رہنما تسلیم کیا جب کمپنی نے بغاوت کو کچل دیا تو بہادر شاہ ظفر کو تخت وتاج چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اُن کے بیٹوں کو بے دردی سے گولی ماردی گئی

کنٹرول حاصل کرلیا۔آہستہ آہستہ وہ انگریزی حکومت کی پالیسیوں اورنظم ونسق کوریاست حیدرآباد میں نافذ کرنے کے لیے دباؤ ڈالنے لگے۔

آپ نے حیدرآباد میں سالار جنگ میوزیم دیکھا ہوگا جس میں سالار جنگ اکٹھا کی گئی کی مختلف قسم کی اشیاء کورکھا گیا ہے۔ سالار جنگ ریاست حیدرآباد کے دیوان تھے۔ سالار جنگ نے ریاست حیدرآباد کی معاشی ترقی کے لیے کئی اصلاحات کونافذ کیا۔ انہوں نے ریاست کودیشمکھ وغیرہ کی جگہ صوبوں اورضلعوں میں تقسیم کیا۔انہوں نے زمینداروں کی جانب سے مالگذاری (Revenue farming system) کی وصولی کے بجائے کسانوں سے ضلع عہدیدار راست محصول کی وصولی کے طریقہ کو متعارف کرایا عدالتی اصلاحات بھی لائی گئی۔سپریم کورٹ ہائی کورٹ اور ضلع کورٹ بنائے گئے۔ دیوانی اور فوجی عدالتیں علحدہ علحدہ قائم کی گئی۔سالار جنگ نے حمل ونقل کی سہولتوں کی فراہمی کے پیش نظر ریل اورسڑک کے نظام کو بہتر بنایا۔نئی ریلوے لائن حیدرآباد' تاواڑی' مدراس تا شولاپور' اورمدراس تاممبئی شروع کی گئی۔ انگریزی اسکول جیسے کہ دارالعلوم (چادرگھاٹ) (1855) میں سٹی کالج اور دکن انجینئرنگ کالج 1870ء میں اور مدرسہ عالیہ کوقائم کیا گیا۔ان اصلاحات نے حیدرآباد کوملک بھر میں ترقی یافتہ ریاست بنایا۔

کلیدی الفاظ

1۔ شاہی فرمان	2۔ صوبے دار
3۔ مکمل حق	4۔ طلب
5۔ جاگیر	6۔ کنٹونمنٹ
7۔ نوآبادیات	8۔ مولوی

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1۔ یورپی تجارتی کمپنیوں نے ہندوستان میں فوج کیوں رکھی؟ان کے تجارت کی ترقی میں فوج کا کیارول ہوتا تھا؟

2۔ آپ کے خیال میں 1700 اور 1800ء کے دوران یورپی فوجیں ہندوستانی فوجوں کوشکست دینے کے قابل کیوں تھیں؟

3۔ 1857 کی بغاوت سے متعلق معلومات جمع کیجیےاوران تفصیلات کوجدول میں درج کریں۔

سلسلہ نشان	بغاوت میں جن لوگوں نے حصہ لیا	جولوگ بغاوت سے دور رہے

4۔ 1857ء میں کن سپاہیوں نے خیال کیا کہ ان کے مذہبی عقائد کی خلاف ورزی کی جارہی ہے؟اور یہ خیال انہیں کیوں آیا؟

5۔ 1857ء میں انگریزوں کے خلاف کن کن طریقوں سے بغاوت کا اظہار کیا؟

6۔ 1857ء کی بغاوت میں کیا حاصل کرنا باغی سپاہیوں کا مقصد تھا؟

7۔ 1858ء کے ملکہ وکٹوریہ کے اعلان میں باغیوں کی کن شکایتوں کی یکسوئی کرنے کی کوشش کی گئی؟

8۔ ہندوستان میں مغلوں کے اقتدار کے قیام اورانگریزوں کے اقتدار کے قیام میں کیا یکسانیت اورکیا فرق ہیں؟

9۔ نقشہ میں واسکوڈی گاما کے پرتگال سے ہندوستان تک کے بحری راستہ کی نشاندہی کیجیے؟

10۔ ''بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ رہنے کے لیے اتحاد ضروری ہے'' پر مختصر نوٹ لکھئے؟

11۔ انگریزوں کی حکومت پر اپنی بے اطمینانی کی وضاحت کیجیے؟

SCERT TELANGANA

باب
16

ریاستی اسمبلی میں قانون سازی

گذشتہ اسباق میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ لوگ کس طرح اپنے معاملات کا نظم کرتے تھے......ان پر کیسے حکومت کی جاتی تھی یا وہ کیسے حکومت کرتے تھے۔پچھلی جماعت میں ہم نے چھوٹے چھوٹے قبائلی گروہوں کے بارے میں پڑھا کہ وہ لوگ اپنے معاملات کو کیسے مشاورتی اجلاس منعقد کرکے حل کیا کرتے تھے۔ان کے سردار کو فیصلہ سازی کا اختیار ہوتا تھا۔ہم پڑھ چکے ہیں کہ بادشاہت اور شہنشاہیت میں فیصلہ سازی کا اختیار بادشاہ یا شہنشاہ کو اوران کے مقررہ عہدیداروں کو حاصل ہوتا تھا۔اور یہ حکمران زیادہ سے زیادہ علاقوں اور عوام پر اپنا اقتدار قائم کرنے کے لئے ایک دوسرے سے جنگیں کیا کرتے تھے۔ہم نے یہ بھی دیکھا کہ مختلف علاقوں کے سربراہ اور حکمران کس طرح عوامی زندگی پر اپنا تسلط قائم رکھتے اوران سے من مانی ٹیکس وصول کرتے، جو عمارتوں، محلات کی تعمیر، جنگوں کے اخراجات کے لئے اور کسی حد تک عوامی ضروریات مثلاً تالابوں، نہروں، منادر اور مساجد کی تعمیر میں استعمال کئے جاتے تھے۔ہم نے برطانوی حکمرانوں کے بارے میں بھی پڑھا کہ انہوں نے اقتدار قائم کرکے ہمارے ملک کے وسائل کا کسطرح استحصال کیا اور کیسے ہمارے ہم وطنوں نے اس کے خلاف مزاحمت کی۔

آج ہم پر کوئی بادشاہ یا جنگجو فرمانروا حکومت نہیں کرتا۔ساٹھ برس قبل ہی ہم نے برطانوی حکومت سے آزادی حاصل کرلی۔اب ہم اپنی حکومت کیسے چلا رہے ہیں؟ کیا آپ ارکان پارلیمنٹ (M.Ps)، ارکان اسمبلی (M.L.As)، وزیروں، وزرائے اعلیٰ اور اعلیٰ عہدیداروں کے بارے میں جانتے ہیں؟ کیا یہ لوگ قدیم بادشاہوں کی طرح ہوتے ہیں؟ کیا یہ لوگ اپنی من مانی کام کرسکتے ہیں؟......نہیں! جدید حکومتیں قانون کے مطابق کام کرتی ہیں۔کوئی بھی قانون سے برتر نہیں ہے۔تمام وزیر اور عہدیدار قانون کے مطابق اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔مگر یہ قوانین کون بناتے ہیں؟ قوانین کیسے بنائے جاتے ہیں؟ کیا قوانین حکمرانوں کی خواہشات کے مطابق بنائے جاتے ہیں؟......نہیں! قوانین پارلیمنٹ اور قانون ساز اسمبلیوں میں بنائے جاتے ہیں۔دستور ہند میں بتایا گیا ہے کہ ان مجالس کا قانون سازی کا طریقہ کیا ہے۔اسی طریقہ کار کے مطابق قانون سازی کی جاتی ہے۔اس سبق میں ہم تفصیل سے پڑھیں گے کہ ریاستی مجلس قانون ساز میں کیسے قانون سازی کی جاتی ہے۔

شکل 16-1 تلنگانہ اسمبلی کی عمارت

SCERT TELANGANA

ذیل میں ایک اخبار کا متن دیا گیا ہے۔ آیئے اسے سمجھنے کی کوشش کریں کہ اس میں آندھرا پردیش میں سگریٹ نوشی پر امتناع اور تحفظ صحت قانون-2002 کے بارے میں کیا لکھا ہے۔

عوامی مقامات پر سگریٹ نوشی پر امتناع کا بل منظور

(ہمارے خصوصی نمائندے کے ذریعے)

حیدرآباد، مارچ 27 آندھراپردیش قانون ساز اسمبلی میں ایک بل منظور کیا گیا جس کے ذریعے عوامی مقامات، عوامی اداروں، عوامی ذرائع حمل ونقل میں سگریٹ نوشی پر امتناع عائد کیا گیا۔ اس قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو 100 روپے سے 1000 روپے تک جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔

اس سلسلے میں حزب مخالف کے بعض ارکان نے مشورہ دیا کہ تعلیمی اداروں سے سو میٹر دور تک سگریٹ کی فروخت پر امتناع ، 18 سال سے کم عمر کے افراد کو سگریٹ فروخت کرنے پر امتناع اور سگریٹ کے اشتہارات پر بھی امتناع عائد کیا جائے۔ اس پر بعض ارکان نے بحث کی کہ اس سے تمباکو اُگانے والے کسانوں اور پان شاپ کے دکانداروں کے روزگار پر برا اثر پڑسکتا ہے۔ لیکن وزیر نے ان شکوک کو مسترد کردیا۔

وزیر نے کہا کہ سگریٹ نوشی سے عوامی صحت کو لاحق خطرات کی وجہ سے 2001 میں سپریم کورٹ کے ہدایات کے مطابق اس قانون کی منظوری ضروری ہے۔ جو لوگ سکشن 10, 6, 5 کی مخالفت کریں گے جو عوامی مقامات، عوامی اداروں اور عوامی ذرائع حمل ونقل میں ''سگریٹ نوشی منع ہے'' جیسے بورڈ لگانے سے متعلق ہے ان پر 100 روپے جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ اور جرم کی تکرار کی صورت میں 200 روپے سے 500 روپے تک جرمانہ عائد کیا جاسکتا ہے۔

(27/مارچ 2002 ''دی ہندو'' انگریزی اخبار سے ماخوذ)

☆ اخبارات اس خیال سے لکھے جاتے ہیں کہ ان کے پڑھنے والوں کی اکثریت بالغ لوگوں کی ہوتی ہے۔ لہٰذا آیئے ان الفاظ کے معنی معلوم کرتے ہیں۔ امتناع عائد کرنا، مسترد کرنا، شکوک وشبہات، مخالفت کرنا، حزب مخالف، جرمانہ وغیرہ۔

☆ مذکورہ بالا اخباری متن کے مطابق ذیل کے جملوں کو مکمل کیجیے۔

1۔ عوامی مقامات پر سگریٹ نوشی پر امتناع کا......منظور کیا گیا۔ (بل/رسم/قانون/اصول)

2۔ سگریٹ نوشی پر امتناع کے بل میں ...... کا ذکر نہیں ہے۔ (عوامی مقامات/ عوامی ذرائع حمل ونقل/ خانگی باغ/بس اسٹینڈ)

3۔ یہ قانون سپریم کورٹ کی ہدایات......کرنے کے لئے بنایا گیا (خاموش کرنے / سزادینے / عمل کرنے / مسترد کرنے)

4۔ اس بل کو ...... نے منظور کیا۔ (سپریم کورٹ/وزیر/ کلکٹر آفس/اسمبلی)

☆ کیا اخباری آرٹیکل کے مطابق تمام لوگوں کی ایک ہی رائے ہے؟

☆ اس قانون کی مخالفت پر اخبار میں کن سزاؤں کا ذکر کیا گیا ہے؟

دستور ہند نے ہر ریاست کے لئے ایک قانون ساز مجلس (مقنّنہ) کے قیام کی گنجائش رکھی ہے۔ ہر ریاست کی مقنّنہ میں گورنر اور ایک یا دو ایوان ہوتے ہیں۔ یعنی ریاست کی مقنّنہ دو

SCERT TELANGANA

ایوانی یا ایک ایوانی ہوتی ہے۔ایوان زیریں کو قانون ساز اسمبلی کہا جاتا ہے جبکہ ایوان بالا کو قانون ساز کونسل کہتے ہیں۔ فی الحال صرف چند ریاستوں میں ہی دو ایوانی قانون ساز مجلس (مقنّنہ) موجود ہے۔

قانون ساز اسمبلی

ریاست میں قانون سازی کرنے والی اہم ترین مجلس اسمبلی ہے۔ریاست کی فلاح و بہبود کی خاطر قوانین کو نافذ کرنے والی، پالیسی سازی کرنے والی ریاستی حکومت کثیر ارکان پر مشتمل اسمبلی ہے۔ریاستی اسمبلی ممبر (MLAs) جو پنچایت کے ارکان کی طرح منتخب کئے جاتے ہیں۔

عام طور پر ہر ریاستی اسمبلی کی معیاد پانچ سال ہوتی ہے، لیکن گورنر کے حکم سے وہ معیاد کی تکمیل سے قبل بھی تحلیل کی جاسکتی ہے۔اور اسی طرح قومی ہنگامی حالات میں پارلیمنٹ کو یہ حق حاصل ہے کہ ریاستی اسمبلی کی میعاد میں ایک مرتبہ میں ایک سال کا اضافہ کرسکتی ہے۔

ریاستی اسمبلی کا اجلاس سال میں دو مرتبہ منعقد ہونا لازمی ہے۔دو اجلاسوں کے درمیان چھ ماہ سے زائد وقفہ نہیں ہونا چاہئے۔

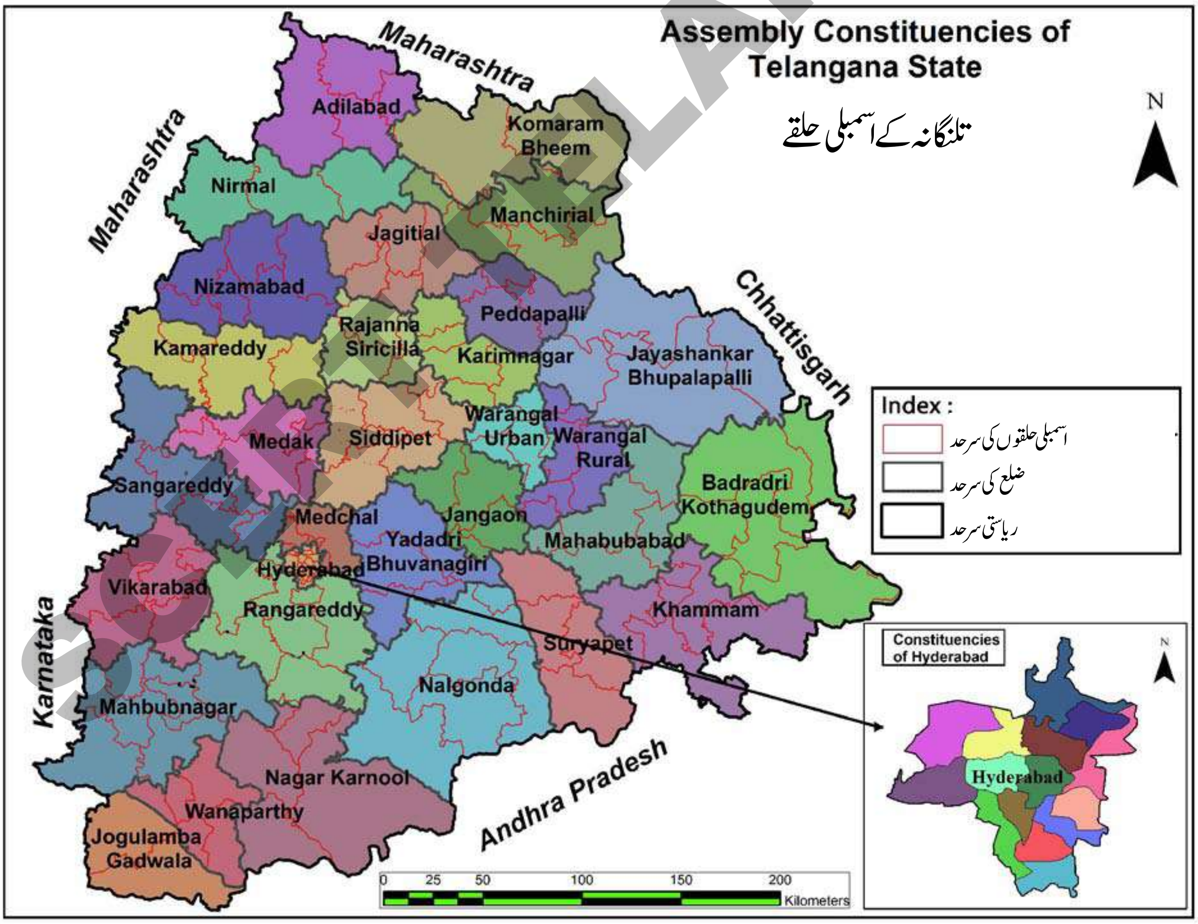

نقشہ - 1

SCERT TELANGANA

ایوان	رکن	مخفف
تلنگانہ میں قوانین ریاستی مقنّنہ بناتی ہے جسکے دو ایوان ہیں		
قانون ساز اسمبلی	رکن قانون ساز اسمبلی (Member of Legislative Assembly)	MLA
قانون ساز کونسل	رکن قانون ساز کونسل (Member of Legislative Council)	MLC

حلقۂ اسمبلی

تلنگانہ کے اسمبلی ارکان میں سے ہر ایک کا انتخاب ایک انتخابی حلقے سے کیا جاتا ہے۔ساری ریاست میں 119 انتخابی حلقے ہیں۔ ہر ریاست کے انتخابی حلقوں کی تعداد اس کی آبادی پر منحصر ہوتی ہے۔تلنگانہ کے ہر انتخابی حلقے میں عموماً 1,70,000 ووٹرس ہوتے ہیں۔تمام مرد و خواتین جن کی عمر 18 سال مکمل ہوچکی ہو ووٹ دینے کا حق رکھتے ہیں۔وہ لوگ جس علاقے یا حلقے میں رہتے ہوں وہاں پر اپنے نام ووٹر کی حیثیت سے درج کرانا پڑتا ہے۔ہر حلقے کے تمام ووٹرس ووٹ دے کر ایک رکن اسمبلی کا انتخاب کرتے ہیں۔

ہر حلقے میں کئی گاؤں، قصبات اور شہر ہوتے ہیں۔کبھی کبھار بہت بڑے شہروں کو کئی حلقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔مثلاً حیدرآباد شہر کو تیرہ اسمبلی انتخابی حلقوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔تلنگانہ کے نقشے کا مشاہدہ کیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ کثیر آبادی والے اضلاع میں زیادہ انتخابی حلقے ہیں اور کم آبادی والے اضلاع میں کم انتخابی حلقے ہیں۔

رکن اسمبلی (MLA) کا انتخاب

الیکشن کمیشن تمام ریاستی اسمبلی کے انتخابات منعقد کرسکتا ہے۔الیکشن کمیشن انتخابات کے عمل میں ووٹ ڈالنے کے لیے بیالٹ پیپر یا الکٹرانک ووٹنگ مشین استعمال کرتا ہے۔

ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لئے عام طور پر انتخابات پانچ سال میں ایک بار منعقد کئے جاتے ہیں۔وہ افراد جو رکن اسمبلی بننا چاہتے ہیں انتخابات کے مقابلے میں حصہ لیتے ہیں۔ مختلف سیاسی پارٹیاں اپنے امیدواروں کو الیکشن میں ٹھہراتی ہیں۔بعض ایسے افراد بھی الیکشن میں حصہ لیتے ہیں جو کسی بھی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے۔انہیں آزاد امیدوار کہا جاتا ہے۔انتخابات میں حصہ لینے والے فرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہندوستان کا شہری ہو اور اسکی عمر 25 سال ہوچکی ہو۔اسکے علاوہ وہ مرکزی یا ریاستی حکومت کے تحت کسی نفع بخش ملازمت پر فائز نہ ہو اور دیگر شرائط جو قانون کی جانب سے طے کردہ ہوں ان کو پورا کرتا ہو۔

انتخابات میں سیاسی پارٹیاں کافی اہم رول ادا کرتی ہیں۔تمام سیاسی پارٹیاں اور انکے امیدوار اپنے انتخابی منشور کو عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔انتخابی منشور میں پارٹیاں اور امیدوار اپنے پروگرام اور انتخابی وعدوں کو پیش کرتے ہیں اور عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر وہ اقتدار پر آجائیں تو ان کو پورا کریں گے۔امیدوار اور انکے حمایتی جلسوں، ریالیوں اور ووٹروں سے ملاقات کے ذریعے امیدوار کے حق میں مہم چلاتے ہیں۔

☆ ان سیاسی پارٹیوں کے ناموں کی فہرست ان کے انتخابی نشان کے ساتھ بنائیے جو آپ کے علاقے اور ریاست میں فعال ہیں۔

☆ اگر آپ اپنے ضلع سے انتخابات میں حصہ لے رہے ہوں تو اپنے حلقے کے شہریوں کے لئے کیسا انتخابی منشور تیار کریں گے؟

☆ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ انتخابات میں کافی اخراجات ہوتے ہیں جو صرف امیر اور دولت مند لوگ ہی برداشت کرسکتے ہیں۔کیا آپ اس خیال سے متفق ہیں؟

☆ اگر صرف دولت مند لوگوں کو ہی انتخابات میں مقابلہ کی اجازت ہوتی تو یہ چیز اسمبلی میں بننے والے قوانین پر کس طرح اثر انداز ہوتی ہے؟

SCERT TELANGANA

شکل 16.2

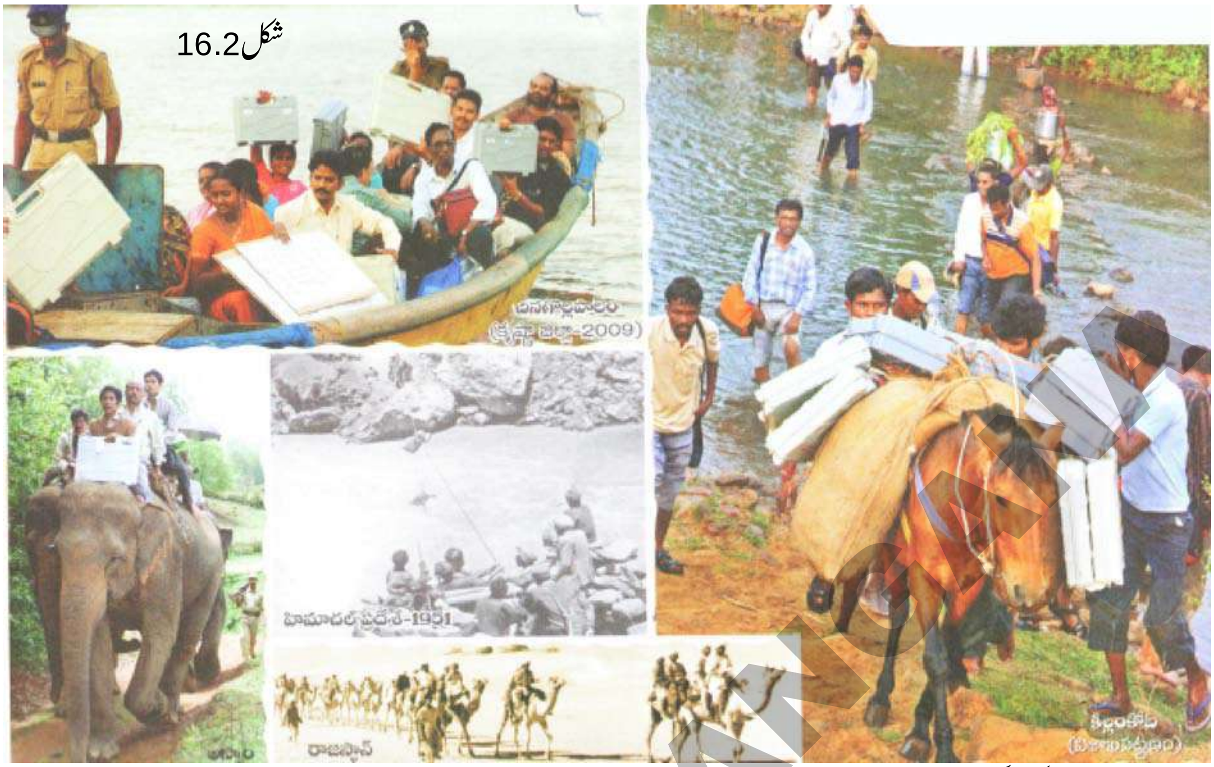

یہاں الیکشن کمیشن کے کیلنڈر سے لی گئی دو تصاویر دی گئی ہیں۔ یہ تصاویر ہمارے ملک میں مختلف وقتوں میں انتخابات کے مختلف پہلوؤں کو ظاہر کرتی ہیں۔ ان تصاویر کی بنیاد پر اپنے ٹیچر یا اپنے بڑوں سے گذشتہ کئی سالوں کے دوران انتخابات کے میدان میں ہوئی تبدیلیوں کے بارے میں بحث کیجیے۔

ووٹر آئی.ڈی.کا نمونہ

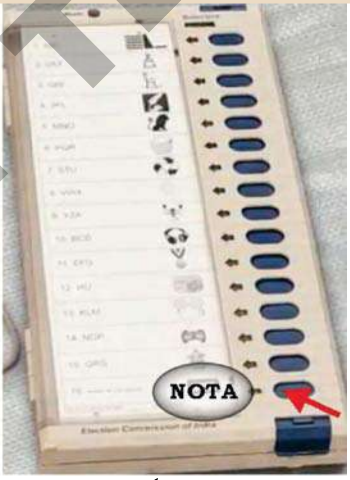

ای.وی.ایم

شکل 16.3

رائے دہی کے دن لوگ ایک کے بعد ایک ووٹ دیتے ہیں۔ رائے دہی مرکز (پولنگ بوتھ) کا آفیسر ووٹروں کی شناخت کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ اکثر ووٹروں کے پاس الیکشن کمیشن کے جاری کردہ شناختی کارڈ ہوتے ہیں۔ ووٹ دینے سے قبل وہ آفیسر کو یہ شناختی کارڈ دکھاتے ہیں۔ ووٹ دینے کے بعد ووٹر اس بات کا اظہار نہیں کرتے کہ انہوں نے کس کو ووٹ دیا ہے۔ کیونکہ خفیہ رائے دہی ہوتی ہے۔

آپ کے خیال میں رائے دہی کو خفیہ رکھنا کیوں ضروری ہے؟

☆ اپنے والدین کے ووٹر شناختی کارڈ کا جائزہ لیں اور اپنا ایک فرضی شناختی کارڈ بنانے کی کوشش کریں جس میں آپکی تمام تفصیلات درج ہوں۔

SCERT TELANGANA

رائے دہی کے بعد مقررہ تاریخ کو ووٹوں کی گنتی کی جاتی ہے اور جس امیدوار کو زیادہ ووٹ حاصل ہوں اسے منتخب قرار دیا جاتا ہے۔

☆ فرض کرو کہ ایک انتخابی حلقے میں 1,50,000 ووٹرس ہیں، ذیل میں مختلف امیدواروں کو حاصل کردہ ووٹوں کو درج کیا گیا ہے۔آپکے خیال میں کس امیدوار کو منتخب قرار دیا جانا چاہئے؟

ایلماں	45,000
راگھولو	44,000
نرسمہا	16,000
غلام محمد	20,000
بیدیا	15,000
پوجا	10,000

آپ کے خیال میں فاتح امیدوار حلقے کے لوگوں کی رائے اور ضرورتوں کی کس حد تک درست نمائندگی کرتا ہے؟

اپنے ٹیچر کی مدد سے پتہ لگائیے۔

آپ کے انتخابی حلقے کا نام..

آپ کے ضلع کے کوئی تین انتخابی حلقوں کے نام..............................

آپ کے علاقے کے رکن اسمبلی (MLA) کا نام..................

آپ کے ضلع کے محفوظ انتخابی حلقوں کی شناخت کیجیے............

آپ کے خاندان کے کن لوگوں نے گذشتہ انتخابات میں ووٹ ڈالا ہے...

حکومت کی تشکیل:

جدول 1 کا مشاہدہ کیجئے۔اس میں اسمبلی انتخابات کے بعد نتائج کو پیش کیا گیا ہے۔

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ سیاسی پارٹی۔A کے 75 امیدوار منتخب ہوئے ہیں اس پارٹی کو اکثریت حاصل ہوئی اور سیاسی پارٹی۔B کو دوسرا بڑا مقام ملا ہے اور اسکے 92 امیدوار کامیاب ہوئے ہیں۔ایسی پارٹی کو اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی سمجھا جاتا ہے جس نے جملہ نشستوں کی نصف سے زائد پر کامیابی حاصل کی ہو۔اگر کسی قانون کو منظور کروانا ہوتو یہ کام اکثریتی پارٹی کے لئے نصف سے زائد ارکان کی وجہ سے آسان ہوجاتا ہے۔اکثریتی پارٹی (جیسے یہاں سیاسی پارٹی۔A ہے) اپنے ارکان میں سے ایک کو اپنا قائد منتخب کرتی ہے۔اس قائد کو ریاست کے گورنر کی جانب سے چیف منسٹر (وزیر اعلیٰ) بنایا جاتا ہے۔چیف منسٹر اپنے پارٹی کے ارکان (MLAs) میں سے وزیروں کا انتخاب کرتا ہے۔جن کو مجموعی طور پر ''کابینہ'' یا مجلس وزراء کہا جاتا ہے۔کابینہ کو ہی عرف عام میں حکومت کہا جاتا ہے۔قوانین کو نافذ کرنے،ترقی کے منصوبوں پر

جدول -1	سیاسی پارٹی	منتخب امیدواروں کی تعداد
1	سیاسی پارٹی۔A	75
2	سیاسی پارٹی۔B	17
3	سیاسی پارٹی۔C	10
4	سیاسی پارٹی۔D	7
5	سیاسی پارٹی۔E	6
6	سیاسی پارٹی۔F	4
	جملہ	119

SCERT TELANGANA

عمل آوری کرنے اور اسمبلی میں فلاحی اسکیمات اور نئے قوانین کی تدوین ومنظوری کی ذمہ داری کابینہ کی ہوتی ہے۔

جدول۔2 کا مشاہدہ کیجئے جس میں ایک اور اسمبلی انتخابات کے نتائج بتلائے گئے ہیں۔کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کونسی پارٹی حکومت تشکیل دے سکتی ہے؟

Website of Telangana Election Commission
http://ceotelangana.nic.in/

فرض کرو کہ ایک الیکشن کے بعد مختلف پارٹیوں میں نشستوں کی تقسیم جدول۔3 کی طرح ہوئی ہے۔اپنے ٹیچر سے تبادلۂ خیال کیجئے کہ کسطرح نئی حکومت تشکیل دی جاسکتی ہے؟

جدول -3	سیاسی پارٹی	منتخب امیدواروں کی تعداد
1	سیاسی پارٹی۔Abcd	45
2	سیاسی پارٹی۔Mnop	33
3	سیاسی پارٹی۔Wxyz	26
4	سیاسی پارٹی۔Stuv	15
	جملہ	119

اگر کسی واحد پارٹی کو اکثریت حاصل نہ ہو تو دو یا زائد پارٹیاں مل کر حکومت تشکیل دیتے ہیں۔اسے مخلوط حکومت کہتے ہیں۔

مجلس وزراء (Council of Ministers)

وزیر اعلیٰ (Chief Minister) کابینہ کے ارکان کو مختلف وزارتیں عطا کرتا ہے۔وہ کسی کو وزیر مال، کسی کو وزیر تعلیم اور کسی کو وزیر داخلہ وغیرہ بناتا ہے۔وزیر اپنے محکمے کی پالیسیوں کو طے کرتے ہیں۔یہ پالیسیاں محکمے کے عہدیداروں کے ذریعے قانون کے مطابق نافذ کئے جاتے ہیں۔پالیسیوں اور منصوبوں کی تیاری کے لئے وزارت ذمہ دار ہوتی ہے۔ان منصوبوں اور پالیسیوں کو اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔اسمبلی میں ان کی منظوری کے بعد وزارت ان منصوبوں پر عمل آوری کچھ قواعد وضوابط وضع کرتی ہے۔اور انہیں نافذ کرتی ہے۔

ہر وزارت آزادانہ طور پر کام کرنے کے باوجود، اہم پالیسیاں کابینہ کے اجلاس میں طے کی جاتی ہیں۔کیونکہ کسی بھی غلطی کی صورت میں تمام کابینہ اور خصوصاً چیف منسٹر ذمہ دار ہوتے ہیں۔اور تمام اچھے کاموں کے لئے تعریف وتوصیف بھی تمام کابینہ کو ملتی ہے۔

ریاستی اسمبلی (The State Assembly)

تمام ارکان اسمبلی (MLAs) مل کر اپنے میں سے ایک رکن کو مہلک منتخب کر لیتے ہیں۔مہلک اسمبلی کے اجلاس منعقد کرتا ہے۔وہی اس بات کا فیصلہ کرتا ہے کہ کن امور پر بحث کی جائے اور کن پر نہیں، کس کو اور کس وقت بات کرنے کا موقع دیا جائے وغیرہ۔اگر کوئی رکن مہلک کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ انہیں سزا دینے کا اختیار بھی رکھتا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے، قوانین کی منظوری، ٹیکسوں کو عائد کرنے کا کام اسمبلی کرتی ہے۔منظوری دینے سے قبل اسمبلی کے ارکان متعلقہ قانون کی تجاویز پر بہت احتیاط کے ساتھ غور وفکر کرتے ہیں۔اور مختلف انداز فکر کا اظہار کیا جاتا ہے۔اس طرح مجوزہ قانون کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر تفصیل سے بحث کی جاتی ہے۔ان مباحث کی تفصیلات اخبارات اور ٹی۔وی۔کے ذریعے عوام کے سامنے لائے جاتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

اراکان اسمبلی (MLAs) اپنے حلقے کے ترقیاتی امور کے بارے میں جانکاری رکھتے ہیں، اور وقتاً فوقتاً وہاں کے لوگوں کو درپیش مسائل کو اسمبلی میں پیش کرتے ہیں۔ اسوقت متعلقہ محکمہ کا وزیر ان مسائل کے تعلق سے تحقیق کرواکے انہیں جواب دیتا ہے۔ ہر وزیر انفرادی طور پر اور کابینہ اور چیف منسٹر کے ساتھ اجتماعی طور اسمبلی کے آگے جوابدہ ہوتا ہے۔ اس لئے کسی بھی رکن کے ان کے محکمے کے متعلق سوالات کا جواب انہیں لازمی طور پر دینا پڑتا ہے۔ اگر وہ اطمینان بخش انداز میں جواب نہ دے پائے تو اراکان اس وزیر پر دباؤ ڈالتے ہیں کہ وہ وزارت سے مستعفی ہوجائے۔

قانون سازی (The Making of laws)

اسمبلیاں کسطرح قانون سازی کرتی ہیں؟

عموماً قانون کے تجاویز حکمران پارٹی کی جانب سے تیار کئے جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس اتنی اکثریت ہوتی ہے کہ وہ اسمبلی میں اس قانون کو منظور کرواسکے۔ البتہ کوئی بھی رکن اسمبلی کسی قانون کی تجویز کو پیش کرسکتا ہے اور اکثریت اسے قبول کرلے تو وہ تجویز قانون کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ آیئے قانون کی تیاری کے طریقہ کار پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں۔

قانون کے پاس ہونے سے پہلے اسکی جو تجویز پیش کی جاتی ہے اس مسودہ قانون (Bill) کہتے ہیں۔ اسمبلی کے دونوں ایوانوں میں منظوری اور گورنر کی منظوری کے بعد اسے قانون (Act) کہا جاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

قانون ساز کونسل (Legislative Council)

تلنگانہ اور آندھراپردیش 2014 تک متحدہ ریاستیں تھی۔ آندھراپردیش کی مقننہ میں دو ایوان پائے جاتے ہیں۔ دوسرے ایوان کو قانون ساز کونسل کہتے ہیں۔ یہ دو ادوار میں کارکرد رہی۔ پہلی مرتبہ 1958ء سے 1985ء تک۔ دوسری مرتبہ 2007ء سے اب تک۔ یہ ایک مستقل ایوان ہے۔ ہر دو سال میں اس کے ایک تہائی اراکان مستعفی ہوجاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے اراکان کا انتخاب ہوتا ہے۔ اس ایوان کے اراکان MLC کہلاتے ہیں جو چھ سال کی میعاد کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ تلنگانہ قانون ساز کونسل کے 40 اراکان ہیں۔ اس ایوان کے لئے انتخاب میں حصہ لینے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہندوستانی شہری ہو، اسکی عمر 30 سال مکمل ہوچکی ہو، وہ مرکزی یا ریاستی حکومت میں کسی نفع بخش ملازمت پر فائز نہ ہو۔ اور دیگر شرائط کو پورا کرتا ہو جو وقتاً فوقتاً پارلیمنٹ نے بنائے ہیں۔

ہیئت ترکیبی

- ☆ 14 اراکان (1/3) اسمبلی کے اراکان کی جانب سے منتخب کئے جاتے ہیں۔
- ☆ 14 اراکان (1/3) مقامی اداروں یعنی پنچایتوں اور میونسپل کے منتخب اراکان کی جانب سے منتخب کئے جاتے ہیں۔
- ☆ 3 اراکان (1/12) گریجویٹس کی جانب سے منتخب کئے جاتے ہیں۔
- ☆ 3 اراکان (1/12) اساتذہ کی جانب سے منتخب کئے جاتے ہیں۔
- ☆ 6 اراکان (1/6) گورنر کی جانب سے نامزد کئے جاتے ہیں۔

ریاست میں کسی قانون کے بننے کے لئے ضروری ہے کہ اسے دونوں ایوانوں کی منظوری حاصل ہو۔

گورنر: ریاست کے گورنر کو صدر جمہوریہ ہند کی جانب تقرر کیا جاتا ہے۔ ریاست میں اس بات کو یقینی بنانا اسکی ذمہ داری ہے کہ ریاستی حکومت دستور ہند کے مطابق کام کرتی رہے۔ گورنر ریاست کے وزیر اعلیٰ (چیف منسٹر) کا اور وزیروں کا تقرر کرتا ہے۔ دستور ہند کے مطابق گورنر کو ریاست میں تمام عاملانہ اختیارات حاصل ہیں۔ معلوم کیجئے کہ تلنگانہ کے گورنر کون ہیں؟

تحفظات کا طریقہ (System of Reservation)

اس بات کا مشاہدہ کیا گیا کہ کمزور طبقات گھپیا انتخابات میں حصہ لینا اور منتخب ہونا کافی مشکل ہوتا ہے۔ مثلاً دلت، آدی واسی وغیرہ۔ ان طبقات سے صرف چند ارکان ہی اسمبلیوں کے لئے منتخب ہو پاتے ہیں۔ ان کی مناسب نمائندگی کو یقینی بنانے کے لئے دستور ہند اسمبلیوں کی چند حلقوں کو درج فہرست اقوام (SCs) اور درج فہرست قبائل (STs) کے لئے محفوظ قرار دیا ہے۔

تلنگانہ کی ریاستی اسمبلی میں محفوظ حلقوں کی تعداد:

کل انتخابی حلقوں کی تعداد	:	119
SCs کے لئے محفوظ حلقے	:	19
STs کے لئے محفوظ حلقے	:	12
نامزد رکن اینگلو انڈین	:	1

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ خواتین گھپیا بھی اسی طرح حلقے محفوظ کئے جائیں۔ آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

جو وزیر، قانون بنانے کی تجویز پیش کرتا ہے وہ اسکے جوازیا ضرورت کے بارے میں تفصیل ایوان کے سامنے رکھتا ہے۔ اس پر ایوان میں مباحث ہوتے ہیں اور کبھی کبھار حزب مخالف (اپوزیشن) کے ارکان اسمبلی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ تب حکومت اس بل میں بہتری پیدا کرنے کے لئے مزید تجاویز پیش کرتی ہے۔ ایک مختصر کمیٹی جس میں حکمران پارٹی اور اپوزیشن پارٹی کے ارکان ہوتے ہیں ان تجاویز پر غور کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔

اس کمیٹی کے غور وفکر کے بعد اس بل کو پہلے کابینہ میں منظور کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد اسے اسمبلی میں ووٹنگ (رائے دہی) کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر نصف سے زائد ارکان اس بل کی تائید میں ووٹ دیں تو اسے قانون ساز کونسل کی منظوری کے لئے روانہ کیا جاتا ہے۔ قانون ساز کونسل میں ووٹنگ اور منظوری کے بعد اس بل کو گورنر کی منظوری کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ جب گورنر کی منظوری حاصل ہوجائے تو اس بل کو قانون کا درجہ حاصل ہوجاتا ہے اور اسے سرکاری گزٹ میں شائع کیا جاتا ہے۔

اسمبلی میں مباحث:

آیئے اسمبلی میں ہونے والے مباحث کی ایک فرضی مثال کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

رکن اسمبلی۔1:

عزت مآب مہلک، گذشتہ تین سالوں سے بارش کی کمی کی وجہ سے میرے حلقے میں زیر زمین پانی کی سطح بہت کم ہوگئی

شکل 16.4

SCERT TELANGANA

ہے۔حکومت نے اس سلسلے میں کوئی اقدامات نہیں کئیے۔مزید یہ کہ بورویلوں کی تعداد میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے۔میں عزت مآب وزیر سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ زیر زمین پانی کی سطح میں اضافے اور آبی وسائل کی بہتری کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

رکن اسمبلی۔2:

عزت مآب مہلک، یہ بالکل درست ہے۔میرے حلقے میں بھی حالات کچھ بہتر نہیں ہیں۔عہدیداروں کی جانب سے کئے گئے اقدامات اطمینان بخش نہیں ہیں۔عوام کو پینے کے پانی کے حصول کی خاطر کافی دوردراز کے مقامات تک جانا پڑرہا ہے۔

رکن اسمبلی۔3:

عزت مآب مہلک، حکومت کو چاہیئے کہ وہ تالابوں کے کٹوں کو مظبوط کرنے کے لئے، تالابوں اور ندیوں میں جمع ہوئی ریت اور مٹی کو نکالنے کے لئے رقم جاری کرے۔اور بارش کے موسم میں بارش کے پانی کو محفوظ کرنے کے اقدامات کرے۔تالابوں کے کٹوں میں پڑنے والے شگافوں سے حفاظت کچھیا کٹوں پر درختوں کو اگایا جائے۔

رکن اسمبلی۔4:

عزت مآب مہلک، حکومت کو حالات کا علم ہے۔مزید نقصانات سے بچنے کچھیا اقدامات کئے جارہے ہیں۔جن منڈلوں میں زیرزمین پانی کی سطح میں کمی ہوئی ہے ان کی نشاندہی کرلی گئی ہے۔

رکن اسمبلی۔5:

عزت مآب مہلک، حزب مخالف (اپوزیشن) کو چاہیئے کہ وہ حکومت کے مثبت اقدامات کی ہمت افزائی کرے اور تعمیری مشوروں سے نوازے۔انہیں حکومت پر غیر ضروری تنقید کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔میرے انتخابی حلقے میں پہاڑوں کی ڈھلانوں پر پشتوں کی تعمیر سے زیر زمین پانی کی سطح میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔سرکاری عہدیدار بھی عوام کی دسترس میں ہیں۔

رکن اسمبلی۔6

عزت مآب مہلک، میرے حلقے میں صنعتی اکائیوں کا مستعملہ آلودہ پانی ندی میں شامل ہورہا ہے جو عوام کی صحت کے لئے خطرناک ہے۔میں جاننا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اس کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔اس کے علاوہ پینے کے پانی کی قلت بھی میرے حلقے کے عوام کے لئے سنگین مسئلہ بنی ہوئی ہے۔

وزیر

عزت مآب مہلک، حکومت عوام کی صحت کے متعلق کافی فکرمند ہے۔اس نے قحط زدہ منڈلوں میں تمام حفاظتی اور احتیاطی اقدامات کئے ہیں۔مثلاً تالابوں کی تعمیر و مرمت کا کام، درختوں کو اگانا، ریت کی نکاسی پر امتناع عائد کرنا وغیرہ۔ حکومت تمام معزز ارکان کے مشوروں کا خیر مقدم کرتی ہے اور پروگراموں کے کامیابی کے ساتھ نفاذ کے لئے ان سے تعاون چاہتی ہے۔

اگر آپ رکن اسمبلی (MLA) ہوتے تو مندرجہ بالا امور پر آپ کا کیا موقف ہوتا؟

حکمران پارٹی کے رکن اسمبلی (MLA) میں اور حزب مخالف کے رکن اسمبلی (MLA) کے رول میں کیا فرق ہے؟

بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے حکومت ہند نے دو قوانین وضع کئے ہیں۔جیسے

1۔ قانون تحفظ اطفال برائے جنسی جرائم 2012، Protection of Children from Sexual Offences Act 2012 یہ قانون بچوں کی بھلائی اور تحفظ کی ضمانت دیتا ہے۔

2۔ بچوں کے ساتھ انصاف (بچوں کی دیکھ بھال اور تحفظ) کا قانون 2015۔ The Juvenile Justice Act 2015 یہ قانون بچوں کے تحفظ کو یقینی بناتا ہے۔جو بچے قانونی تصادم سے متاثر ہیں ان کی مدد کرتا ہے جیسے یتیم اور دیگر بچے۔ ایسے بچوں کے لیے اس قانون میں تعلیم، صحت، تغذیہ، رہنمائی وغیرہ فراہم کرنے کی گنجائش ہے اور ایسے بچوں کو سماج میں تعمیری رول ادا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

کلیدی الفاظ:

1) منشور، 2) کابینہ، 3) مہلک

SCERT TELANGANA

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1۔ عوامی زندگی سے متعلق چند امور لکھئے جن پر قانون سازی کی جائے؟

2۔ آپ کا اسکول محکمہ ثانوی تعلیم سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کے اسکول سے متعلق چند قوانین کے بارے میں لکھئے۔ (مثلاً طلباء، اساتذہ، صدر مدرس، پی۔ٹی۔اے یعنی اولیائے طلباء اور اساتذہ کی انجمن)

3۔ فرض کیجیے کہ ایک قانون بنایا گیا کہ 14-6 سال کے بچے اسکول کے باہر نہ ہونے چاہئے۔ اس قانون کو نافذ کرنے کے لئے کیا اقدامات کرنے چاہئے؟ کمرہ جماعت میں اپنے ٹیچر کی مدد سے بحث کیجئے۔

4۔ ''قانون سازی'' عنوان کے تحت دیئے گئے پیراگراف کو پڑھیے اور ذیل کے سوال کا جواب دیجیے؟
فرض کرو کہ آپ تلنگانہ اسمبلی کے ایک رکن ہیں، کس مسئلہ پر قانون سازی ضروری سمجھیں گے؟ مثال کے ذریعے سمجھائیے۔

5۔ فرض کرو کہ پورب نگر نامی ایک ریاست کی اسمبلی میں 368 ارکان ہیں۔ انتخابات کے بعد مختلف پارٹیوں کے کامیاب امیدواروں کی تعداد اس طرح ہے۔
پارٹی۔اے۔89، پارٹی۔بی۔91، پارٹی۔سی۔70، پارٹی۔ڈی۔84، دیگر امیدوار۔34 جملہ:368
اوپر کے جدول کا مشاہدہ کر کے حسب ذیل سوالات کے جوابات دیجئے۔
a) 368 نشستوں میں سے اکثریت کے حصول کے لئے کتنی نشستوں کی ضرورت ہے؟
b) ان نتائج کے اعتبار سے واحد اکثریتی پارٹی کون سی ہے؟
c) کیا واحد بڑی پارٹی حکومت تشکیل دے سکتی ہے؟ اگر نہیں تو حکومت تشکیل دینے کے لئے دیگر متبادلات کیا ہیں؟ واحد اکثریتی پارٹی کی حکومت اور مخلوط حکومت کے درمیان کیا فرق ہے؟

6۔ فی الحال ہمارے ملک میں صرف چند ریاستوں میں ہی دو ایوانی مقننہ ہیں؟ وہ کونسی ریاستیں ہیں؟

7۔ نقشہ نمبر۔ 1 کی مدد سے آپ کے ضلع کے نقشہ میں آپ کے اسمبلی حلقے کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کے نام درج کیجئے۔

8۔ سبق کی بنیاد پر درج ذیل تصاویر سے متعلق گفتگو لکھئے۔

باب 17

ضلع میں قوانین کا نفاذ

گذشتہ سبق میں ہم نے دیکھا کہ قوانین کس طرح بنائے جاتے ہیں اور فلاح و بہبود اور ترقی کے منصوبے کیسے بنائے جاتے ہیں لیکن ان کو نافذ کیسے کیا جاتا ہے؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ قانون نافذ کرنے والوں کو بھی عوام منتخب کرتے ہیں؟ یا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک مرتبہ قانون بن جائے تو عوام خود اس پر عمل کرتے ہیں؟ درج ذیل کام کیسے انجام دیئے جاتے ہیں؟ اِس بارے میں کمرہ جماعت میں گفتگو کیجیے:

i. نہروں اور ڈیموں کی تعمیر
ii. مکانات کو بجلی کی سربراہی
iii. راشن کی دوکانوں کا انتظام
iv. ریل گاڑیوں کا نظم
v. کرنسی نوٹوں کی چھپوائی
vi. عوام سے ٹیکس کی وصولی
vii. بچہ مزدوری کی روک تھام اور تمام بچوں کے لیے تعلیم کا نظم
viii. ملک کے سرحدات کی نگرانی اور حفاظت
ix. خط غربت سے نیچے موجود افراد کی نشاندہی اور ان کی فلاح کے لیے منصوبے نافذ کرنا
x. لوگوں کو دوسروں کے مال و متاع چوری کرنے سے روکنا۔

❖ آپ نے مختلف قسم کے سرکاری عہدیداروں کے بارے میں سنا ہوگا کیا آپ ان میں سے چند کے نام بتا سکتے ہیں، بحث کیجیے کہ وہ کیا کام کرتے ہیں؟

گذشتہ سبق میں ہم نے پڑھا ہے کہ حکومت کے مختلف محکمے ہوتے ہیں جو مختلف قسم کے کام انجام دیتے ہیں۔ یہ محکمے وزیروں کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔ ان محکموں میں کثیر تعداد میں سرکاری عہدیدار کام کرتے ہیں جو حکومت کے احکام کو نافذ کرتے ہیں۔ ان میں چند عہدیداوں کو ریاستی صدر مقام جیسے حیدرآباد میں تعینات کیا جاتا ہے۔ جہاں وہ لوگ ساری ریاست میں قوانین کے نفاذ کیلئے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ ساری ریاست کو کئی اضلاع میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اور اکثر سرکاری محکمے تمام اضلاع میں اپنے دفاتر قائم کرتے ہیں تاکہ وہاں حکومت کے منصوبوں کو روبہ عمل لایا جائے اور قانون کو نافذ کیا جائے۔ ہماری ریاست تلنگانہ میں 10 اضلاع ہیں۔

☆ آپ کے ضلع کا نام کیا ہے؟ اور اس کا مستقر (ہیڈ کوارٹر) کہاں ہے؟

SCERT TELANGANA

ہر ضلع میں ایک ضلع کلکٹر اور مجسٹریٹ ہوتا ہے جو تمام محکموں کے کام کاج میں ہم آہنگی اور تال میل پیدا کرتا ہے۔ آیئے ان کے فرائض کے بارے میں ہم مزید کچھ جانکاری حاصل کرتے ہیں۔

ضلع نلاّ ورم کے ضلع کلکٹر اور مجسٹریٹ :

یہاں ایک فرضی ضلع نلاّ ورم کے بارے میں جانکاری دی گئی ہے اس ضلع میں درج ذیل منڈل ہیں۔ گاری پلی، ملے پلی، نرساپیٹ، گورتھور۔ نلاّ ورم، ضلع کلکٹر اور مجسٹریٹ کا دفتر نلاّ ورم شہر میں واقع ہے۔

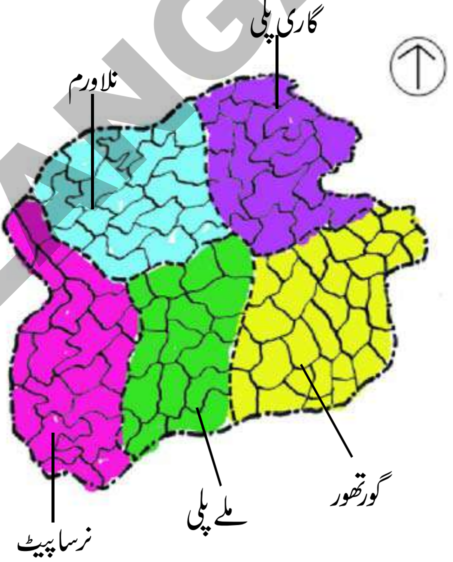

شکل 17.1 ضلع نلاّورم اور اس کے منڈل

ضلع مجسٹریٹ منیشا ناگلے ہر روز صبح 10-30 بجے اپنے دفتر پہنچتی ہیں۔ آج صبح 11-30 بجے ان کے دفتر میں تمام محکموں کے عہدیداروں کا ایک اجلاس ہے۔ تمام محکموں کے اعلیٰ عہدیدار اجلاس میں شرکت کرتے ہیں۔ کلکٹر نے ہر محکمے کے اعلیٰ عہدیدار سے محکمہ کی گذشتہ ماہ کی کارکردگی کے بارے میں پوچھا۔ اور محکموں کو درپیش مسائل کے بارے میں تبادلہ خیال کیا یہ اجلاس دوپہر دو بجے تک جاری رہا۔

اجلاس کے بعد منیشا ناگلے نے فائلوں کا جائزہ لیا۔ یہاں فائلوں کا انبار ہے۔ یہ فائلیں مختلف محکموں کے کام کاج سے متعلق ہیں۔ کلکٹر نے ان فائیلوں کو دیکھنے کے بعد اپنا تبصرہ، رائے یا احکام ان پر لکھ دیئے۔ یہ کام تقریباً تین بجے تک جاری رہا۔ روزانہ 3 بجے سے 4-30 بجے تک وہ ضلع کے عوام سے ملاقات کرتی ہیں۔ تمام منڈلوں سے لوگ اپنے مسائل لے کر کلکٹر سے ملاقات کے لیے آتے ہیں۔

ملے پلی منڈل کے چند کسانوں نے آکر شکایت کی کہ ان کے منڈل میں آبپاشی کی سہولتیں نہیں ہیں۔ دو سال سے انکے تالاب سوکھے پڑے ہیں۔ اس سال فصلیں بھی تباہ ہوگئیں۔ وہ جاننا چاہتے تھے کہ کیا ان کے قرضے معاف ہوسکتے ہیں؟ یا تالاب کے کٹوں کی مرمت کا کام حکومت کی جانب سے کروایا جائے گا؟ ان کے پڑوس میں بعض گاؤں کے تالابوں کی مرمت کی گئی تھی۔ وہ لوگ بھی اپنے تالابوں کی مرمت انہی خطوط پر کروانا چاہتے تھے۔

منیشا ناگلے نے انہیں بتایا کہ ریاست کے قحط زدہ علاقوں کی فہرست میں ان کا گاؤں شامل نہیں ہے۔ اس لیے ان کے قرضے معاف نہیں کئے جاسکتے۔ کلکٹر نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اپنے علاقہ کے MLA سے ملاقات کریں اور اپنے مسائل پیش کریں۔ کلکٹر نے تیقن دیا کہ گاؤں کے تالاب کٹے کی مرمت کے لیے وہ محکمہ آبپاشی کو ہدایات جاری کریں گی۔

دوسرے دن صبح 5-00 بجے کلکٹر کو نرساپیٹ منڈل سے ایک فون کال موصول ہوا۔ کپاس کے ایک کارخانے میں محفوظ کپاس میں رات میں اچانک آگ لگ گئی تھی۔ لوگ اس پر قابو پانے کی کوشش کررہے تھے۔ فائر سرویس والے وہاں پہنچ گئے تھے۔ اس بات کی کوشش کی جارہی تھی کہ آگ کو آس پاس کے علاقوں میں پھیلنے سے روکا جائے۔ محترمہ ناگلے فوری نرساپیٹ منڈل کے لیے روانہ ہوگئیں۔ انہوں نے سپرنٹنڈنٹ آف پولیس اور سول سرجن کو فون کیا اور کہا کہ وہ لوگ ان کے ہمراہ نرساپیٹ پہنچیں۔

تقریباً 7-00 بجے صبح کلکٹر نرساپیٹ پہنچیں اور سیدھے کپاس مل کو گئیں۔ بہت ساری کپاس جل کر خاکستر ہوچکی تھی۔ لیکن اب

SCERT TELANGANA

شکل 17.2
کلکٹر کپاس کے کارخانہ میں

آگ پر قابو پالیا گیا تھا۔ وہاں بلدیہ کے صدرنشین اور پولیس عہدیدار بھی موجود تھے۔کلکٹر نے ان لوگوں سے پیش آئے نقصان کے بارے میں پوچھا۔ صدرنشین بلدیہ نے بتایا کہ مل کے دومزدوروں کو جو بہت زیادہ جھلس گئے تھے دواخانے میں شریک کرادیا گیا۔اور قریب کے چندمکانوں کو بھی آگ کی وجہ سے نقصان ہوا ہے۔

محترمہ ناگلے نے متاثرہ مکانات کے مالکین کے لیے فی کس دس ہزار روپے کی امداد دینے کا اعلان کیا اور تیقن دیا کہ آگ لگنے کی وجوہات کا پتہ لگایا جائے گا۔اسکے بعد کلکٹر نے دواخانہ کا دورہ کیا اور متاثرہ مزدوروں کی عیادت کی اور ان لوگوں کے لیے بھی فی کس 20,000/- روپے کی امداد کا اعلان کیا۔

واپسی میں انہوں نے دفتر بلدیہ کا دورہ کیا۔انہیں بتایا گیا تھا کہ شہر کے مختلف حصوں میں غاصبانہ قبضوں کی وجہ سے فائر انجن کو مقام حادثہ تک پہونچنے میں تاخیر ہوئی۔ سڑکوں کے کناروں پر مختلف دوکانوں کے مالکین نے غیر قانونی قبضہ جمارکھا تھا۔کئی مکانات کے مالکین نے اپنی حدود سے تجاوز کرکے مکانات کی توسیع کرلی تھی۔ جس کی وجہ سے ٹریفک جام کے مسائل ہورہے تھے۔کلکٹر نے بلدیہ کے عہدیداروں سے بات چیت کی اور انہیں ہدایت کی کہ آئندہ چند ہفتوں میں ان لوگوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔اور آئندہ ماہانہ اجلاس میں انہیں رپورٹ پیش کی جائے۔منیشا ناگلے جب نلاّورم واپس ہوئیں تو رات ہوچکی تھی۔

نلاّورم ایک خیالی یا فرضی ضلع ہے۔مگر آپ نے دیکھا کہ نلاّورم کے ضلع کلکٹر نے جو کام انجام دیئے ہیں وہی ہر ضلع کا کلکٹر انجام دیتا ہے اور لوگ اس سے یہی توقع کرتے ہیں۔

☆ کسانوں کے قرضے معاف نہ کرنے کے معاملے میں کلکٹر نے کیا وضاحت پیش کی۔
☆ مذکورہ بالا حادثے کی تفصیل میں کن کن سرکاری عہدیداروں کا ذکر کیا گیا؟
☆ مذکورہ بالا حادثے کی تفصیل کے دوران کن غیر سرکاری ملازمین/عہدیداروں کا ذکر کیا گیا؟

تحصیلدار (منڈل ریونیوآفیسر .M.R.O) اور پٹواری (ولیج ریونیوآفیسر V.R.O)

آپ نے دیکھا کہ نلاّورم ضلع کو مختلف منڈلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ہر منڈل میں کئی گاؤں ہوتے ہیں۔نقشے میں بھی آپ مشاہدہ کرسکتے ہیں کہ نلاّورم کو کئی منڈلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔کئی گاؤں کو ملا کر ایک منڈل تشکیل دیا جاتا ہے۔ ضلع کے مستقر کی طرح منڈل میں بھی مختلف دفاتر ہوتے ہیں۔مثلاً منڈل کی سطح کے تعلیم، زراعت،تحصیل وغیرہ کے دفاتر۔

☆ ضلع کے نقشے میں آپ کے منڈل کو تلاش کیجیے؟
☆ آپ کے ضلع کے نقشہ میں آپ کے پڑوسی منڈل تلاش کیجیے؟

SCERT TELANGANA

ان ریکارڈ کی روشنی میں وہاں سے ہٹایا جاسکتا ہے۔

ولیج ریوینو آفیسر اور منڈل ریوینو آفیسر کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان تمام اراضیات کے ریکارڈ رکھیں۔ اس کے علاوہ اراضیات کی تازہ ترین صورتحال کا اندراج کرنا اور راشن کارڈ جاری کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

قوانین کیسے نافذ کئے جاتے ہیں ؟

اس بات کو سمجھنے کے لیے ہمیں درحقیقت کسی قانون کو سمجھنا ہوگا۔ گذشتہ اسباق میں ہم نے زیرزمین پانی کی ضرورت اوراہمیت کے بارے میں پڑھا اور دیکھا کہ یہ کس طرح ہماری زراعت کی ترقی میں صدیوں سے معاون رہا ہے۔ ہمارے علاقوں میں سدا بہار دریا اور جنگلات بھی ہیں۔تلنگانہ کے کئی علاقوں میں لوگ آج بھی پانی کی خاطر 1500 فٹ بورویل کی کھدائی کرتے ہیں۔ اگر یہ عمل ایسے ہی جاری رہا تو مستقبل میں لوگوں کو پینے کے لیےاور آبپاشی کے پانی کی دستیابی ناممکن ہوجائے گی۔

شکل 17.3 گاؤں کے لوگ زمینات کے ریکارڈ کومی سیوا میں دیکھتے ہوئے

آندھراپردیش قانونِ تحفظ برائے آب' اراضی وجنگلات-2002

یہ بہت ضروری امر ہے کہ ہم قدرتی وسائل کی حفاظت کریں تاکہ وہ آئندہ نسلوں کے کام آسکیں۔ اسی لیے حکومت آندھراپردیش نے ایک قانون،'' قانونِ تحفظ برائے آب''، ''اراضی وجنگلات 2002 ''منظور کیا۔ جو 19-04-2002 سے نافذ العمل ہے۔ اس قانون کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

a. بورویل یا کنوؤں کی کھدائی سے قبل منڈل ریوینو آفیسر سے اجازت لینا ضروری ہے۔

b. بورویلوں یا کنوؤں کی کھدائی کے وقت دیگر بورویلوں اور کنوؤں

اپنے دیگر فرائض کے ساتھ ساتھ ریوینو آفیسرس اراضیات کے ریکارڈ بھی رکھتے ہیں۔ اگر آپ کسی گاؤں میں رہتے ہیں یا آپ کی ذاتی اراضی ہو تو آپ کو پتہ ہوگا کہ آپ کے والدین کے پاس اپنی زمین کے کچھ ریکارڈ یا دستاویزات ہوں گے۔ ریوینو کے دفاتر میں ملک بھر کی زمینات کا مستند ریکارڈ رکھا جاتا ہے اور یہاں تمام لوگوں کی زمینات کے نقشے بھی موجود رہتے ہیں۔ جن میں کھیتوں ،تالابوں، نالوں، کنوؤں، پڑوسی زمینات، سڑکوں، پہاڑوں وغیرہ کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ یہ دستاویزات بہت ہی اہم اور مفید ہوتے ہیں۔ اگر کوئی دوافراد کے درمیان زمین کی حد بندی کے بارے میں تنازعہ ہوجائے تو ان ہی نقشوں اور تحریری دستاویزات کی بنیاد پر اس تنازعہ کی یکسوئی کی جاتی ہے۔ اراضی کی خرید وفروخت کے معاملوں کا اندراج بھی ان دفاتر میں کیا جاتا ہے۔ ان دفاتر میں جنگلات یا دیگر غیرزرعی زمینات کے نقشے بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے کوئی فرد دوسروں کی اراضی یا سرکاری اراضی پر غاصبانہ قبضے کرتا ہے تو اس کو

SCERT TELANGANA

سے مناسب فاصلہ اور صراحت کردہ گہرائی کو برقرار رکھا جائے تا کہ غیر ضروری مقابلہ آرائی سے پرہیز کیا جا سکے۔

c. بارش کے پانی کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے اقدامات کئے جائیں۔

d. صنعتی اکائیوں کو چاہیۓ کہ وہ مستعملہ پانی کو دوبارہ کارکرد بنانے کے اقدامات کریں۔

e. پینے کے پانی کی حفاظت کے اقدامات کرنا۔

f. جن علاقوں میں زیرزمین پانی کی سطح میں کمی ہوگئی ہو وہاں دریاؤں اور ندیوں سے ریت نکالنے پر امتناع عائد کیا گیا ہے۔

g. سماجی جنگلات کو بڑے پیمانے پر اگایا جائے۔

h. بلا اجازت درختوں کو کاٹنے پر پابندی ہوگی۔ اگر کسی سبب اجازت کے ساتھ کسی درخت کو کاٹنا ضروری ہو تو اس کے بدلے دو پودے لگائے جائیں۔

اس قانون کے منظور ہونے کے بعد حکومت نے اس کے نفاذ کے لیے ایک اتھاریٹی (Authority) کو قائم کیا۔ جو WALTA یعنی Water, Land and Trees Protection Authority کہلاتی ہے۔ اس طرح آپ کسی قانون کو نافذ کرنے کے بارے میں غور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ قانون کے نفاذ کے لیے مختلف محکموں کو ہم آہنگی کے ساتھ کام کرنا ضروری ہے۔ مثلاً محکمہ جنگلات درختوں کی حفاظت کرتا ہے جس کی وجہ سے آبی وسائل میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسی طرح محکمہ صنعت آبی آلودگی کو روکنے کے لیے کام کرتا ہے۔ ذیل میں ایک جدول

محکمے	دائرہ اختیار میں آنے والے امور
زیرزمین پانی کا محکمہ	بورویلوں کا اندراج، ریت کی نکاسی، آبی وسائل کی دستیابی والے علاقوں کی درجہ بندی
میونسپل نظم ونسق اور شہری ترقی کا محکمہ	بارش کے پانی کا تحفظ، درخت لگانا، نئی عمارتوں کی تعمیر کے لیے اجازت دینا۔
محکمہ کان کنی واراضیات	آبی ذرائع سے ریت کی نکاسی کی نگرانی کرنا
محکمہ جنگلات	گرتے ہوئے درختوں کی کٹائی کی اجازت

اگر یہ قانون مکمل طور پر نافذ ہوتا ہے تو اس کے کیا نتائج ہوں گے؟ ذیل کے مسائل کے پیش نظر بتلائیے کہ کون سے محکموں کی یہ ذمہ داریاں ہیں؟ کیا بعض اُمور کے ذمہ دار ایک سے زائد محکمے ہیں؟ جائزہ لیجیے:

☆ ستیاوتی ایک کسان ہے اور چاہتی ہے کہ اپنی زمین میں ایک بورویل کھدوائے جب کہ اس کے پڑوسی کی زمین پر بورویل موجود ہے۔ اسے قانون کے کون سے اصول پر عمل کرنا چاہیۓ ؟

☆ پدمانابھم ایک نیا مکان تعمیر کرنے کیلئے قریبی ندی سے ریت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

☆ اپاراؤ ایک کنٹراکٹر ہے وہ چاہتا ہے کہ جنگلاتی خطے میں پتھر کی کان (Quarry) شروع کرے۔

SCERT TELANGANA

تیار کیا گیا ہے جس میں بتایا گیا کہ حکومت کے مختلف محکمے یا عہدیدار قانون کو نافذ کرنے کے لیے کیسے ذمہ دار ہوں گے۔

بہر حال، ہمارے ملک کی طرح ہر جمہوری ملک میں منتخب عوامی نمائندوں اور سرکاری افسروں کی ذمہ داریاں الگ الگ ہوتی ہیں۔ اور یہ کئی طرح سے بادشاہوں اور سرداروں کے انداز سے جداگانہ ہوتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اسطرح عدم مساوات ناانصافیاں اور امتیازات سماج سے مکمل طور پر ختم ہوجائیں گے۔ البتہ ان طریقوں سے ہم اس سمت میں کامیابی کے ساتھ پیشرفت کر سکتے ہیں۔

کلیدی الفاظ

1) مجسٹریٹ	2) تحصیلدار
3) قانون کا نفاذ	4) VRO
5) اوٹنا	Ginning

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. ضلع کلکٹر نے جو کام انجام دیئے ان کی ایک فہرست بنائیے۔
2. درج ذیل بیانات کو درست کیجئے :
   - a. منتخبہ نمائندے قوانین کو نافذ کرتے ہیں۔
   - b. کلکٹر منڈل کا انچارج ہوتا ہے۔
   - c. سارے ضلع کے مسائل کی یکسوئی کے لیے لوگ منڈل آفیسر سے رجوع ہوتے ہیں۔
   - d. تحصیلدار (MRO) کے پاس تحصیل اراضی کے ریکارڈ ہوتے ہیں۔
3. آپ کے خیال میں اراضی کے ریکارڈ منڈل اور گاؤں کی سطح کے دفاتر میں کیوں رکھے جاتے ہیں؟ صفحہ نمبر 160 کے پہلے دو پیراگراف کا مطالعہ کر کے ذیل کے سوال کا جواب دیجیے؟
4. گذشتہ دو اسباق میں ہم نے قانون سازی کرنے والوں اور ان کو نافذ کرنے والوں کے بارے میں پڑھا۔ ذیل کے اُمور کو ان کے متعلقہ افراد کے ساتھ ایک جدول کی شکل میں لکھئے۔
   - a) انتخابات میں حصہ لیتے ہیں۔
   - b) حکومت کے مختلف محکموں کا حصہ ہوتے ہیں۔
   - c) قانون سازی کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔
   - d) قانون کو نافذ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔
   - e) عام طور پر پانچ سال کے لیے منتخب کئے جاتے ہیں۔
   - f) ملازمت کے لیے تقرر پاتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

رکن قانون ساز اسمبلی	انتظامی عہدیدار

5۔ یہاں منیشا نا گلے سے متعلق مختصر تفصیلات دی گئی ہیں۔انھیں غور سے پڑھیے اوراس مواد کا تقابل منصب داراور جاگیردار عنوان کے تحت باب 14 میں اور فوجی دستوں کے کپتان ''امرنایکا'' کے تحت باب 13 میں دیا گیا ہے سے کیجیے۔اور ذیل میں دیے جدول کو مکمل کیجیے۔

منیشا نا گلے گذشتہ پانچ مہینوں سے نلا ورم کی کلکٹر ہیں۔بحیثیت کلکٹر تقرر سے قبل وہ ریاست کے صدر مقام میں محکمہ صحت عامہ میں ڈپٹی سکریٹری کے عہدہ پرخدمات انجام دے چکی ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان کا بطور کلکٹر کسی دوسرے ضلع میں تبادلہ کیا جاسکتا ہے یا پھر انہیں دفتر معتمدی میں واپس بلا لیا جاسکتا ہے۔ یہ ہندوستانی سرکاری ملازمہ ہیں۔ اکثر و بیشتر کچھ لوگوں کو دہلی جاکر مرکزی حکومت کے امور بھی انجام دینے ہوتے ہیں۔تمام عہدیدار جیسے کہ منیشا نا گلے کا انتخاب حکومت ہند کی جانب سے منعقدہ امتحانات کے ذریعے ہوتا ہے۔

امور	سرکاری ملازمین	امرانائک	منصب دار
طریقہ انتخاب			
تنخواہ بذریعہ			

6۔ آپ کے ضلع کے نقشہ میں آپ کے منڈل کے اطراف کے منڈلوں میں رنگ بھریئے۔

مباحثہ:

قوانین کے نفاذ سے متعلق طلبہ کی معلومات میں اضافہ کیلئے تحصیلدار رگرداور سے گفتگو کروائے۔

منصوبہ کام:

1. اپنے ٹیچر سے انٹرویو لیجئے یا کسی سرکاری مدرسے کے ٹیچر کا انٹرویو لیجئے۔ان سے دریافت کیجئے کہ ان کا تقرر کس طرح ہوا؟ انہوں نے کس محکمہ کو رپورٹ کیا؟ کیا ان کا تبادلہ ہوا ہے؟ ان کی ترقی وتادیب کا طریقہ کیا ہے؟ ان کی تنخواہوں کا ذمہ دار کون ہے؟ اگر کام کے دوران انہیں کچھ مسائل درپیش ہوں تو وہ کس سے رجوع ہوتے ہیں؟
2. بچوں کے اسکول میں داخلہ پروگرام، دوپہر کے کھانے کی اسکیم یا کسی اور پروگرام کی عمل آوری کے متعلق ان بچوں کے تجربات کیا ہیں؟ حاصل کردہ معلومات کو کمرہ جماعت میں پیش کیجئے۔

SCERT TELANGANA

باب

18

ذات پات کا امتیاز اور مساوات کے لیے جدوجہد

ذات پات کا نظام ہمارے ملک میں عدم مساوات کی شکلوں میں سے ایک ہے کئی لوگ صدیوں سے اس فرق کے خلاف آواز اُٹھا رہے ہیں۔ اس ذات پات کے امتیاز کو ختم کرنے کے لیے ہماری دستوری جدوجہد بھی رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہماری حکومتوں کا اولین مقصد بھی یہی رہا۔ آیئے اب ہم ذات پات کے نظام کا طریقہ کار اور ذات پات کو ختم کرنے کے اقدامات کا مطالعہ کریں گے۔

ہمارے ملک کا کثیر طبقہ اپنے آپ کو کسی نہ کسی ذات سے وابستہ تصور کرتا ہے۔ کئی لوگ اپنے نام کے آگے اپنی ذات کا نام بھی لکھتے ہیں۔ عام طور پر کسی مخصوص ذات کے لوگوں کے رسم ورواج الگ ہوتے ہیں اور اُن کا ایک علیحدہ معبود ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ شادی بیاہ بھی اپنی ذات کے لوگوں میں ہی کرتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں ایک مخصوص ذات کے لوگ ایک خصوصی پیشے سے وابستہ ہوتے تھے۔ لیکن بدلتے وقت کے ساتھ ساتھ ان میں کئی ایک تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ اس طرح آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ذات پات کا نظام کسی ایک گروہ کے لوگوں کے درمیان بندھن بنایا ہوا ہوتا ہے اور انہیں دوسرے گروہ کے لوگوں سے کس طرح علیحدہ کرتا ہے۔

☆ کیا آپ اپنی جماعت میں بحث کرسکتے ہیں کہ کس طرح مندرجہ بالا نکات آپ کے علاقہ کے اعتبار سے صحیح ہیں اور کس حد تک یہ بدل گئے ہیں؟

بہرحال ہمارے سماج میں ذات پات کے نظام نے بڑی حد تک عدم مساوات اور تفریق کو بڑھاوا دیا ہے۔ آیئے اب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ نظام کس طرح وقوع پذیر ہوا۔ لوگ اپنی گزر بسر اور ذریعہ معاش کے لیے مختلف پیشے جیسے تدریس، بڑھئی، کوزہ گری، بُنائی، زراعت اور مچھلی پکڑنا وغیرہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ تاہم ان میں چند پیشے دوسرے پیشوں کی بہ نسبت معتبر سمجھے جاتے ہیں۔ مختلف سرگرمیاں جیسے صفائی، دھلائی، اصلاح سازی، کوڑا کرکٹ اُٹھانا وغیرہ کم درجہ کی سمجھی جاتی ہیں اور ایسے لوگ جو یہ کام انجام دیتے ہیں انہیں کم تر ناپاک سمجھا جاتا ہے۔ اس عقیدہ نے ذات پات کے نظام کے ارتقاء میں کلیدی رول ادا کیا۔ ذات پات کے نظام میں طبقات/عوام کے گروہوں کو ایک سیڑھی کی شکل میں درجہ بندی کی گئی جس میں ہر ذات کے اوپر یا نیچے کوئی دوسری ذات کو رکھا گیا۔ وہ لوگ جو اس فہرست میں سب سے اول نمبر پر ہیں اپنے آپ کو اعلیٰ ذات یا اعلیٰ طبقہ کے لوگ کہلانے لگے اور وہ بہت معتبر لوگ تصور کئے گئے۔ اور جو گروہ سب سے نیچے رکھے گئے وہ لوگ نااہل اور اچھوت تصور کئے گئے۔

ذات پات کی بنیاد پر کچھ اصول مرتب کئے گئے ان نام نہاد اچھوت طبقہ کے لوگوں کو سوائے ان کو مختص کردہ کاموں کے دیگر تمام اچھے کاموں سے باز رکھا گیا۔ مثال کے طور پر چند گروہوں کو صرف کچرا اٹھانے اور گاؤں سے مردہ جانوروں کو ہٹانے کے کام پر مامور کیا گیا۔ لیکن یہ لوگ اعلیٰ ذات والوں کے گھروں میں داخل نہیں ہوسکتے تھے۔ گاؤں کے کنویں سے پانی

SCERT TELANGANA

حاصل نہیں کرسکتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں مندر میں داخلے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ ان لوگوں کے بچے مدرسہ میں دیگر اعلیٰ ذاتوں کے بچوں کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ پس اعلیٰ ذات کے لوگوں نے ان اچھوت طبقات کے وہ تمام حقوق سلب کرلئے گئے جن سے صرف اعلیٰ ذات کے لوگ مستفید ہوتے تھے۔

☆ آپ کس طرح سمجھتے ہیں کہ ذات پات کا نظام لوگوں میں عدم مساوات کوفروغ دیتا ہے؟

جب چندلوگوں کوان کی خواہشات جیسے تعلیم حاصل کرنا یا انہیں مرضی کے مطابق روزگار حاصل کرناوغیرہ سے بازرکھاجائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسے لوگ ذات پات کے امتیاز کا شکار ہیں۔ ہندوستان کے ایک سرکردہ رہنما ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر بھی 1901ء میں امتیازی سلوک کا شکار ہوئے جبکہ وہ صرف نو(9) سال کے تھے۔ وہ اپنے بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کے ہمراہ اپنے والد سے ملاقات کے لیے کورے گاؤں مہاراشٹرا گئے تھے۔ آیئے اس واقعہ کے بارے میں پڑھتے ہیں۔

ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر (1891-1956)

دستور ہند کی مسودہ کمیٹی کے چیرمین (صدرنشین) اور

آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر قانون

”ہم بہت دیر سے انتظار کررہے تھے مگر ہماری جانب کوئی نہیں آیا۔ ایک گھنٹہ گذرنے کے بعد ریلوے اسٹیشن ماسٹر ہمارے قریب آکر ٹکٹ پوچھنے لگے ہم نے اس کوٹکٹ بتایا۔ آپ یہاں کس کا انتظار کررہے ہیں۔ ہم نے کہا ہمیں کورے گاؤں جانا ہے۔ ہمیں لینے کے لیے والدصاحب یا ان کے نوکر کوآنا چاہیے تھا مگر کوئی بھی نہیں آئے۔ وہاں تک کیسا پہنچا جائے ہمیں معلوم نہیں۔ ہم اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ہمارے کپڑوں یا بات چیت کرنے کے ڈھنگ سے ہمیں کوئی پہچان نہ سکا کہ ہم اچھوتوں کے بچے ہیں۔ اسٹیشن ماسٹر نے ہمیں براہمن کے بچے سمجھ کر ہماری طرف راغب ہوا۔ عام ہندولوگوں کی طرح اسٹیشن ماسٹر نے ہمیں پوچھا کہ آپ کون ہیں۔ ساتھ ہی ہم نے کہا ہم مہر (Mahar) ہیں (بامبے کی حکومت میں مہر کو ایک اچھوت ذات سمجھا جاتا تھا) جیسے ہی اُس نے سناوہ دنگ رہ گیا۔ چہرہ کا رنگ بدل گیا اپنے چہرہ پر ہونے والی تبدیلیوں کو روک نہ سکا۔ اور وہ واپس اپنے کمرۂ میں چلا گیا اور ہم وہیں رکے رہے۔

پندرہ تا بیس منٹ گزر گئے اور سورج تقریباً غروب ہورہا تھا۔ ہمارے والد بھی نہیں آئے اور نہ ہی اپنے نوکر کو بھجوایا اور اسٹیشن ماسٹر بھی ہمیں تنہا چھوڑ کر جاچکا تھا۔ ہم جس وقت سفر کے لئے نکلے تھے اس وقت جو خوشی اور شادمانی ہمارے دل میں تھی وہ تکلیف میں بدل گئی۔

آدھا گھنٹہ گذرنے کے بعد وہی اسٹیشن ماسٹر دوبارہ ہمارے قریب آیا ہم سے کہنے لگا آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہم نے کہا: اگر ایک بیل گاڑی کرایہ پر مل جائے تو اس پر یا اگر قریب ہوتو ہم چل کر جاسکتے ہیں۔ وہاں کرایہ پر چلنے کے لیے بیل گاڑیاں بہت ہیں وہاں جاکر بیل گاڑی والوں سے دریافت کرنے پروہ ہماری ذات مہار (Mahar) کے انکشاف کے بعد کوئی اپنے کوآلودہ کرنا نہیں چاہتا تھا یا اچھوت کوگاڑی میں بٹھانے کا دھبہ اپنے اوپر لینے کے لیے تیار نہ تھا۔

SCERT TELANGANA

ہم اسے دوگنی رقم دینے تیار تھے مگر وہ اس پر بھی راضی نہ تھے۔ ہماری طرفداری کرنے والے اسٹیشن ماسٹر کو بھی کچھ نہیں سوجھ رہا تھا اس لیے وہ خاموش کھڑے رہے۔

ماخوذ : ڈاکٹر بی۔آر۔امبیڈکر کی تحریریں اور تقریریں۔ حصہ 12 'ترتیب وسنت مون بابے' محکمہ تعلیمات حکومت مہاراشٹرا۔

☆ بچے پیسے دینے کے لیے تیار ہونے کے باوجود بیل گاڑی والا کیوں انکار کرنے لگا؟

☆ ریلوے اسٹیشن میں عام لوگ ڈاکٹر امبیڈکر اور انکے بھائیوں کیساتھ کیوں امتیاز دکھا رہے تھے؟

☆ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ایک بچہ ہونے کے ناطے ڈاکٹر امبیڈکر پر کیا گذری ہوگی جب مہار کا لفظ سنتے ہی اسٹیشن ماسٹر کے چہرہ کا رنگ تبدیل ہوتے دیکھا۔

☆ کیا آپ کے ساتھ کبھی امتیازی سلوک ہوا ہے؟ یا اس طرح کے موقع کا کبھی مشاہدہ کیا ہے ؟

☆ اس واقعہ سے آپ کو کیا محسوس ہوا؟

غور کیجئے کہ لوگ ایک مقام سے دوسرے مقام کو آسانی سے نقل وحرکت نہ کرسکیں اور آپ سے سب دور بھاگیں، تو کتنی تکلیف ہوگی۔ اگر کوئی آپ کو اچھوت کے طور پر دیکھے،سب کے پینے کے پانی کو آپ کو نہ دیں تو آپ کی کتنی تذلیل ہوگی، کتنی تکلیف ہوگی غور کیجئے۔

یہ چھوٹا سا واقعہ بتلاتا ہے کہ بیل گاڑی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا چھوٹا سا کام بھی بچوں کے لئے کس قدر دشوار تھا۔ حالانکہ وہ اس کے لئے کرایہ بھی دینے کے لئے تیار تھے کہ ریلوے اسٹیشن میں موجود تمام بیل گاڑی والے ان بچوں کو لے جانے سے انکار کرتے ہیں ان کا یہ سلوک امتیازی تھا۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ذات پات کا امتیاز روا رکھتے ہوئے دلتوں کو نہ صرف معاشی سرگرمیوں سے دور کرتے ہیں بلکہ انہیں عزت اور آبرو سے جینے کا بھی حق نہیں دیا جاتا۔

اسکول میں امتیازی سلوک کی ایک مثال :

اوم پرکاش والمیکی ایک نامور دلت مصنف ہیں۔ انہوں نے اپنے سوانح عمری 'جوٹھن' میں اس طرح لکھتے ہیں میں جماعت میں بقیہ لوگوں سے بہت دور زمین پر بیٹھا کرتا تھا۔ میری بیٹھنے کی جگہ چٹائی تک نہیں ہوتی تھی، بعض اوقات دروازے کے قریب سب بچوں کے پیچھے بیٹھنا ہوتا تھا، بعض اوقات مجھے بے وجہ مارتے بھی تھے، جب اوم پرکاش چوتھی جماعت میں تھے صدر مدرس نے اسکول اور کھیل کا میدان صاف کرنے کے لیے کہا۔ اس واقعہ کو انہوں نے اس طرح لکھا۔ ''میدان کافی بڑا ہے میں بہت چھوٹا ہوں وہ پورا میدان صاف کرنے کی وجہ سے میری کمر میں درد ہوتا تھا۔ چہرہ دھول سے بھر جاتا۔ دھول منہ میں بھی جاتی۔ میری جماعت کے تمام بچے پڑھ رہے ہوتے اور میں جھاڑو دینے لگتا۔ صدر مدرس اپنے آفس میں بیٹھ کر مجھے تاکتے رہتے۔ پانی پینے کی بھی مجھے اجازت نہیں تھی۔ تمام دن جھاڑو دیتا رہا، اسکول کے تمام کمرے، دروازے اور کھڑکیاں صاف کیا۔ جب میں یہ سب کام کرتا رہتا اساتذہ اور طلباء مجھے دیکھتے رہتے تھے''۔ اوم پرکاش سے اور کئی دنوں تک اسکول اور میدان میں جھاڑو دینے کو کہا گیا۔ یہ اس وقت تک چلتا رہا جب اتفاقاً پرکاش کے والد ایک دن اُدھر سے گذرتے ہوئے اپنے بیٹے کو جھاڑو دیتے ہوئے دیکھ لیا اور اوم پرکاش کا ہاتھ پکڑ کر لے جاتے ہوئے

SCERT TELANGANA

اساتذہ سے کہا ''آپ اساتذہ ہیں ......اس لئے میں چھوڑ رہا ہوں......لیکن آپ لوگ یہ یاد رکھئے ...... یہ یہیں پڑھے گا......اسی اسکول میں پڑھے گا۔ یہ اکیلا نہیں اس کے بعد بہت سارے لوگ یہاں آ کر پڑھیں گے۔''

☆ آپ کیوں ایسا سمجھتے ہیں کہ اوم پرکاش والمیکی کے ساتھ اساتذہ اور طلباء نے امتیازی سلوک کیا تھا؟

☆ اگر آپ والمیکی کی جگہ ہوتے اور ان حالات سے گذرتے تو آپ کیا محسوس کرتے؟ چار جملوں میں لکھئے؟

اگر افراد کے ساتھ مساویانہ سلوک کیا جائے تو اُن کے عزت نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ اوم پرکاش والمیکی سے صدر مدرس کا جو رویہ رہا اُس سے اُس کے عزت نفس پر شدید جھٹکا لگا۔ اُس کی ذات ہی کی وجہ سے اُس سے سارا اسکول جھاڑنے کے لیے کہا گیا۔ اس کے ساتھی اساتذہ کا رویہ ایسا تھا جس سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ یہ لڑکا دوسرے لڑکوں سے کم تر ہے اس رویہ سے اُس کے عزت نفس کو ٹھیس پہنچی ہے۔ اوم پرکاش ایک معصوم بچہ تھا ان حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے اس نے کوئی بھی کوشش نہ کی ہوگی۔ مگر اس کے والد نے اپنے بیٹے کے ساتھ ہو رہے برتاؤ کو دیکھ کر اساتذہ کے پاس جا کر اس عدم مساوات کے خلاف آواز بلند کی۔

فی زمانہ بہت سارے اساتذہ مدارس کے طلباء میں مساوات کو یقینی بنانے کے لئے خصوصی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ دلت طلباء کی نہ صرف حصول تعلیم کو یقینی بنا رہے ہیں بلکہ اسکول کی مختلف سرگرمیوں جیسے مہمانوں کا خیر مقدم، اسمبلی کا انعقاد، مختلف تقریبات میں تقاریر کرنے کے لئے ہمت افزائی کر رہے ہیں۔ اساتذہ اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ تمام طلباء کو دوپہر کا کھانا ایک ساتھ مل کر کھائیں اور ایک دوسرے کو کھانا اور پانی سربراہ کریں۔

☆ کیا آپ اپنے یا قریبی اسکول میں اس طرح کی کوشش دیکھی ہے؟ اپنے تجربات کمرۂ جماعت میں بیان کیجیے۔

کیا ہمیشہ ذات پات کا نظام ایسا ہی تھا؟

نہیں......ایک زمانہ تھا جب ذات پات کا نظام رائج نہیں تھا۔ ہم نے غذا اکٹھا کرنے والے اور قبائلیوں کی زندگیوں کو دیکھا ہے کہ ان میں کوئی ذات پات کا نظام رائج نہیں تھا۔ شکاری غذا اکٹھا کرنے کے لیے نقل مقام کرتے تھے۔ قدیم ہندوستان کے ویدک دور میں ذات پات کا نظام رائج ہوا۔ برہمن، کشتریہ، ویشیا، شودر، چار طبقے وجود میں آئے اس کے بعد کے دور میں شادی بیاہ مل کر کھانے پر پابندی عائد ہوئی جس سے چھوت چھات کی ابتداء ہو کر نئے رسم و رواج وجود میں آئے۔ کم تر ذات کے لوگ اونچی ذات کے لوگوں کی خدمت کرتے ہوئے ان کے ساتھ انکساری کے ساتھ رہنے کے لیے کہا گیا۔ جیسا کہ آپ نے تیرھویں اور چودھویں سبق میں پڑھا ہے کہ تلنگانہ کے ساتھ ساتھ ہندوستان بھر میں اس طرح کے تصورات پھیل گئے۔ اس طرح پھیلے ہوئے تصورات کو بہت لوگوں نے تنقید کا نشانہ بنایا۔ بدھ، مہاویر، رامانجا، کبیر، بسوا، ویمنا وغیرہ جیسے فلسفیوں نے انسانی پیدائش کی وجہ سے عظیم ہونے کے فلسفہ پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ پیدائش یا پیشہ سے ہٹ کر سب لوگ اچھے کام کر کے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق آپ آگے کے اسباق میں تفصیل سے پڑھیں گے۔

مساوات کے لیے جدوجہد:

آپ نے پڑھا ہے کہ انگریزوں کی حکومت کس طرح قائم ہوئی۔ ان کی مخالفت میں کس طرح جدوجہد کی گئی۔ انگریزی حکومت سے آزادی حاصل کرنے کے لیے کیسے لڑا گیا۔ اُسی طرح کئی رہنماؤں نے مساوات کے لیے بھی جدوجہد کی ہے۔ دلت، خواتین، قبائلیوں اور کسانوں نے اپنے ساتھ ہونے والی عدم مساوات کو محسوس کرتے ہوئے اسکے خلاف تحریکیں چلائیں۔

19 ویں اور 20 ویں صدی میں کئی سماجی مصلحین نے ایک نئے سماجی نظام کی بنیاد رکھی جو آزادی، مساوات، بھائی چارگی، شخصی عزت اور معاشی انصاف پر مبنی تھا۔ اُن میں جیوتی راؤ' گوئیند راؤ'

SCERT TELANGANA

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21

پھولے،ساوتری بائی پھولے، پیریار، راما سوامی نائکر، سری نارائنا اور اینکالی شامل ہیں۔ان میں سے بعض کے بارے ہم جماعت ہشتم میں پڑھیں ہے۔

نو آبادیاتی دور میں تلنگانہ علاقہ میں بھی مساوات کے لیے جدوجہد کی گئی۔کئی لوگ اس جدوجہد سے جڑ گئے جن میں پی۔ وینکٹ سوامی' ٹی این سدالکشمی، ایشوری بائی' سی ایس اتھی راجن' ارگیے رام سوامی' یم وینکٹ سوامی' بی این وینکٹ راؤ وغیرہ۔ آیئے ان میں سے ایک ایک سماجی جہدکار کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

بی یس وینکٹ راؤ (1896 - 1953)

باتولا وینکٹ راؤ حیدرآباد کے محلے گھانس منڈی میں پیدا ہوئے وہ راؤ صاحب کے نام سے مشہور تھے۔ان کے والد باتولا سائینا یوروپین کے پاس گھریلو ملازم تھے۔باتولا وینکٹ راؤ نے جماعت نہم تک تعلیم حاصل کی ،انہیں تلگو کے علاوہ انگریزی، فارسی ، اردو اور مراٹھی زبانوں پر بھی عبور حاصل تھا۔نظام حکومت کے عوامی خدمات کا محکمہ (Public Works department) میں تقرری سے پہلے پونے میں سنگ تراش کے طور پر کام کیا۔آزادی سے پہلے نظام کے دو رحکومت میں وہ اونچے عہدے پر فائز تھے۔

چھوت چھات کے تجربات اوراس کے عوامی اثرات کو دیکھتے ہوئے انہوں نے چھوت چھات کے خاتمہ کے لیے کوشش کی۔ یم۔گوئیند رراجو اور یم وینکٹ سوامی کی مدد سے 1922ء میں آدی دڑا ویڈا سنگم (Adi-Dravida sangam) کا قیام عمل میں لایا۔جس کے اہم مقاصد میں دیوداسی نظام کا خاتمہ اور دلتوں میں اتحاد تھا۔ بعد میں انہوں نے اپریل 1927ء میں آدی ہندو مہا سبھا قائم کی۔ ایک دہا بعد پونے میں ایک پر اثر مباحثہ کے بعد یوتھ لیگ آف امبیڈکر ائیٹس (Youth league of Ambedkarites) قائم کی۔جس کا مقصد دلتوں میں تعلیمی شعور بیدار کرنا تھا۔اس تنظیم کے نام میں تبدیلی (Hyderabad State Depressed Classes Association) کے طور پر کی گئی۔

اس تنظیم کے قائدین نے ملک کے کئی مقامات کا دورہ کر کے کئی اجلاس منعقد کیے اور عوامی شعور بیدار کیا جلد ہی اس تحریک نے ملک میں ایک اہم مقام حاصل کیا۔اس تحریک نے دلتوں میں اتحاد اور اپنی حفاظت کرنا سکھایا۔

اس تنظیم کے مذہبی مصلح کاروں نے طبقاتی توہمات سے سماج کو آزاد کروانے میں اہم رول ادا کیا۔

انہوں نے حیدرآباد کے گھانسی منڈی میں آودی نگر کے نام سے ایک لائبریری قائم کی حیدرآباد کے اطراف و اکناف دلتوں کے لیے 18 منادر تعمیر کروائے۔ بی۔ایس۔ وینکٹ راؤ کی حیدرآباد میں دلتوں کی حالت میں سدھار لانے کی خدمات کے پیش نظر ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے انہیں بامبے میں 1936ء میں منعقدہ شدہ مہار کانفرنس کی صدارت سونپی۔ اس کانفرنس میں 10000 افراد نے شرکت کی۔اس کانفرنس نے ڈاکٹر بی آر امبیڈکر کی تحریک کی مکمل تائید کی قرارداد منظور کی۔

یکم اپریل 1947ء کو پلائیم پلائی نے حیدرآباد اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کرتے ہوئے صدر کونسل سے سفارش کی کہ ریاست کے دبے کچلے طبقات کے سدھار کے لیے 20 لاکھ منظور کیے جائیں۔ بی۔ یس۔ وینکٹ راؤ نے اس قرارداد میں تبدیلی لاتے ہوئے امداد کو ایک کروڑ روپیے کر دیا۔ایوان نے اس قرارداد کو منظور کرتے ہوئے وزیر اعظم سے سفارش کی کہ وہ ایک کروڑ روپیے کی رقم کی اجرائی عمل میں لائے۔نظام حیدرآباد نے بھی مظلوم طبقات کی فلاح و بہبود کے لیے ایک کروڑ روپیے کی رقم جاری کی۔ بی۔ایس۔ وینکٹ راؤ کو نظام حیدرآباد نے خسرو دکن کے خطاب سے نوازا۔

بی۔یس۔ وینکٹ راؤ 1952ء میں ریاستی قانون ساز اسمبلی کی جانب سے راجیہ سبھا کے لیے منتخب کیے گئے۔

SCERT TELANGANA

آزادی کے بعد مساوات کا نظام

جب 1947ء میں ہندوستان آزاد ہوا ہمارے رہنماؤں نے محسوس کیا کہ ملک میں موجود عدم مساوات کے متعلق غور کیا جائے۔ چنانچہ ہندوستان کے دستور کے تمام معمار اُس وقت کے سماج میں موجود امتیازات کے خلاف تحریکوں سے پوری طرح واقف تھے۔ڈاکٹر امبیڈکر جیسے رہنماؤں نے دلتوں کے حقوق کے لیے جدوجہد کی ہے۔

چنانچہ ان رہنماؤں نے دستور میں تمام ہندوستانیوں کو مساوی طور پر زندگی گذارنے کے لیے اہداف (Goals) شامل کئے ہیں۔ مساوات کا تصور تمام ہندوستانیوں کو جوڑے رکھے گا۔ ہر ایک کے لیے مساوی مواقع حاصل ہیں۔ چھوت چھات ایک جرم ہے۔ اس کو قانونی طور پر ختم کیا گیا۔ عوام کو اپنے پسندیدہ کام کرنے کی آزادی دی گئی ہے۔ سرکاری ملازمت کسی امتیاز کے بغیر ہر طبقے کے لوگ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ دستورِ ہند نے غریب، پچھڑے طبقات کی عوام کو مساویانہ حقوق حاصل کرنے کے لیے خصوصی اقدامات کرنے کی ذمہ داری حکومت پر رکھی ہے۔

مساوات کے حصول کے لیے حکومت دو طرح کوشش کر رہی ہے۔ ایک قانون بنا کر عمل درآمد کرنا، دوسرا سرکاری منصوبوں کے ذریعہ دبے کچلے طبقات کی ترقی کے لیے کوشش کرنا۔ مساوات کے لیے سرکار نے کئی قوانین بنائے۔ ہر ایک کے حقوق کی حفاظت کی کوشش کی ہے۔ قوانین کے ساتھ ساتھ سرکاری منصوبوں کے ذریعہ کئی صدیوں سے عدم مساوات کا شکار افراد کی ترقی کے لیے کوشش کر رہی ہے یہ منصوبے بہت سے لوگوں کو مواقع فراہم کر رہے ہیں جس کی سابق میں نظیر نہیں ملتی۔

سرکار کی جانب سے کئے گئے اقدامات میں دوپہر کے کھانے کا منصوبہ ایک ہے۔ اس منصوبہ کے تحت تمام ایلمنٹری اسکولوں میں تمام طلبہ کو دوپہر میں پکی ہوئی غذا فراہم کی جارہی ہے۔ اس منصوبہ کو سب سے پہلے ریاست ٹاملناڈو میں شروع کیا گیا تھا۔ سال 2001 میں ہندوستانی سپریم کورٹ نے اس اسکیم کو تمام ریاستوں میں چھ (6) مہینوں کے اندر شروع کرنے کا حکم جاری کیا۔ اس منصوبہ سے کئی اچھے نتائج سامنے آئے۔ زیادہ تر غریب بچے اسکولوں میں شریک ہوئے۔ روزانہ اسکول کو حاضر ہونے لگے۔ اساتذہ کہتے ہیں کہ اس سے قبل اسکول آنے والے بچے دوپہر کے وقت کھانا کھانے کے لیے گھر چلے جاتے لیکن واپسی غیر یقینی ہوتی تھی۔ اس اسکیم کے ذریعہ طلبہ کی حاضری میں بھی بہتری آئی ہے۔ جب بچے گھر کھانا کھانے کے لیے جاتے تو ان کی مائیں اپنے کام کاج چھوڑ کر بچوں کو کھانا دینے کے لیے اپنے گھر پہنچتی تھیں لیکن اس اسکیم کے تحت ایسی کوئی دشواری نہیں ہے۔ اونچی ذات، نچلی ذات کے بچے ایک ساتھ مل بیٹھ کر کھانا کھا رہے ہیں جس کی وجہ سے دوسری ذات والوں کو حقیر سمجھنا کم ہوا ہے۔ تلنگانہ کے تقریباً تمام دیہی اسکولوں میں دوپہر کا کھانا پکانے کے لیے خواتین کی اپنی مدد آپ انجمنوں (SHGS) کے ذریعہ انتظامات کئے گئے۔ ان میں زیادہ تر غریب اور کمزور طبقات کی خواتین ہوتی ہیں۔ بعض مقامات پر دلت خواتین بھی پکوان کر رہی ہیں۔ اس اسکیم کے تحت خالی پیٹ سے اسکول آنے والے پڑھائی پر دلچسپی برقرار نہ رکھنے والے بچوں کا پیٹ بھر جاتا ہے۔

☆ کیا آپ دوپہر کے کھانے کی اسکیم کے کوئی تین فائدے بتا سکتے ہیں؟

☆ آپ کیسے سمجھتے ہیں کہ یہ اسکیم مساوات کو فروغ دے رہی ہے۔

SCERT TELANGANA

سرکاری اسکیمات مساوات کے فروغ دینے میں کلیدی رول نبھارہی ہیں اس کے باوجود مساوات کے فروغ کے لیے اور بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ دوپہر کے کھانے کی اسکیم کے ذریعہ غریب طلبہ کا اندراج حاضری میں اضافہ ہونے کے باوجود امیروں کے بچوں کے اسکول اور غریبوں کے بچوں کے اسکول میں کافی فرق نظر آتا ہے اوم پرکاش والمیکی جیسے دلت بچے ابھی بھی اسکولوں میں امتیازی سلوک اور عدم مساوات کا شکار ہورہے ہیں۔ کیونکہ عام لوگ انہیں اپنے مساوی سمجھنے کیلئے تیار نہیں ہیں حالانکہ قانون کی نظر میں سب کو مساوی رتبہ دیا گیا ہے۔

اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ رجحانات میں تبدیلی دھیرے دھیرے ہوئی ہے۔ امتیازات غیر قانونی ہیں۔ یہ معلوم ہونے کے باوجود عوام ذات، مذہب، معذوری، معاشی موقف، اور جنسی امتیازات کی بنیاد پر عدم مساوات کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اور جب لوگوں میں یہ رجحان فروغ پائے کہ کوئی کمتر یا کوئی برتر چھوٹا نہیں ہوتا تو وہ آپس میں ایک دوسرے کی عزت کرنے لگیں گے۔ جمہوری سماج میں مساوات کا حصول ایک مسلسل جدوجہد ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہوگا جب انفرادی اور سماجی طور پر ہر ایک اپنے حصے کی کوشش کرتا رہے۔

کلیدی الفاظ:

1. چھوت چھات
2. اسکیم (منصوبہ)
3. دستور
4. سوانح حیات

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. ایک غلطی پر سزا دینا اور کسی کو امتیاز سے دیکھنے میں کیا فرق ہے؟ کیا امبیڈکر کو بچپن میں سزا دی گئی؛ یا؟ وہ امتیاز کا شکار ہوئے؟
2. اگرچیکہ سماج میں مختلف ذاتیں پائی جاتی ہیں کن مواقعوں پر آپ ان میں مساوات دیکھتے ہیں؟
3. ہمارے دستور نے چھوت چھات کو ممنوع قرار دیا ہے اور اسے ایک جرم قرار دیا ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اسے عملاً ختم کیا گیا ہے۔
4. آپ کا اسکول کس طرح ذات پات پر مبنی عدم مساوات کو ختم کرنے میں معاون ہوسکتا ہے؟
5. پیراگراف ''مساوات کے حصول............سابق میں نظیر نہیں ملتی'' (صفحہ 170) کا مطالعہ کیجئے اور تبصرہ کیجئے۔

منصوبہ کام:

1. آپ کے علاقہ میں نافذ ایک سرکاری اسکیم کے متعلق بتائیے یہ کیا کام کرتی ہے؟ وہ کس کے فائدے کے لیے بنائی گئی ہے؟
2. اپنے والدین اور خاندان کے بزرگوں سے گفتگو کرکے معلوم کیجئے کہ اُن کے بچپن میں ذات پات کا نظام کیسا تھا۔ آہستہ آہستہ اس میں کس قسم کی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ کونسی چیزیں اب بھی جاری ہیں معلوم کرکے کمرہ جماعت میں گفتگو کیجئے۔ ایک رپورٹ تیار کرکے پیش کیجئے؟

SCERT TELANGANA

باب
19

ذریعہ معاش۔شہری مزدوروں کی جدوجہد

9 ویں باب میں کاغذمل کے مزدوروں کے متعلق ہم پڑھ چکے ہیں۔کاغذمل کے ملازم آنند جیسے زیادہ تر اونچی تنخواہ،بونس (کمپنی کے فائدہ میں حصہ داری)پراویڈنٹ فنڈ،مستقبل کے لیے بچت اوردوسرے الاؤنس پاتے ہیں۔اوروہ صحت کی نگہداشت اورمکان کی سہولیات بھی حاصل کرتے ہیں۔ ہندوستان میں ایسے ملازمین کا بہت چھوٹا طبقہ ہوتاہےاورہم نے یہ بھی سیکھا کہ دوسری طرح کے ملازمین بھی پیپرمل میں رہتے ہیں۔جیسے عمراور پشپا جوکہ کم تنخواہ پاتے ہیں اورکوئی دیگر الاؤنس اورسہولیات حاصل نہیں کرپاتے جوکہ آرامدہ زندگی گذارنے کے لیےضروری ہے۔ہندوستان میں زیادہ ترملازمین عمراور پشپاہی کی طرح ہیں۔اس باب میں ہم سیکھیں کہ آرام دہ زندگی کے حصول کی خاطرملازمین قوانین اورانجمنوں کے ذریعہ اپنے آجروں سے کیوں اورکیسے گفت وشنید کرتے ہیں۔اس کےعلاوہ ہم خودروزگارملازمین کے لئے کام کرنے والی انجمنوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کریں گے۔

ہم جانتے ہیں کہ حکومت عوام کے فائدہ کے لیے قوانین بناتی ہے۔سرکاری اور غیرسرکاری دفاتر' کارخانوں اورکھیتوں میں کام کرنے والوں کی فلاح و بہبود کے لیے قوانین بنائے جاتے ہیں اورحکومت یہ امیدکرتی ہے کہ ان قوانین پرعمل کیا جائے گااور مزدوروں کوبہتر معاوضہ دیا جائے گا اور دوسری ضروریات جوملازمین کے لیےضروری ہیں فراہم کی جائیں گی۔ اورحکومت کےتحت ایک محکمہ لیبربھی کام کرتاہےجس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان قوانین پرعمل آوری کویقینی بنائے۔اگرقوانین پرعمل آوری نہیں کی جارہی ہوتو ملازمین کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عدالت سے رجوع ہوسکتے ہیں۔کارخانے صرف اپنے ان ملازمین کےحقوق کی حفاظت کرتے ہیں جومستقل یعنی باقاعدہ ملازمین ہوتے ہیں جب کہ وہ جزوقتی ملازمین کےتحفظ کی ضمانت نہیں دیتے۔تاہم کئی ایسے کارخانے بھی ہوتے ہیں جوسرکار سے باضابطہ مسلمہ نہیں ہوتے۔آیئے ہم ایسے کارخانوں کے ملازمین کا باریک بینی سے جائزہ لیں۔

کارخانوں میں مستقل ملازمین کےطورپرکام کرنا :

2002ء میں ریکارڈ کئے گئے دوکارخانوں کے حسابات پر غور کیجیے جو شہرحیدرآباد سے صرف30 کلومیٹر کی دوری پر ضلع محبوب نگرکےایک صنعتی علاقہ کتورمیں واقع ہیں۔

فائبرٹیکس (فرضی نام) ایک بڑی صنعت ہے جہاں فائبرگلاس تیارکیے جاتے ہیں جو1976ء سےکام کررہی ہے۔ 2002ء میں اس فیکٹری میں 570ملازمین کام کررہے تھے جن میں 140 مستقل ملازمین ، 60ملازمین جزوقتی بنیاد پر کام کررہے تھےاورانہیں بدلی ملازمین کہاجاتا تھا۔یعنی انہیں مستقل ملازمین کی غیرحاضری کی صورت میں یومیہ اُجرت پرملازم رکھا جاتا تھا۔مزید 300مزدورروزآنہ مزدوری کی بنیاد پرکام کرتے

ہیں۔ (کسی بھی مستقل ملازم کو مناسب لائحۂ عمل اور معاوضہ کی ادائیگی کے بغیر برطرف نہیں کیا جاسکتا جب کہ دیگر ملازمین کو بہ آسانی ملازمت سے علیحدہ کیا جاسکتا ہے)۔

اس فیکٹری میں مزدوروں کی انجمن موجود ہے۔ بنیادی طور پر اس کا قیام کمپنی کی ترغیب پر ہوا تا کہ یہ انجمن کمپنی کی پالیسیوں سے اتفاق کرے ۔ جیسے جیسے اس میں مزدور شامل ہوتے گئے یہ انجمن مزدوروں کی ایک طاقتور تنظیم کی صورت میں ابھری۔ اس نے انتظامیہ سے اجرت کے تعین کا معاہدہ کیا۔

یہ ملازمین کے لیے تنخواہیں، دیگر سہولیات کی فراہمی کے لیے انتظامیہ سے گفتگو کرتی رہتی ہے۔ معاہدہ کے مطابق تمام ملازمین کو تنخواہیں، ESI(Employees State Insurance)، پراویڈنٹ فنڈ (PF) جیسی سہولیات فراہم کی جارہی ہیں۔ بڑے دواخانوں میں طبی معائنہ، علاج کے لیے رخصت، کارخانے میں حفاظتی اقدامات، محفوظ پینے کے پانی کی سہولت، ملازمین کے بچوں کی تعلیم کے لیے الاؤنس، حمل ونقل کی سہولت، چھٹیوں میں تفریح کے لیے الاؤنس جیسی سہولیات ملازمین کی انجمنوں نے حاصل کی ہیں۔ ضرورت پڑنے پر کارخانہ انہیں قرض بھی فراہم کرتا ہے۔ ملازمین کے رہنے کے لیے رہائشی مکان (Quarters) فراہم کئے جاتے ہیں۔

کارخانے میں طویل عرصہ سے کام کرنے والے ملازمین کو تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ اشیاء کے معیار میں فروغ کے لیے انہیں بیرون ملک بھیج کر تربیت فراہم کی جاتی ہے۔ ایک معینہ مدت گذارنے کے بعد کنٹراکٹ ملازمین کی خدمات کو باقاعدہ بنا کر انہیں مستقل ملازمین کے طور پر شناخت کی جائے' انتظامیہ سے اس طرح کا معاہدہ ملازمین کی انجمنوں نے کیا۔

فیبروٹیکس صنعت کے مزدوروں کی انجمن بہت کارکرد ہے۔ یہ دیگر صنعتوں میں بھی انجمنوں کی بہتر کارکردگی میں مدد دیتی ہے۔

مزدور انجمن:

مزدوروں کی بھلائی اور اُن کے تحفظ کے لیے مزدوروں کی جانب سے قائم کردہ تنظیم کو مزدور انجمن کہا جاتا ہے۔ یہ انجمن حکومت اور انتظامیہ سے بات چیت کرتی ہے۔ مناسب معاوضہ دلانے اور دیگر سہولیات کی فراہمی' کام کرنے کے مقام پر سہولت بخش حالات کی فراہمی کے لیے انجمن کوشش کرتی ہے۔ سماجی تحفظ، طبی سہولیات، رہائش کی سہولت، پراویڈنٹ فنڈ، وظیفہ جیسی سہولیات بہم پہنچانے کے لیے انجمن کے اراکین سے مل کر کام کرتی ہے۔ انتظامیہ اگر مزدوروں استحصال کرے یا اگر کوئی ملازم ضرورت مند ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرنا انجمن کا کام ہے۔ بات چیت کرنا، عدالتوں سے رجوع ہونا، ہڑتال کرنا، کام روک دینا جیسے جمہوری طریقوں پر عمل درآمد کرتے ہوئے انتظامیہ پر دباؤ ڈالا جاتا ہے۔

فائبروٹیکس صنعت میں ملازمین کی تنخواہوں (2002) کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

مستقل ملازمین	ماہانہ 4500 تا 10,000 روپے
بدلی مزدور	3000 تا 4000 روپے
کنٹراکٹ ملازمین (روزانہ مزدور)	روزانہ روپے 00=58 (8 گھنٹے کیلئے)

SCERT TELANGANA

جیسا کہ آپ نے مشاہدہ کیا زیادہ تر فوائد مستقل ملازمین کو ہی حاصل ہورہے ہیں جو 140 افراد پر مشتمل ہیں۔ 360 افراد جو بدلی ملازمین اور کنٹراکٹ ملازمین کہلاتے ہیں۔کم تنخواہ ہی حاصل کرپاتے ہیں۔اور ساتھ ہی ساتھ PF اور ESI کی سہولت بھی پاتے ہیں۔

☆ مستقل ملازم اور بدلی ملازمین کے درمیان کیا فرق ہے؟

☆ یومیہ اُجرت پر کام کرنے والے مزدور کو حاصل ہونے والے معاوضہ کا حساب کرکے مستقل ملازم کے حاصل کردہ معاوضہ سے تقابل کیجیے؟

☆ ESI، پراویڈنٹ فنڈ جیسے فوائد حاصل کرنے والے ایک یا دو ملازمین کو کمرہ جماعت میں مدعو کرتے ہوئے ان سہولتوں کی دستیابی کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں اور ان سہولتوں سے استفادہ کے لیے ملازم کو کن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے معلوم کریں۔ اس سے متعلق جانکاری کے لیے کسی طالب علم کے والدین کو بھی مدعو کیا جاسکتا ہے۔

کے آر ایس (KRS) دواؤں کی فیکٹری :

یہ کمپنی دواؤں کی ایک دوسری بڑی کمپنی کے لیے ادویات تیار کرتی ہے اور انہیں پیاک کرکے روانہ کرتی ہے۔ اس میں کام کرنے والے 118 ملازمین میں سے 104 ملازمین یومیہ اُجرت پر کام کرتے ہیں ۔صرف 14 ملازمین ہی مستقل ہیں۔جن کی خدمات کیمیائی ماڈوں کو ملانے 'ادویات کا پاؤڈر بنانے جیسے مہارت والے کاموں میں لی جاتی ہیں ۔انہیں ماہانہ 1500 تا 2500 روپئے تک ادا کیے جاتے ہیں ۔انہیں ملازمت کا تحفظ حاصل ہے۔ESI،صحت کا بیما، پراویڈنٹ فنڈ جیسے سہولیات فراہم ہیں۔ بقیہ 104 ملازمین سے یومیہ اُجرت پر پیکیجنگ اور لیبلنگ کے کام میں مشغول ہوتے ہیں۔104 ملازمین میں 56 ملازمین عورتیں ہیں جتنے ملازمین کی ضرورت ہوتی ہے اتنے افراد کو کنٹراکٹ کی بنیاد پر لیبر کنٹراکٹر لے آتا ہے۔

جو اطراف واکناف کے گاؤں سے آتے ہیں۔ یہ تمام ناخواندہ ہیں۔ خاتون ملازمین 12 گھنٹے کام کرتے ہیں ان کو روزآنہ صرف 30 روپے ادا کئے جاتے ہیں۔مرد ملازمین اتنا ہی وقت کام کرتے ہیں انہیں 42 روپئے ادا کئے جاتے ہیں۔اس طرح کے کارخانوں کوحکومت کی جانب سے متعین کردہ معاوضہ کے مقابلے میں یہ بہت کم ہے۔انتظامیہ مزدوروں کی انجمن کے قیام کی اجازت نہیں دے رہی ہے۔اگر کوئی انجمن قائم کرنا چاہتا ہے تو انہیں فیکٹری بند کردینے کی دھمکی دے رہے ہیں۔

آج کل کئی کارخانے اسی طرح کے طور طریقے اپناتے ہوئے مستقل ملازمین کی تعداد گھٹا کر کنٹراکٹ ملازمین اور یومیہ اُجرت پر کام کرنے والے ملازمین کی تعداد میں اضافہ کررہے ہیں۔

☆ مزدور انجمن کے قیام کی اجازت کے آر ایس دواؤں کے کارخانہ میں کیوں نہیں دی گئی؟

☆ آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں کہ خواتین کی تعداد مستقل ملازمین کی بہ نسبت کنٹراکٹ ملازمین میں زیادہ ہے؟

☆ خواتین مردوں کے مساوی کام کرنے کے باوجود انہیں کم معاوضہ دیا جانا کیا آپ کی نظر میں درست ہے ؟

☆ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر مزدور تعلیم یافتہ ہوں تو کیا حالات مختلف ہوتے؟

SCERT TELANGANA

تعمیری شعبہ۔اینٹ کی بھٹیاں :

بندانی اور اُس کا شوہراور 10 سالہ بیٹی ضلع رنگاریڈی کے ایک گاؤں میں اینٹ کی بھٹی کے پاس کام کرتے ہیں وہ اپنے خاندان کے ساتھ اُڈیشا سے آکر یہاں کام کررہے ہیں۔ اُڈیشا میں ان کی کچھ زمین بھی ہے۔ وہاں انہوں نے 20 ہزارروپے قرض حاصل کیا ہے۔اس قرض کی ادائیگی کے لیے وہ اپنی زمین بیچنا چاہتے تھے۔

اسی وقت تلنگانہ سے تعلق رکھنے والے اینٹ کی بھٹیوں میں مزدوروں کو کام فراہم کرنے والے ایک کنٹراکٹر سے ملاقات ہوئی۔اُس نے دس ہزارروپے بطورِاڈوانس دینے کا وعدہ کیا جس سے کچھ قرض ادا کیا جاسکتا تھا مگر اینٹ کی بھٹی کے پاس چھ مہینے کام کرنا پڑتا ہے۔اس کے لیے مزید پیسے ادا کئے جاتے ہیں۔ ایک جھونپڑی دی جاتی ہے۔جس میں رہ سکتے ہیں ڈسمبر سے جون تک کام رہتا ہے۔اس کے بعد اپنے علاقوں کو واپس جاسکتے ہیں۔اس طرح بندانی کا خاندان تلنگانہ آیا۔تلنگانہ کے اینٹ کی بھٹیوں میں اس طرح کے دولاکھ لوگ اُڑیسہ سے آکر کام کررہے ہیں۔اسی طرح ہزاروں خاندان تلنگانہ سے تمل ناڈو،مہاراشٹرا جیسی ریاستوں میں اینٹ کی بھٹیوں میں کام کرنے کے لیے جارہے ہیں۔

شکل 19.1 تعمیراتی مزدور

بندانی صبح 4 بجے نیند سے بیدار ہوکر پکوان کرتی ہے۔ 2 گھنٹے تک کام کرنے کے باوجود انکا شوہر ابھی نیند میں رہتا ہے۔ بندانی بیٹی کو نیند سے بیدار کرکے دونوں کام کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ان کو پانی لاکر ریت،مٹی کو ملانا ہوتا ہے۔جس سے اینٹ تیار کرتے ہیں۔روز صبح 5 بجے سے 9 بجے تک کام کرتے ہیں اس کے بعد چائے کا وقفہ دیا جاتا ہے۔اُسکا شوہر جب آکر ان کے ساتھ کام میں شریک ہوتا ہے نرم کی گئی مٹی کو سانچے میں ڈال کر اینٹ بناتے ہیں۔اس اینٹ کو ان کی بیٹی صاف ستھرا کرکے ان پر اس کمپنی کا نشان لگاتی ہے۔اس کے بعد دھوپ میں سکھا کر بیل گاڑی کے ذریعہ بھٹی تک پہنچا کر جلایا جاتا ہے۔یہ کام رات دو بجے تک جاری رہتا ہے۔بندانی اور اس کے شوہر 14 تا 16 گھنٹے کام کرتے ہیں تیار کی گئی اینٹوں کی تعداد کے مطابق ان کو مزدوری دی جاتی ہے۔اس لیے کام بغیر رکے کرتے

SCERT TELANGANA

رہتے ہیں۔ ہر 1000 اینٹ کی تیاری پر انہیں 108 روپے ملتے ہیں۔ بیماری کا شکار ہو کر کام پر نہ آئیں تو انہیں معاوضہ نہیں دیا جاتا۔ چھ مہینوں تک مسلسل رات دن کام کرتے ہیں۔ بہت زیادہ تھک جانے پر یا صحت ساتھ نہ دینے پر کام نہیں کر پاتے۔ وہ زیادہ تر کنکیاں، دال کے ساتھ اور کبھی کبھی ترکاری کھاتے ہیں۔ 6 ماہ مکمل ہونے کے بعد لیے گئے اڈوانس کی رقم کا حساب کر کے بعض اوقات چار یا پانچ ہزار اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

شکل 19.2 کپاس توڑتی ہوئی خواتین

ملک بھر میں اینٹ کی بھٹیوں میں کام کرنے والے لاکھوں مزدوروں کی حالت یہی ہے۔کنٹراکٹران کو اڈوانس دیتے، مزدوروں کو دور کے مقامات پہنچاتے، جہاں کی وہ زبان بھی نہیں جانتے یا اڈوانس حاصل کردہ رقم کی واپسی کی خاطر وہ اپنے افراد خاندان کے ساتھ دن رات مسلسل پانچ سے چھ مہینے کام کے باوجود وہ بمشکل اڈوانس واپس کر سکتے ہیں۔ بعض اوقات کنٹراکٹر کی جانب سے جبراً کام لیا جاتا ہے۔ وہ بندھوا مزدور کی طرح کام میں جٹ جاتے ہیں۔ ان کے بچے زیادہ تر تعلیم حاصل نہیں کر پاتے۔ بعض موقعوں پر حکومت مداخلت کرتے ہوئے انہیں اس چاکری سے آزاد کروا کر ان کے وطن واپس بھیجتی ہے۔ ان کے آبائی مقام پر روزگار کے کوئی دوسرے مواقع نہ ہونے سے وہ کسی اور بھٹی کے حوالے ہو رہے ہیں۔ ان کے لیے جدوجہد کرنے والی مزدور انجمنیں نہیں ہے۔ یہ لوگ نقل مقام کرتے ہوئے کئی مقامات پر پھیلے ہوئے رہنے کی وجہ سے انجمنوں کی نگاہ سے دور ہیں۔

☆ اس کام میں ہر ایک کو روزآنہ اوسطاً کتنی اجرت حاصل ہوتی ہے؟

☆ کنٹراکٹر کے پاس لی ہوئی رقم 10,000 روپے ادا کرنے کے لیے انہیں کتنے دن کا وقت لگتا ہے حساب کر کے بتایئے؟

☆ اینٹ کی بھٹیوں میں مزدور انجمنیں کیوں نہیں ہوتی۔

☆ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اینٹ کی بھٹیوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے لیے مزدور انجمنوں کے قیام کے لیے حکومت کو مدد کرنا چاہئے؟

☆ اینٹ کی بھٹیوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی حالت سدھارنے کے لیے حکومت کو کس طرح امدادی اقدامات کرنا چاہئے؟

SCERT TELANGANA

☆ اینٹ کی تیاری میں کس طرح کی مشینیں، اوزار اور برقی وسائل استعمال کرتے ہیں؟
☆ اس کام کے لیے کس طرح کی مہارت ضروری ہے؟ وہ کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟
☆ وہ کیوں دور دراز مقامات سے آکر دوسری ریاستوں میں کام کرتے ہیں؟

عالمی سطح پر مزدوروں کے حقوق کا تحفظ:

صنعتی انقلاب کے دور سے مزدور باعزت زندگی گذارنے صنعتی پیداوار میں ان کا حصہ پانے کے لیے جدوجہد کررہے ہیں۔ وہ آج تک حفاظتی اقدامات اور حقوق کے لیے لڑتے آرہے ہیں۔ان میں سے چند:

1. **پیداوار اور روزگار کی ضمانت کا حق** : اس حق کی وجہ سے مزدوران کی مہارت، استعداد کے مطابق صحت کے لیے کسی قسم کے بے خوف وخطر حالات میں کام کرتے ہیں۔
2. **آرام پانے کا حق** : اس حق کی رو سے اگر مزدور کام کی زیادتی کی وجہ سے تھک جائیں تو آرام حاصل کرنے کے لیے، تہذیبی وثقافتی، سماجی پروگراموں میں شامل ہونے کے لئے وقت دیا جاتا ہے۔
3. **ملازمت کے تحفظ کا حق**: اس حق کے ذریعہ مزدور اپنے آپ کو روزگار سے منسلک سمجھتے ہیں۔ اسی سے اپنی زندگی گذارتے ہیں۔کوئی بھی انہیں ملازمت سے بے دخل نہیں کرسکتے۔اگر کوئی کارخانہ ایک مزدور کو نکالنا چاہتا ہے تو اس مزدور کو مناسب معاوضہ ادا کرتا ہے۔
4. **آمدنی کا تحفظ**: مزدور اپنی خاندانی ضروریات کی تکمیل کے لیۓ بچتے کرتے ہیں مستقل تنخواہ حاصل کرتے ہیں۔اور
5. **کام کا تحفظ**: صحت خراب ہونے پر حادثہ سے دوچار ہونے پر مناسب طبی امداد حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اس بیماری کے وقت میں بھی انکو تنخواہ ادا کی جاتی ہے۔
6. **مہارت میں اضافہ کرنا**: مزدور کام کرتے ہوئے اپنے کام میں مہارت حاصل کرتے ہیں اپنی استعداد بڑھاتے ہیں۔
7. **اجتماعی آواز** : وہ بے خوف وخطر اپنے مسائل اور ضروریات کے اظہار کے لیے انجمنوں کا قیام عمل میں لاتے ہیں اور آجرین سے اجتماعی طور پر بات چیت کرتے ہیں نہ کہ انفرادی طور پر۔

شکل 19.3 چھریاں تیز کرنے والے

گذشتہ 200 سالوں سے دُنیا کے تمام مزدور اپنے حقوق کی شناخت ثابت کرنے کے باوجود کئی علاقوں میں ان پر عمل نہیں کیا جارہا ہے۔کئی ملکوں میں حکومتوں کے ان حقوق کو کم سے کم ضروریات کے طور پر شناخت کرتے ہوئے مزدوروں کے فائدہ کے لیے قانون بنائے ہوئے ہیں۔

☆ اس سبق میں مستقل ملازمین، دواؤں کی فیکٹری میں کام کرنے والوں سے متعلق پیراگراف کو دوبارہ پڑھئے اور اگلے صفحے پر دیئے جدول میں رنگ بھریئے۔تمام مزدوروں کو کوئی حق یا فائدہ ملتا ہے تو پورے خانے میں رنگ بھریں اگر چند مزدوروں کو حقوق یا فائدے ملتے ہیں تو اسکی مناسبت سے خانے کا کچھ حصہ رنگ بھریں اور حقوق نہ ملنے پر خانے میں کراس (X) کا نشان لگایئے۔

SCERT TELANGANA

سلسلہ نشان	حقوق	فائبر وٹیکس صنعت	کے آر ایس دواؤں کا دواخانہ	اینٹ کی بھٹی
.1	پیداوار اور روزگار کی ضمانت کا حق			
.2	آرام پانے کا حق			
.3	ملازمت کے تحفظ کا حق			
.4	آمدنی کا تحفظ			
.5	کام کا تحفظ			
.6	مہارت میں اضافہ کرنے کا حق			
.7	اجتماعی اظہار خیال کا حق			

غیر منظّم کام اور شہروں میں مزدور :

تلنگانہ اور ہندوستان کی دیگر ریاستوں میں شہر وسعت اختیار کرتے جارہے ہیں۔ لوگ گاؤں سے ان شہروں کی جانب تیزی سے رُخ کررہے ہیں۔ شہروں میں مستقل روزگار نہ ملنے کی وجہ سے یہ لوگ معاشی نظام کے غیر منظّم شعبہ میں یومیہ اُجرت پر مزدوری کر رہے ہیں۔ یہ لوگ ترکاری فروخت کرتے ہیں یا دیگر اشیا فروخت کرتے ہیں ہلکی پھلکی غذائیں مثلاً بسکٹ، نمکین وغیرہ بناتے اور فروخت کرتے ہیں۔ چائے خانوں یا ہوٹلوں میں اور چھوٹے چھوٹے کارخانوں میں کام کرتے ہیں' کپڑے سیتے ہیں۔ مال گاڑیوں میں سامان چڑھانے اور اتارنے کا کام کرتے ہیں۔ اور گھریلو خادماؤں کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بیڑی، پاپڑ بناتے ہیں زردوزی، گھریلو پیداواری اکائیوں میں کام کررہے ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کام کے

شکل 19.4 ملازمین کیبل ڈالتے ہوئے

TELANGANA

مقامات سرکاری طور پر رجسٹرڈ نہ ہونے کی وجہ سے اس شعبہ میں کام کرنے کو غیر منظّم شعبہ کہا جاتا ہے۔

ان تمام گھریلو روزگار کے لئے بہت کم سرمایہ بہت کم مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کے لیے مشاہرہ بھی بہت کم دیا جاتا ہے۔اس سے وابستہ تمام مزدور کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔بعض لوگ وقت واحد میں کئی کام کرتے ہیں۔صبح اخبار بیچتے ہیں اس کے بعد چائے خانہ یا ہوٹل میں کام کرتے ہیں۔ رات کے وقت گھروں میں پکوان جیسے کام کرتے ہیں۔انہیں آرام نہیں ملتا۔ان کے بچے بھی کام میں مددگار رہونے کی وجہ سے اسکول نہیں جاپارہے ہیں معاشی مسائل کی وجہ سے وہ بچوں کو پڑھانا کھلانا دوائی دینا جیسے ضروری کام بھی بمشکل کرپاتے ہیں۔ اتنی محنت کرنے کے باوجود ان کی ضروریات پوری نہیں ہو پارہی ہیں۔اور وہ مجبوراً دوستوں، رشتہ داروں سے قرض حاصل کررہے ہیں۔قرض کا بوجھ اُتارنے کے لیے انکو مجبوراً کنٹراکٹر کے پاس کام کرنا پڑتا ہے۔اس طرح کے حقوق کی خاطر کام کرنے والے مزدور انجمنیں ان کے پاس موجود نہیں ہیں۔ ملک میں اس طرح مزدوروں کی تعداد میں روز بہ روز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ دیہات سے نقل مقام ہی نہیں کررہے ہیں بلکہ قدیم صنعتیں بند ہونا بھی ایک وجہ ہے۔ایسے قدیم صنعتوں کے ملازمین بھی روزواری مزدور میں تبدیل ہورہے ہیں۔

ان مسائل کا مشاہدہ کرنے کے بعد آئیے ہم جانیں گے کہ ریاست گجرات میں دُنیا میں پہلی مرتبہ غیر منظّم شعبہ سے وابستہ ایک بڑی ملازمین انجمن قائم کی گئی ہے۔

خودروزگار خواتین کی انجمن:

Self employed women Association

1971ء میں شہر احمدآباد کے کپڑے کے بازار میں نقل مکانی کرکے آئی ہوئی ٹھیلہ بنڈی کھینچنے والی خواتین (Textile Labour Association (TLA سے ربط پیدا کرکے ان کے گھریلو سہولیات میں بہتری لانے کے خاطر مدد مانگتی ہیں۔ TLA ہندوستان کی سب سے قدیم اور پارچہ بافی مزدوروں کی ایک بڑی انجمن ہے۔جس سے مہاتما گاندھی کا بھی قریبی تعلق تھا ۔اس انجمن نے 1971 میں SEWA کے قیام میں خواتین کی مدد کی۔ مابعد 1972ء میں مکمل طور پر مزدور انجمن بن گئی۔

اس وقت سے SEWA مختلف پیشوں سے وابستہ خواتین کے لیے مسلسل کام کررہی ہے۔ اس انجمن مزدور اور آجر کے درمیان کوئی مستحکم رشتہ نہیں ہے۔ یہ انجمن صرف مزدوروں کی بقا کے لیے کام کرتی ہے۔ اس میں کوئی سرمایہ نہیں لگایا گیا۔پانچ روپے ادا کرکے کوئی بھی خاتون مزدور رکنیت حاصل کرسکتی ہے۔ملازم خواتین کی تکالیف کا حل ڈھونڈنے کے لیے کام کے طرز پر اُجرت بڑھانے کے لیے اور اپنے کام کو جاری رکھنے

شکل 19.5 سڑک کی مرمت اور تعمیر

SCERT TELANGANA

میں یہ انجمن مددگار ہے۔گلیوں میں گھوم کرفروخت کرنے والے،ترکاری، پھل،انڈے،گھریلو صنعتی پیداوار،ہاتھ سے کڑھائی،بنائی کا کام کرنے والے، نئے،پرانے کپڑے بیچنے والے،گھروں میں کام کرنے والے،کمہار،بیڑی،اگربتی بنانے والے بیچنے والے،پاپڑ بنانے والے ملبوسات فروخت کرنے والے، زرعی مزدور،تعمیراتی مزدور،کنٹراکٹ ملازمین ،دھوبی ،چرواہے،نمک کے مزدور، گوند چننے والےSEWA انجمن میں رکن بنے ہیں۔

SEWA میں اب 13 لاکھ اراکین ہیں جوکہ 9ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔SEWA نے اپنے اراکین کی خدمت کے خاطر امداد باہمی کے بنک قائم کرتے ہوئے صحت کا بیما فراہم کررہے ہیں۔ان کی پیداوار کی مارکیٹنگ کرنے کے لیے اچھی تنخواہیں پانے میں SEWA مددکرتی ہے۔تلنگانہ میں سڑک کے کنارے،بازار میں ترکاری فروخت کرنے والی سیکڑوں خواتین کے حالات سدھارنے میں ایسی انجمنیں کافی مددگار رہوتی ہیں۔

کلیدی الفاظ :

1. معاوضہ
2. پراویڈنٹ فنڈ
3. بدلی مزدور
4. اجرت
5. عارضی ملازمت
6. E.S.I
7. مستقل ملازم

اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے

1. اینٹ کی بھٹی میں کام کرنے والے مزدور کی حالت کا،کارخانہ میں کام کرنے والے مستقل مزدوراور کنٹراکٹ مزدور کی حالت سے تقابل کیجیے۔
2. آپ کے علاقہ میں یومیہ اُجرت پر کام کرنے والے اور خودروزگار مزدوروں کے کاموں کی کیا ایک فہرست تیار کرسکتے ہیں؟
3. اس باب میں بیان کردہ مختلف مزدورانجمنوں کی فہرست تیار کیجیے اور ذیل کے جدول کو پُر کیجیے۔

وہ صنعت جہاں انجمن کارکرد ہے	ملازم کی نوعیت	اہم مسائل	تجویز کردہ حل

4. مزدورانجمن کے رکن یا قائد سے بات کیجیے/ انکو اپنی جماعت میں مدعو کرتے ہوئے ان کی سوانح عمری کے بارے میں معلوم کیجیے۔خصوصی طور پر اس بات کو معلوم کیجیے کہ وہ کیوں مزدورانجمن سے وابستہ ہوئے۔بحیثیت رکن انجمن ان کے حقوق اور ذمہ داریاں کیا ہیں؟
5. کام کے مقامات پر مزدوروں کی حالت کی شکایت کرتے ہوئے اپنے علاقہ کے لیبر آفیسر کو خط لکھئے۔

SCERT TELANGANA

باب 20

عوام۔ مذہب

اپنی جماعت میں ان سوالات پر مباحثہ کیجیے :

1. آپ کے علاقہ میں کس خدا یا دیوی کی پرستش کی جاتی ہے؟
2. کن اولیائے کرام، پیرومرشد اور سادھو باباؤں سے آپ کے خاندان کی عقیدت وابستہ ہے؟
3. آپ نے لوگوں کو کن جانوروں اور درختوں کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا ہے؟
4. کیا آپ جانتے ہیں کہ لوگ کس طرح عبادت کرتے ہیں ؟
5. خدا، دیوی اور دیوتاؤں کی پرستش کون کرتے ہیں اور کس طرح پرستش کرتے ہیں؟
6. پرستش کرنے والے پجاری کن زبانوں میں خدا ر دیوتاؤں کو پکارتے ہیں؟

SCERT TELANGANA

آپ نے حسب ذیل گفتگو سنی ہوگی جیسے:

لکشمی : حالیہ مہینوں میں میرے بچے بار بار بیمار ہو رہے ہیں۔

سمّا کا : ہاں میرا خاوند بھی پچھلے ایک ماہ سے بیمار ہے۔

یلماں : میں سمجھتی ہوں کہ ہماری دیوی متھیالماں ہم سے خفا ہے۔ ہمیں دیوی کو خوش کرنے کے لیے خاص پوجا کرنا چاہیے۔ چلو ہم بونالو لیکر جائیں اور دیوی کو مرغے کی بھینٹ چڑھائیں۔

*

راماراجو : میری بیٹی نہایت کمزور ہوگئی ہے اور مناسب غذا بھی نہیں کھاتی۔

سریش: تم پیر بابا کی درگاہ کو کیوں نہیں جاتے؟ اور مولوی صاحب سے کہو کہ تعویذ باندھنے کے لیے دیں۔ وہ جلد ٹھیک ہو جائے گی۔

*

ہمارے ملک میں کئی لوگ عبادت کرتے ہیں اور بڑے منادر، چرچ، مساجد میں خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ دوسری طرف لوگ دیہاتوں میں مقامی طور پر کئی دیوی دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں ان میں سے کون سے دیوی دیوتا مشہور ہیں ؟ اور کب کیسے اور کون ان کی عبادت (پرستش) کرتے ہیں؟

متعدد دیہی دیوی دیوتا ہیں۔ ان میں کچھ کا تعلق مخصوص ذات یا دیہات یا مخصوص خاندان سے بھی ہوتا ہے؟ چند عمومی دیویاں حسب ذیل ہیں :

پوچماں : تلنگانہ کی ہندو برادری میں سب سے مقبول دیوی پوچماں ہے۔ تقریباً ہر دیہات میں چھوٹا سا مندر پوچماں کے نام سے پایا جاتا ہے۔ یہ بھگوان رام یا شیوا کے منادر سے مختلف ہوتا ہے۔ نیم کے درخت کے نیچے سادہ سا مندر تعمیر کیا جاتا ہے اور پوچماں کو پتھر کی شکل میں اس کے اندر رکھا جاتا ہے۔ جدید

شکل 20.1 و 20.2   پوچماں کی دومورتیاں رکھی ہوئی ہیں

شہروں اور قصبوں میں ان منادر کی تعمیر میں فن تعمیر کو استعمال کیا جاتا اور اس میں پوچماں کی پتھر کی مورتی نصب کی جاتی ہے۔

خصوصی مواقع پر دیہاتوں میں لوگ 'بونال' کو لے کر مندر جاتے ہیں وہ مورتی کو نہلاتے اور مندر کی صفائی کرتے ہیں۔ وہاں کوئی پجاری نہیں ہوتا اور لوگ اپنے رسوم وروایت کے مطابق پھولوں وغیرہ کے ذریعہ اپنی مادری زبان میں پوجا کرتے ہیں۔ ''ماں ہم نے کھیتوں میں بیج بوئے ہیں اب آپ ہمیں اچھی فصل دینا، ''میری بیٹی بیمار ہے اُسے صحت دینا۔'' ماں ہمارے خاندان سے تمام برائیوں اور وبائی امراض کو دور رکھ، وہ بونم اور کبھی کبھی مرغ یا بکرے کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔

میسمّا: ایسا مانا جاتا ہے کہ میسمّا مویشیوں کی حفاظت کرتی ہے۔ مویشیوں کے چھپر میں کسی مناسب جگہ پر چونا ڈال کر اُسے کم کم سے سجایا جاتا ہے اور اُسے میسما گوڈو کہتے ہیں کئی مقامات پر 'کٹا میسما' کی بھی پرستش کی جاتی ہے۔ اس کی پانی کی دیوی کے طور پر پرستش کی جاتی ہے۔ لوگوں کا اس بات پر ایقان ہے کہ وہ تالاب کو بھر دیگی۔ پھر اس کے رحم وکرم سے فصلیں لہلہا اُٹھیں گی۔

شکل 20.3 میسمّا

گنگمّا: یہ پانی کی دیوی ہے جو مچھیروں کی حفاظت کرتی ہے جب وہ سمندر میں (مچھلیاں پکڑنے) جاتے ہیں۔ ایسا سمجھا جاتا ہے کہ غریبوں اور یتیموں کی حفاظت دیوی گنگما کرتی ہے۔

یلمّا: یلما کو پولی میرمّا، مریتمّا، رینوکا مہا کالی، جوگما، سومّا اور کئی دوسرے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایسا مانا جاتا ہے کہ وہ گاؤں کی سرحدات کی نگرانی کرتی ہے اور کسی بیماری یا برائی کو گاؤں میں

SCERT TELANGANA

شکل 20.4 یلّماں

داخل ہونے نہیں دیتی۔ بنیادی طور پر لوگ وبائی امراض جیسے ہیضہ سے بچاؤں کے لیے اس کی پرستش کرتے ہیں۔

پوتھاراجو :تلنگانہ کے ہندو کسانوں کا اعتقاد ہے کہ پوتھاراجوان کی زرعی زمینات اور فصلوں کی چوروں، جانوروں اور خطرناک بیماریوں سے حفاظت کرتا ہے۔ ہر کسان کھیت کے کنارے چھوٹے سے پتھر کو سفید رنگ سے رنگ کر رکھ دیتے ہیں۔ پوتھا راجو کی پوجا بہت آسان ہے۔ فصل کی کٹائی کے بعد اس کی پوجا کی جاتی ہے۔ اس کی بہنیں ہیں جن کے کئی نام ہیں جیسے پڈ اماں۔

بیریّا اور کٹما راجو: ان کی پرستش چرواہے کرتے ہیں۔ انہیں مویشیوں اور بکریوں کا محافظ سمجھا جاتا ہے۔ کیا آپ نے بیریا اور اکامن کالی کی کہانی سنی ہے؟ کیسے بیریّا نامی ایک غریب چرواہے نے کامراٹھی سے شادی کرنے کے لیے جنگ کی اور اس کی بہن نے کس طرح سے اس کی مدد کی؟ کیا آپ نے کٹما راجو کی کہانی سنی ہے! جس نے گلہ بانوں کے (چارہ اُگانے) گھاس کی کاشت کے حق کے لیے نیلور کے راجہ سے جنگ کی۔

شکل 20.5 پوتاراجو

☆ آپ میں سے بعض نے دیہاتوں کے مقامی دیوی دیوتاؤں کی پرستش میں حصہ لیا ہوگا اور شیوا یا وشنو کے منادر بھی گئے ہوں گے۔ ان دو جگہوں پر پوجا کس طرح ہوتی ہے تقابل کیجیے۔ ان میں مشابہت اور فرق ہے؟ جماعت میں مباحثہ کیجیے؟

زیادہ تر عوامی تہواروں کے موقع پر جانوروں کی بلی چڑھانا عام بات ہے۔ جس کے نتیجہ میں ہزاروں جانور ماردیئے جاتے ہیں۔ اسی کو مدنظر رکھ کر ہماری ریاست میں کسی بھی مذہبی پوجا کے دوران جانوروں اور پرندوں کی بلی چڑھانے پر پابندی لگادی گئی ہے۔

مقامی دیوتاؤں کی اجتماعی پرستش:

کئی دیوی و دیوتا دراصل مقامی ہیرو تھے جنہیں اپنے لوگوں کے (دفاع) تحفظ میں ماردیا گیا پھر اس زمانے کے صاحب اقتدار افراد کے ہاتھوں ظلم و ستم کا شکار ہوئے۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ ان لوگوں کو عوام کی مدد کرنے کے لیے خصوصی طاقتیں حاصل ہوتی ہیں یا پرستش نہ کرنے پر یہ لوگ (مسائل سے دوچار کرتے ہیں) نقصان پہنچاتے ہیں سارکا اور سما کا دونوں بہادر خواتین تھیں۔ جنہوں نے قبائیلی عوام کی خاطر اپنی زندگی نچھاور کردی جن کے اعزاز میں جاترا منعقد کیا جاتا ہے۔

SCERT TELANGANA

سمکّا سارکا کی میڈارم جاترا : یہ ضلع ورنگل کے گاؤں میڈارم میں تاڈوائی منڈل کے قبائیلی لوگوں کا جشن ہے۔تلنگانہ آندھراپردیش٬ مہاراشٹرا، مدھیہ پردیش، اُڈیشہ، چھتیس گڑھ، جھارکھنڈ کے لوگ جاترا منانے کے لیے جمع ہوتے ہیں ۔اس جاترا میں تقریباً ایک کروڑ افراد شرکت کرتے ہیں۔

کہانی (قصہ) : قبائیلی سردار ٬میڈاراجو٬ کاکتیہ راجا ردرادیو (پرتاپ رودرا۔I)(باجگذار) کا ماتحت تھا۔اس کی بیوی کا نام سمکّا۔ان کی بیٹی سارکاّ اور بیٹا تھا جاپنا۔اس کے داماد کا نام تھا پاگیدیدّاراجو۔ایک دفعہ وہ قحط سالی کی وجہہ سے کاکتیا راجہ کو خراج ادا نہ کرسکا جس پر راجہ نے میڈاراجو کے خلاف فوج بھجوائی۔ میڈاراجو کا خاندان قبیلے کے تمام مرد و خواتین نے شدید جنگ کی جنگ میں وہ تمام مارے گئے۔ جاپنا نے بھی بہادری سے اپنی آخری سانس تک جنگ کی اور سمپنگا واگو کے مقام پر کاکتیہ فوج کو نہر پار کرنے سے روکتے ہوئے مارا گیا۔اسی لیے اس مقام کو جاپنا واگو کہتے ہیں۔

20.6 سماکا دیوی کی مورتی کو چبوترے پر ایستادہ کرنے کا منظر

20.7 میڈارم جاترا کا منظر

رسماکا اور سارکا نے بھی اپنے قبیلے کے لیے اپنی زندگیاں قربان کردیں۔ اس علاقہ کے تمام لوگ ان کی بہادری اور قربانی کی عزت کرتے ہیں اور اس دن کو ان کے اعزاز میں میڈارام جاترا مناتے ہیں۔

میڈارام جاترا ہر دوسرے سال منعقد ہوتا ہے۔یہ بغیر شکل وصورت کی دیویاں ہیں۔اس کے طویل جلوس میں سمکا اور سارکا کی نمائندگی کرنے والے صندوقچے لاکر خوشی خوشی سجائے جاتے ہیں اور درخت کے نیچے چبوترے پر رکھ دیتے ہیں۔اس وقت بھگت (پرستار) محسوس کرتے ہیں کہ دیوی یا روحوں نے ان پر قبضہ کرلیا ہے۔لوگ ان کو زیور٬ اور گڑ کا چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔

محرم اور عرس:

بدی کے خلاف لڑنے والوں کا احترام تمام مذاہب کے لوگ کرتے ہیں۔ایسا ہی احترام محرم میں کیا جاتا ہے۔جس میں پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے امام حسینؓ کی کربلا کے میدان جنگ میں شہادت ہوئی۔بعض طبقات ان کی یاد میں جلوس اور تازیہ نکالتے ہیں جس میں سبھی قوموں ذاتوں کے لوگ شرکت کرتے ہیں۔

علم کو بمبو کی چھڑیوں سے گنبد کی شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔ اُسے چمکدار کپڑے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔بمبو کا سرا گنبد کے

SCERT TELANGANA

شکل 20.8 اجمیر شریف کی درگاہ

شکل 20.9 حضرت جہانگیر پیرانؒ کی درگاہ

اندر جوڑ دیا جاتا ہے تاکہ علم کو اٹھا سکیں اور اس کے اوپر دھات کا بنا ہلال یعنی چاند یا پنجہ لگا دیا جاتا ہے۔ آخر میں اُسے پھولوں اور کھوپرے کے ہار پہنائے جاتے ہیں۔

اسی طرح عرس جو اولیاء کرام (جو ریاست کے مختلف علاقوں میں مدفون ہیں) کی سالانہ تقاریب کا جشن منایا جاتا ہے۔ لوگ بڑی تعداد میں درگاہ جاکر پھول، چادر مزار پر چڑھاتے ہیں اور قوالیاں سنتے ہیں۔ انکا یقین ہے کہ اس طرح سے فیوض و برکات حاصل ہوتی ہیں۔ ولی یا پیر کی دعائیں ملتی ہیں۔ لوگ جنھیں اولاد ،نوکری وغیرہ کی (طلب) تلاش ہوتی ہے وہ درگاہ آکر دعاء مانگتے ہیں۔

درگاہیں اولیاء کرام کی مزار پر تعمیر کی گئی ہیں جنھوں نے تصوف کو پھیلایا۔ ہر عقیدہ کے ہزاروں لوگوں کے لیے صوفیائے کرام کی درگاہیں یا قبور زیارت گاہ بن گئے۔ اکثر لوگ اولیاء کرام اور صوفیائے کرام کو حیرت انگیز طاقتوں (کرامات) سے منسوب کرتے ہیں جو انہیں ان کی بیماریوں اور مشکلات، پریشانیوں سے نجات دلاتے ہیں۔

درگاہ حضرت جہانگیر پیرانؒ - مذہبی رواداری کی ایک علامت:

درگاہ حضرت جہانگیر پیرانؒ ضلع محبوب نگر کے کوتور منڈل میں واقع ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ 15 ویں صدی میں دو بھائی حضرت سید غوث الدینؒ اور حضرت سید برہان الدینؒ عراق سے یہاں تشریف لائے۔ یہ علاقہ ایک جنگلاتی علاقہ تھا۔ یہاں آپ حضراتؒ نے لوگوں کو روحانی فیوض و برکات سے نوازا۔ آپ نے لوگوں کے دلوں کو فتح کیا۔ اور روحانی تربیت کا سلسلہ جاری رہا۔ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔ ان کے معتقدین نے ان بزرگ ہستیوںؒ کی درگاہ اور گنبد تعمیر کی۔ 16 ویں صدی میں مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اس درگاہ پر حاضری دی۔ اس درگاہ کا تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے اورنگ زیبؒ نے محمد ابراہیم کو درگاہ کا قاضی کے طور پر مقرر کیا۔

قاضی محمد ابراہیم نے اس مقام پر زائرین کے لیے سہولیات فراہم کی۔

روزانہ حیدرآباد اور مختلف مقامات سے کئی زائرین اس درگاہ کی زیارت کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ جمعرات اور اتوار کے دن مختلف ریاستوں سے معتقدین زیارت کے لیے بڑی تعداد میں درگاہ پہنچتے ہیں۔ سالانہ عرس سنکرانتی تہوار کے پہلے جمعرات کو منایا جاتا ہے۔ سالانہ سہ روزہ عرس تقاریب کا پہلا دن صندل مالی، دوسرے دن جشن چراغاں اور تیسرے دن محفل سماع و قوالی کا مشاعرہ کا اہتمام ہوتا ہے۔ ان تقاریب میں زائرین نہ صرف ہندوستان کی مختلف ریاستوں سے بلکہ دیگر ممالک سے بھی تشریف لاتے ہیں۔ بلالحاظ مذہب و ملت ہزاروں ہندو مسلم درگاہ پر چادر گل، کا نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ یہ درگاہ قومی یک جہتی کی عظیم مثال ہے۔

بونال:

ریاست تلنگانہ میں بونال ایک پسندیدہ عوامی تہوار ہے۔ دیویوں کو غذا کا نذرانہ پیش کرکے پوجا کی جاتی ہے جو بعد میں افراد خاندان کے درمیان تقسیم کی جاتی ہے۔

SCERT TELANGANA

رشتہ دار خواتین گھٹم اٹھا کر جلوس میں حصہ لیتی ہیں۔ اعتقاد رکھنے والی خواتین پیتل کے برتن یا گھڑوں میں پکے چاول بھر کر انہیں نیم کی پتیوں سے سجا کر اٹھا کر لے جاتی ہیں۔ ناچنے والے مرد جوانکے ساتھ ہوتے ہیں انہیں پوتھا راجو کہا جاتا ہے۔ جو کوڑے اپنی پیٹھ پر مارتے ہوئے نیم کے پتے پکڑ کر جلوس کی رہنمائی کرتے ہیں۔

☆ اگر آپ نے جاترا یا عرس یا بونال کسی میں بھی حصہ لیا ہو تو اپنی جماعت میں بیان کریں اور ان کے اہم کرداروں یا حصوں پر بحث کیجیے۔

☆ گاؤں کے دیوتاؤں یا بڑے مندروں کی پوجا یا مسجد میں عبادت سے یہ کس طرح مختلف ہے؟

عوامی تہواروں پر زمانہ قدیم کے اثرات :

تاریخی کتابیں بتاتی ہیں کہ مقامی دیوتاؤں کی پرستش قدیم زمانہ میں بھی ہوتی تھی۔ ہم جانتے ہیں کہ 2500 سال قبل سے ہی ناگ سانپوں (Nagas) درختوں ، یکشاؤں اور یکشنیوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ 1450ء میں سری ناتھ نے پلناٹی ویرو کتھا لکھی جس میں پوتھا راجو کی پرستش کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُسی دور میں ولبھ آریا نے ''کردابھی رامو'' لکھی جس میں ورنگل میں پالناٹی ویرا میلارا اور کئی دیویوں کی پرستش کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔

اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مقامی دیوتاؤں کی پرستش بڑے مندروں، چرچ یا مساجد میں کی جانے والی عبادت سے بیحد مختلف ہے بلا لحاظ مذہب وملت، ذات یا معاشی رتبہ کے ان دیوتاؤں کی سبھی پرستش کرتے ہیں۔ مثلاً مسلم کسان بھی گاؤں کے کئی مذہبی رسم ورواج میں حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح تمام مذاہب کے لوگ ''پیروں'' اولیاء کرام کی دعاؤں کی تلاش میں درگاہوں کو جاتے ہیں۔ وہ درگاہ کی دیوار یا درخت پر دھاگہ باندھ کر منت مانگتے ہیں تاکہ ان کے مسائل حل ہو جائیں۔ شیطانی اثرات وغیرہ کو دور کرنے کے لیے وہ مرشد سے تعویذ بنانے کی درخواست کرتے ہیں۔

مقامی دیوتاؤں کا اختلاط اور بلند مذہبی رسوم:

ہندوستان میں مختلف لوگوں کے درمیان بات چیت اور ان کے مذاہب کے نتیجہ میں رسم ورواج کا اختلاط مسلسل ہو رہا ہے۔ اس طرح مقامی فلسفہ اور مقامی پرستش اور مذہبی عقائد کو اعلیٰ مذاہب نے قبول کیا اور مقامی مذاہب نے متعدد اعتقادات اعلیٰ مذاہب کے قبول کئے۔

اس طرح اونچے ہندو مذہبی لوگ بھی پیپل کے درختوں ،سانپوں اور دیوی ماتا کی پرستش کرتے ہیں۔ اس طرح سے موجودہ ''پران'' میں سانپوں ،درختوں ،جانوروں اور پرندوں کا انضمام عمل میں آیا۔ بتدریج مقامی دیوتا، بدھ ،شیو، وشنو اور درگا کی طرح پرستش کا حصہ بن گئے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ سانپوں، ببر شیروں ،نندی بیلوں اور درختوں کی بھی پوجا کے حصہ کے طور پر پرستش کی جاتی ہے۔

اسلام کے معاملے میں یہ مختلف انداز میں ہوتا ہے۔ یہ اعلیٰ مذہب اسلام خدا کی وحدانیت یا توحید کا قائل ہے۔

یہ ایک اللہ کی عبادت پر سختی سے یقین رکھتا ہے۔ حالانکہ اسلام کے ماننے والے لوگوں نے اولیاء کرام یا صوفیاء کرام سے عقیدت کا اظہار کیا اور بعض یہ (یقین کرنے) ماننے لگے کہ ان درگاہوں پر آکر عبادت کرنے سے ان کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ اس لیے درگاہوں کی زیارت اور عرس کا مضبوط رواج ترقی پا گیا۔ جس میں تمام مذاہب کے لوگ حصہ لیتے ہیں۔

SCERT TELANGANA

عوامی فلسفہ اور اعلیٰ مذاہب :

کئی سنت جیسے کبیر، یوگی، ویمنا اور صوفیائے کرام جو عام لوگوں میں ہی سے تھے۔ اپنے عمیق مذہبی خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے اعلیٰ مذاہب کی تعلیمات کو عام لوگوں سے جوڑ دیا۔ یوگی ویمنا نے 300 سال قبل تلگو میں اپنے فلسفیانہ خیالات کا اظہار ان سطور میں کیا تھا۔

بغیر تجربہ کے الہامی کتابوں کو صرف دہرانے سے خوف نہیں جاتا۔ جس طرح اندھیرا صرف آگ کی تصویر سے ختم نہیں ہوتا۔
چھ ذائقے مختلف ہیں مگر مزہ (ذوق) ایک ہی ہے۔ سچائی کے متعلق کئی عقائد (مسلک) ہیں۔ مگر سچائی ایک ہی ہے۔

اور سنت ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں جبکہ وہ جس کی عبادت کرتے ہیں وہ ایک ہے۔
گنجا سر، گندے بال، راکھ (ملنے) ' زبانی رٹنے اور مذہبی لباس! کوئی آدمی سنت نہیں ہوسکتا جو دل سے سچا نہ ہو۔
اس طرح کے خیالات اور اقوال زرّین عام لوگوں کی سوچ کا حصہ بن گئے۔

کلیدی الفاظ

1. مقامی دیوتا
2. جاترا
3. عرس
4. پیراں
5. بونم

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. اکثر مقامی دیوتاؤں کی پرستش میں کونسے عناصر مشترک ہیں؟
2. جو لوگ گاؤں دیہات سے جا کر شہر میں رہائش اختیار کرتے ہیں کیا وہ ان کے گاؤں کے پرانے مقامی دیوتاؤں کی پرستش جاری رکھتے ہیں؟ یہ پرستش وہ کیسے کرتے ہیں؟
3. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ مقامی دیوتاؤں کی پرستش کا طریقہ اب تبدیل ہورہا ہے؟ آپ کونسی تبدیلیاں دیکھ رہے ہیں؟
4. تلنگانہ کے نقشہ میں ان مقامات کی نشاندہی کیجیے جہاں سے اہم عرس اور جاترا نکالے جاتے ہیں؟
5. صفحہ نمبر 186 کا پیراگراف ''بلالحاظ مذہب............درخواست کرتے ہیں'' کا مطالعہ کیجیے اور اس پر تبصرہ کیجیے؟
6. آپ کے علاقے کے مختلف مذاہب کے لوگوں سے گفتگو کرکے تفصیلات جمع کیجیے

سلسلہ نشان	نام	مذہب پر عمل پیرا	خدا کی عبادت	عید/تہوار مناتے ہیں

منصوبہ کام

1. آپ کے دادا' دادی، نانا نانی سے آپ کے علاقہ کی کسی عرس کے متعلق تفصیلات جمع کر کے رپورٹ تیار کیجیے۔
2. آپ کے علاقہ کے مقامی پیرو بزرگوں کی کہانیاں جمع کر کے کتابچہ تیار کیجیے۔

SCERT TELANGANA

باب

21

الوہیت تک پہنچنے کے والہانہ راستے

آپ نے لوگوں کو مختلف رائج طریقوں سے عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ انہیں بھجن یا قوالی گاتے ہوئے، کیرتن کرتے ہوئے خاموشی سے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اور ان میں سے چند کو آپ نے آنسو بہاتے ہوئے بھی محسوس کیا ہوگا۔ ایسی گہری عقیدت یا خدا سے محبت دراصل آٹھویں صدی عیسوی سے فروغ پانے والی مختلف قسم کی بھکتی تحریکوں و صوفی تحریک وغیرہ کی وراثت ہے۔ جماعت ششم میں آپ الوارس اور نایانارس کی بھکتی (رزمیہ) نظمیں پڑھ چکے ہوں گے۔ جو بالترتیب وشنو اور شیوا کے بھگت (پیروکار) تھے۔ بہت جلد بادشاہوں اور سربراہوں نے ان دیوتاؤں کے بڑے بڑے مندر بنوائے، زمین مختص کی اور تحائف دیئے تاکہ وہاں مختلف مذہبی رسوم ادا کئے جاسکیں۔ اس طرح مندروں میں کی جانے والی عبادت روز بروز طویل، پیچیدہ اور مہنگی ہونے لگی۔ مذہبی اُمور و رسوم کی انجام دہی کے لیے خاص طور پر تربیت یافتہ پجاری مامور کئے جانے لگے۔ چند ایک ذاتوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو مندروں میں داخلہ کی اجازت نہیں تھی۔ بہت جلد ان مذہبی رسوم اور عدم مساوات کے خلاف ردِ عمل ظاہر کیا جانے لگا۔ خدا کی ذات سے متعلق نئے نظریات اُبھرنے لگے۔ ان کے تعلق سے جاننے کے لیے آگے پڑھیے۔

فلسفہ اور عقیدت

شنکرا، جو ہندوستان کے بہت ہی ذی اثر فلسفیوں میں سے ایک تھے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں کیرالا میں پیدا ہوئے۔ وہ ''ادوائیتا'' Advaita یا خدا کی وحدانیت اور اس کی عظمت کے نظریہ جو کہ ایک 'اٹل حقیقت' ہے اس کی نہ تو کوئی شکل ہے اور نہ ہی وہ کسی سے منسوب ہے کے قائل ہیں۔ تارک الدنیا (سنیاس لے کر) ہوکر برہمن کی حقیقی فطرت کو سمجھنے اور نجات پانے کے لیے علم و فہم (گیان) کے راستے کو اپنانے کی اُنہوں نے تبلیغ کی۔

رامانوجہ-Ramanuja گیارھویں صدی عیسوی میں جنوبی ہندوستان میں پیدا ہوئے جو ''الوارس'' سے بیحد متاثر تھے۔ ان کی مطابق نجات پانے کا سب سے اچھا راستہ ''وشنو'' کے تئیں اپنی سچی اور گہری عقیدت تھی۔ نجات پانے اور اس کے قرب کی خوشی حاصل کرنے میں وشنو اپنے فضل سے اپنے بھگتوں کی مدد کرتے ہیں۔ رامانوجہ نے مندر کی عبادات میں بہت حد تک نچلی ذاتوں کے لوگوں کو بھی جگہ دینے کی حمایت کی۔ انہوں نے ''وشِشٹادوائیتا'' Vishishtadvaita یا مستند وحدانیت کے نظریہ کو پیش کیا جس کے بموجب روح عظیم خدا میں جذب کرجانے کے بعد بھی نمایاں رہتی ہے۔ رامانوجہ کے اس نظریہ نے بھکتی کی ایک نئی شاخ (صف) کو بے حد متاثر کیا جو متعاقب شمالی ہند میں فروغ پائی۔

SCERT TELANGANA

بسونّا کا ویرا شیوا مت :

ہم نے پہلے ہی بتادیا تھا کہ بھکتی تحریک اور مندر میں کی جانے والی عبادت کے درمیان ربط ہے۔ جس سے بسونا کی تحریک ویراشیوانظام کوعوام میں مقبول عام بنانے کے لیے مددگار کے طور پر الامہ، پربھواورا کا مہادیوی جیسے ساتھیوں کی مدد سے اس تحریک کوتقویت ملی۔ یہ تحریک 12ویں صدی کے وسط میں کرناٹک کے علاقہ میں شروع ہوئی۔اس تحریک کے پیروزوردار انداز میں تمام انسانوں کی مساوات کا درس دیتے اورقدیم مذہبی نظریہ جیسے منقولی افکار، ذات پات کا نظام اورعورتوں کے ساتھ امتیاز برتنے کی مخالفت کرتے۔اور وہ رسم ورواج اور مورتی پوجا کے بھی مخالف تھے۔ یہاں پربسونا کے چنداقوال پیش کئے جارہے ہیں۔

دولت مندلوگ
شیوا کے لیے مندر بنائیں گے۔
میں کیا ہوں
ایک غریب آدمی
کیا کرسکتا ہوں؟
میرے پیر ستون ہیں
میرا جسم مقدس جگہ ہے
میرا سر ایک گول گنبد ہے
سونے کا بنا ہوا
سنو! ندیوں کو ملانے والے خدا
کھڑی چیزیں گرجائیں گی
لیکن چلنے والے ٹھہریں گے

☆ بسونا کے ظاہر کردہ اہم تصورات کیا تھے؟

☆ بسونا کس طرح کا مندر خدا کو پیش کرنا چاہتے ہیں؟

مہاراشٹرا کے سنتھ :

تیرھویں سے سترھویں صدی عیسوی کے دوران مہاراشٹرا نے کئی برگزیدہ شعراء دیکھے۔ جن کے گیت عام فہم مراٹھی زبان میں ہوتے تھے جوکہ عوام کومتاثر کرتے رہتے تھے۔ ان شعراء میں سب سے نامور' گیانیشور' نام دیوٗ ایک ناتھ اور تکارام تھے۔ان کے ساتھ ساتھ خواتین جیسے سکوّبائی اور چوکھا میلا کا خاندان جوکہ'اچھوت' مہرذات سے تھے۔ یہ علاقائی روایتی بھکتی 'وِٹھلا' (وشنو کا اوتار) پرزور دیتے تھے۔ ان کا مندر پنڈرپور میں واقع ہے۔اس کے علاوہ ان کا ایقان تھا کہ خدا تمام لوگوں کے دلوں میں بستا ہے۔

شکل 21.1 آتش دان کے سامنے جمع سنتھ

یہ سنتھ شعراء تمام رسوم کو کالعدم کر کے عام لوگوں میں شرافت اور پیدائش کی بنیاد پر سماجی اختلافات کو نکال باہر کیا۔ درحقیقت انہوں نے ترک دنیا کے تصور کو رد کرتے ہوئے اپنے افرادِ خاندان کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی۔

زندگی گذارنے کے لیے معاش حاصل کرنے کی کوشش کریں جیسے عام لوگ کرتے ہیں۔اور ساتھی انسانوں کے ساتھ رحم دلی اور جذبہ خدمت کے ساتھ رہنے کی ضرورت ہے۔جس سے ایک نیا انسانی تصور وجود میں آیا جو درد کو آپس میں بانٹتے ہوئے انسانیت کو فروغ دیا۔ مشہور سنتھ شخص نرسی مہتا نے کہا ویشنواس وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا درد سمجھتے ہیں۔

یہ ایک ابھنگ (مراٹھی بھجن) ہے جو سنت تکارام کی تحریر کردہ ہے۔

وہ جو شناخت کرتا ہے
شکستہ وسوختہ ہے
اُسے ولی کے درجے پر فائز فرما
اُس پر تیرا فضل وکرم ہو
خدا
ہر اُس آدمی کی مدد کرتا ہے
جسے دھتکار دیا جاتا ہے
وہ اُس کے قریب ہی رہتا ہے
اُس کا سلوک
ایک غلام کے ساتھ بھی
اپنے بیٹے کی طرح ہوتا ہے
اسی لئے تکارام کہتا ہے کہ
میں کبھی نہیں تھکوں گا
میں پھر اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ
ایسا آدمی (جس پر خدا کا کرم ہوتا ہے)
بذات خود
ایک دیوتا ہے

☆ آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ تکارام غریبوں کے دوست اور خدا کے سچے عقیدت مند ہیں؟

یہاں ایک ابھنگ دیا گیا ہے جو کہ چوکھا میلا کے بیٹے نے ترتیب دیا ہے۔

تم نے ہمیں کم ذات بنادیا
اے عظیم خدا تم اس حقیقت کا سامنا کیوں نہیں کرتے
ہماری ساری زندگی
چھوڑا ہوا کھانا
کھانے میں گذر جاتی ہے
اس پر تمہیں حجاب محسوس کرنا چاہئے
تم ہمارے گھر میں مہمان رہ چکے ہو
تم اسے کیسے انکار کرسکتے ہو
چکا میلا کا بیٹا کرمامیلا پوچھ رہا ہے
تم نے
مجھے زندگی کیوں عطا کی

☆ اس ابھنگ میں جو سماجی تفرق کا ذکر کیا گیا ہے اس تصور کے تعلق سے بیان کیجیے۔

ناتھ پنتھی، سدھا اور یوگی

کئی مذہبی گروہوں نے اس وقت کے مذہبی رسومات اور عقیدوں پر تنقید کرتے ہوئے مذہب اور سماجی رتبہ کو منطقی بحث کا موضوع بنادیا تھا۔ ان میں ناتھ پنتھی، سدھا چراسی اور یوگی شامل ہیں۔انہوں نے دنیا سے کنارہ کشی کی وکالت کی۔انہوں نے کہا نجات کا راستہ مراقبہ سے ہوکر جاتا ہے۔سچائی یا حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہونے کے لیے وحدانیت کی تعلیم دی۔ انہوں نے وکالت کی کہ اس کے حصول کے لیے یوگا سن کی مشق کرنا چاہئے۔سانس اور مراقبہ کی مشق کرنا چاہئے۔یہ گروہ خاص طور پر کم ذات کے لوگوں میں مشہور ہوا۔ان کی روایتی مذہب پر تنقید نے بھکتی پر مبنی مذہب کو مشہور کردیا جو شمالی ہندوستان میں ایک طاقت بن کر ابھرا۔

اسلام اور صوفی نظام:

جن کا اعتقاد ایک اللہ کی عبادت کرنا اسی کے آگے سر جھکانا جائز ہے۔ برگزیدہ لوگ جنہیں عام طور پر صوفی کہا جاتا ہے۔ مسلم اولیاء ہیں۔

انہوں نے سطحی مذہبی جنون کو مسترد کردیا اور خدا سے پُرزور عقیدت ومحبت کا اظہار اور عالم انسانیت سے ہمدردی وغمگساری کا سبق سکھایا۔

اسلام خدا کی وحدانیت یا ایک خدا کی اطاعت گذاری پر زور دیتا ہے۔ اسلام بت پرستی کو مسترد کرتا ہے اور عبادت بڑی حد تک (آسان) سہل رسم ورواج کو مشترکہ عبادت میں تبدیل کرتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ مسلم علماء نے مذہبی قانون شریعت کو واضح کیا۔ مسلم علماء کے طویل مذہبی قواعد وضوابط کے طریقہ کار کو صوفی بزرگوں نے مسترد کردیا۔ انہوں نے خدا تک پہنچنے کا راستہ ڈھونڈ لیا۔ جیسے کوئی محبت کرنے والا دنیا کی پرواہ کئے بغیر اپنے محبوب تک پہنچتا ہے۔ جیسے برگزیدہ شعراء کرام کی طرح صوفیوں نے بھی نظموں کے ذریعہ اپنے جذبات کا اظہار کیا اور اس سے جڑے قصے اور حکایات بیان کئے۔ وسطی ایشاء کے ان عظیم صوفیا میں غزالی۔ رومی اور سعدی اہم ہیں۔ ناتھ پنتھیوں (Nath Panthis) سدھیوں (Siddhas) اور یوگیوں (Yogis) کی طرح صوفیوں کا اس بات پر ایقان تھا کہ دنیا کو مختلف نظریہ سے دیکھنے کے لیے قلوب کی تربیت کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے تربیت کے لیے تفصیلی طریقہ کار ''ذکر'' کو وضع کیا (متبرک نسخہ وخدا کے صفاتی نام کو دہرانا)

کسی اُستاد یا پیر کی نگرانی میں مراقبہ، سماع (نغمہ سرائی) رقص (ناچ) حکایات پر مباحثے عالم جانکنی پر قابو پانا وغیرہ کرتے تھے۔ اس طرح سلسلہ (silsilas) کی شروعات ہوئی۔ صوفی اساتذہ کا شجرہ ہر ایک کا دوسرے سے کسی قدر مختلف اور ہدایات و مذہبی رسم ورواج کی روایت میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔

گیارھویں صدی میں صوفیوں کی بڑی تعداد وسطی ایشیاء سے آکر ہندوستان میں بودوباش اختیار کی۔ دہلی سلطنت کے استقرار/ استحکام کے ساتھ یہ طریقہ کار مضبوط ہوتا گیا۔ جب تمام ہندوستان میں کئی بڑے صوفی سلسلہ ترقی پا گئے۔ ان میں سب سے زیادہ (باثر) مؤثر چشتیہ سلسلہ (Chishtia Silsila) تھا اس سلسلہ کے اساتذہ کی طویل قطار ہے جیسے اجمیر کے خواجہ معین الدین چشتی ؒ، دہلی کے قطب الدین بختیار کاکیؒ، پنجاب کے بابا فریدالدینؒ، دہلی کے نظام الدین اولیاءؒ اور گلبرگہ کے خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ۔

صوفی اساتذہ اپنی مجالس کا انعقاد 'خانقاہ' میں کرتے، جس میں عوام وخاص اور شاہی افراد، غرض ہر نوع کے افراد گروہ در گروہ ان خانقاہوں میں آتے۔ وہ مذہبی معاملات پر بحث ومباحثہ کرتے اور دنیاوی مسائل سے نپٹنے کے لیے بزرگوں کی دُعائیں لیتے یا صرف (رقص وسرور) محفل سماع میں حاضری دیتے۔

زیادہ تر افراد صوفی اساتذہ کو بیماریوں اور مصیبتوں سے نجات دینے والی کرشماتی قوتوں والی شخصیت مانتے۔

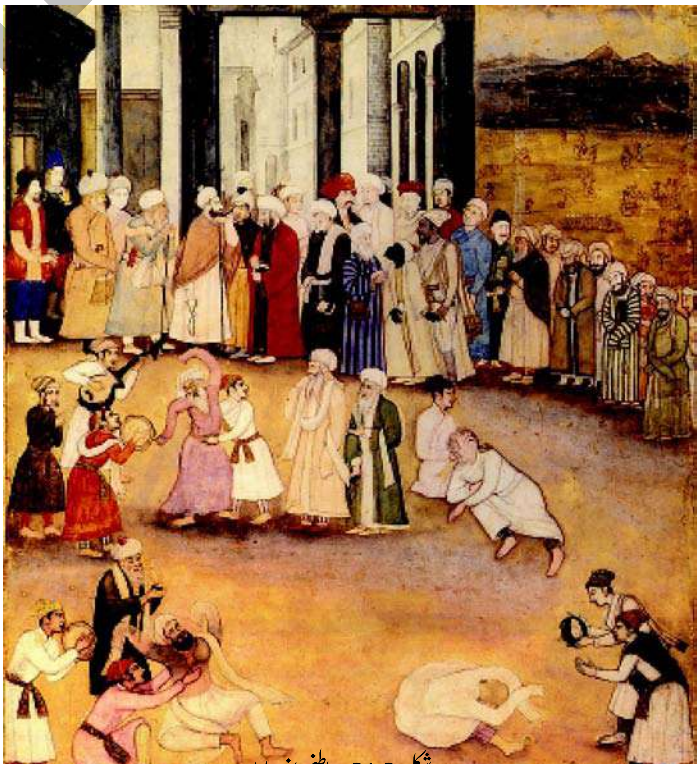

شکل 21.2 باطنی انبساط

SCERT TELANGANA

صوفی بزرگوں کی مزار یا درگاہ ایسی زیارت گاہ ہے جہاں تمام افراد بلالحاظ مذہب وملت ہجوم درہجوم جاتے ہیں۔

☆ اگر آپ کبھی درگاہ گئے ہوں تو اس کی تفصیلات اپنے جماعت میں دوستوں کو بتایئے کہ لوگ کیسے پیر کی عزت کرتے ہیں اور کن چیزوں کے لیے دُعاء کرتے ہیں؟

ہندوستان میں نئے مذہبی رُجحانات :

مابعد تیرھویں صدی جنوبی ہند میں بھکتی تحریک کی لہر اُٹھی۔ یہ وہ وقت تھا جب اسلام ہندومت تصوف بھکتی کے کئی دوسرے راستے بھکتی ناتھ پنتھ۔ سدّھا اور یوگی ایک دوسرے کو متاثر کررہے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ نئے شہر اور نئی سلطنتیں وجود میں آرہی ہیں۔ لوگ نئے پیشے اختیار کررہے تھے اور اپنے آپ کے لئے نئے منصب وکردار تلاش کررہے تھے۔ خاص طور پر ہنرمند کاری گر کسان تاجر اور مزدور کثیر تعداد میں صوفی بزرگوں کو سننے آتے اور ان کے خیالات کو پھیلاتے۔ ان میں سے چند نے کبیر اور باباگرونانک کو پسند کیا اور دقیانوسی طریقوں اور ایقان کو مسترد کردیا۔

شعراء جیسے کہ بومیرا پوتنا۔ انا ماچاریہ۔ چیتنیا مہاپربھو۔ تلسی داس اور سورداس نے پرجوش طریقے سے ان ایقان پر عمل کیا وہ چاہتے تھے کہ یہ تمام افراد کے لیے قابل حصول ہو۔

پوتنا جو ورنگل سے قریب بومیرا گاؤں میں کسان کی زندگی بسر کررہے تھے انہوں نے مشہور مہابھارت کا تلگو ترجمہ کیا۔ پوتنا کو -Sahaj Kavi فطری شاعر کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اپنے مذہبی عقائد کے جذبات کو سہل (آسان) شاعری میں بیان کیا۔

تھلاپکا انم آچاریہ (1503-1408) آندھراپردیش کے مقبول سادھو مصنف تھے۔ ملک الشعراء کے طور پر تعظیم کی جاتی ہے۔ ننامیا نے تروپتی کے بھگوان وینکٹیشور کی عظمت بیان کرنے میں اپنی زندگی وقف کردی۔ اس کی فی البدیہہ/ برجستہ شاعری بول چال کی زبان میں استعمال ہوتی ہے۔ بہ نسبت مستند معیاری ادب کے جوگراندھیکا اسلوب (طرز) میں لکھا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انم آچاریہ چرترامو میں انم ایا نے بھگوان وینکٹیشور پر بتیس ہزار کیرتن لکھے تھے۔

ان کیرتنوں میں انہوں نے اخلاقیات دھرم اور انصاف راست بازی کے مضامین لکھے۔ انکے دور میں وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اچھوت ذاتوں پر لگے سماجی رسوائی کی مخالفت کی۔ Brahmam Okkate اور Prabrahmam Okatte، Kulajudainanemi Ewadainanemi انہوں نے خوبصورت لیکن موثر الفاظ میں کہا کہ "انسان اور بھگوان کے درمیان تعلق ایک جیسا ہی ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی نسل رنگ ذات یا معاشی رتبہ سے تعلق رکھتا ہو"۔

తందనాన ఆహి - తందనానపురె
తందనాన భళా - తందనాన
బ్రహ్మమొక్కటె పరబ్రహ్మమొక్కటె పర
బ్రహ్మమొక్కటె పరబ్రహ్మమొక్కటె ...
నిండార రాజు నిద్రించు నిద్రయు నొకటే
అండనే బంటు నిద్ర అదియు నొకటే ...
మెండైన బ్రహ్మణుడు - మెట్టభూమి యొకటే
చండాలు డుండేటి సరిభూమి యొకటే ...

- Annamacharya Keertana

SCERT TELANGANA

☆ مشرقی ہندوستان (موجودہ بنگلہ دیش اور مغربی بنگال) کے وشنو سنتھ اور سماجی اصلاح کار تھے۔ چیتنیا پربھو "وشنو بھکتی یوگا" کے ممتاز علمبردار تھے۔ (معنیٰ بھگوان کرشنا کی محبت وعقیدت) جو بھگوت پران اور بھگوت گیتا فلسفہ کی بنیاد پر ہو۔ انہوں نے معاشرہ میں بھجن گانے اور عقیدت سے رقص کرنے کی تشہیر کی۔ وہ کرشنا کے مختلف روپ کی عبادت کرتے تھے۔ انہوں نے "ہرے کرشنا" منتر کو مقبول کیا۔

☆ سترھویں صدی کا شری رام کا عقیدت مند اور کرناٹک موسیقی کا موجد تھا۔ وہ تلگو زبان کے ویگیا کاراؤں-Vaggeyakaras میں سے تھا (ایسا شخص جو نظم لکھتا اور اسکی طرز بناتا) انہیں بھدرا چلم کے مقام پر بھگوان رام کا مشہور مندر تعمیر کرنے کے لیے یاد کیا جاتا ہے۔ انہوں نے رام کی عقیدت میں نظمیں لکھیں جنہیں رام داس کیرتنوں کے نام سے مقبولیت حاصل ہوئی۔ بھگوان رام پر لکھی گئی 108 نظموں کا مجموعہ کو مرتب کیا جسے دس راٹھی شاتکو کہا جاتا ہے۔

ఏ తీరుగ నను దయ చూచెదవో, ఇన వంశోత్తమ రామా
నా తరమా భవ సాగరమీదను, నళిన దళేక్షణ రామా
శ్రీరఘు నందన సీతా రమణా, శ్రితజన పోషక రామా
కారుణ్యాలయ భక్త వరద నిను, కన్నది కానుపు రామా...
(Ramadadu Keertana)

☆ کیا آپ ویگیا کاراؤں اور اُنکے کیرتنوں کے نام بتا سکتے ہیں؟

تلسی داس نے بھگوان کو رام کے روپ میں (سونچا) قیاس کیا۔ تلسی داس نے اودھی زبان میں رام چرتر مانس لکھی (مشرقی اتر پردیش میں استعمال ہونے والی زبان۔ اودھی) جو اظہار عقیدت اور ادبی کام کے لیے اہمیت رکھتی ہے۔ ان کے ہم عصر آسام کے شنکر دیو تھے (پندرھویں صدی کے اختتام) انہوں نے بھگوان وشنو کی عقیدت پر زور دیا اور آسامی زبان میں نظمیں اور ڈرامے لکھے۔

"نام گھر" یا عبادت خانہ جہاں گیت گایا جائے یا عبادت کی جاسکے بنانے کی شروعات کی جو آج تک جاری ہے۔

اس روایت میں شامل سنتھ جیسے دادو دیال روی داس اور میرابائی ہیں۔ میرابائی ایک راجپوت شہزادی تھی جس کی شادی سولہویں صدی کے میواڑ کے شاہی خاندان میں ہوئی۔ میرا بائی روی داس کی شاگرد بنی جو اچھوت ذات سے تعلق رکھنے والے سنتھ تھے۔ میرابائی بھگوان کرشنا کی معتقد تھی اس نے کرشنا کی عقیدت میں متعدد بھجن لکھے جو اسکی شدید عقیدت کو ظاہر کرتے ہیں۔

شکل 21.3: میرابائی کی تصویر

اسکے گانے اونچی ذات کے اصولوں کے خلاف کھلا چیلنج تھے اور گجرات وراجستھان کے عوام میں مقبول عام تھے۔

مقامی زبانوں کا استعمال اور نغمگی ان سنتھوں کے کام کی نمایاں خصوصیت تھی۔ وہ بے انتہا مقبول اور نسل در نسل منتقل ہوئے۔ عام طور پر غرباء اور محروم طبقات وخواتین ان نغموں کو منتقل کرتے ان میں اپنے تجربہ کے لحاظ سے سطور جوڑتے۔ اس لیے یہ نغمے سنتھوں کے ساتھ ساتھ کئی پیڑھیوں کے لوگوں کا کام ہے جو انہیں گاتے رہیں۔ یہ ہماری معروف تہذیب کا حصہ بن گئے۔

☆ کیا آپ نے اپنی مادری زبان میں ایسی کوئی حمد سنے ہیں اسے کس نے لکھا معلوم کیجئے۔ ان میں سے کچھ حمد لکھ کر اپنی جماعت میں اس کے معنی پر مباحثہ کیجئے۔

SCERT TELANGANA

ایک نظر کبیر پر :

کبیر پندرھویں سولھویں صدی کے ایک باا ثر سنتھ تھے۔ ان کی پرورش (وارانا سی) بنارس کے قریب مسلم جولاہا کپڑے بننے والے خاندان میں ہوئی۔ ان کی زندگی سے متعلق بہت کم قابل بھروسہ مواد دستیاب ہے ہمیں ان کے خیالات دوہوں کے وسیع مجموعے جنہیں ''سکھی''-Sakhiاور (Pads) کہتے ہیں سے ملتی ہیں جوزیادہ تر بھٹکتے پھرنے والے بھجن گا یکوں نے گائے ہیں۔ ان میں سے چند کو گروگرنتھ صاحب پنچ وانی اور بیجاک(Bijak)میں جمع کر کے محفوظ کر دیا گیا۔

یقیناً کبیر اپنی تعلیمات میں اہم مذہبی طریقوں کو پرجوش انداز میں مسترد کرتے ہیں۔ ان کی تعلیمات اسلام اور ہندومت دونوں کے ظاہری عبادات کے طریقوں ، مذہبی جماعتوں اور ذاتوں کی فوقیت کا کھلا مضحکہ اڑاتی ہیں۔ ان کی شاعری عام فہم ہندی زبان میں تھی جو عام لوگ سمجھ سکیں۔

کبیر کا ایقان بے شکل وصورت کے سب سے افضل واعلیٰ خدا کی عبادت پر تھا اورانہوں نے تبلیغ کی کہ بھکتی یا عقیدت ہی نجات کا راستہ ہے۔کبیر کے ماننے والوں میں ہندو مسلم دونوں شامل ہیں۔

کبیر کی نظم

خداوند کریم اوررام تمام نفوس میں موجود ہیں
اے معبود! اپنے بندوں پر رحم فرما
وہ دریا میں نہاتے ہیں
وہ قتل کرتے ہیں اور خود کو مسکین کہتے ہیں
اُن کے گناہ پوشیدہ رہتے ہیں
برہمن چوبیس گھنٹے برت رکھتا ہے
قاضی رمضان میں روزے رہتا ہے
کوئی مجھے بتلائے وہ گیارہواں مہینہ کیوں ترک کر دیتے ہیں
کیا بارھویں مہینہ سے روحانی فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
وہ کہتے ہیں کہ اُن کا دیوتا مشرق میں ہے
خداتعالیٰ مغرب میں ہے
اُسے اپنے دل میں تلاش کرو
اُسے دل کی گہرائیوں میں ڈھونڈو
وہیں پر رام اور رحیم رہتے ہیں

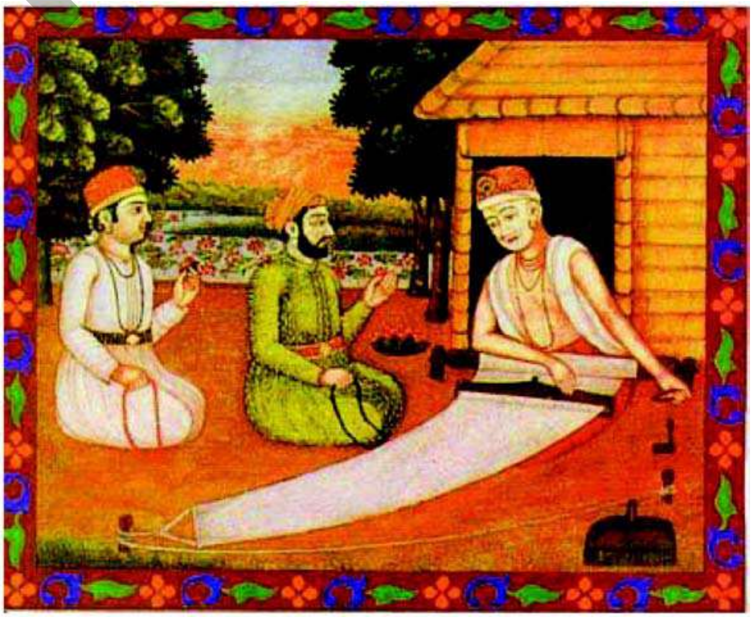

شکل 21.4 تصویر میں کبیر کپڑا بنتے ہوئے

SCERT TELANGANA

گرونانک:

ہم کبیر سے زیادہ گرونانک 1469تا1539ء کے بارے میں جانتے ہیں۔آپ کی پیدائش تلونڈی (پاکستان میں واقع نانکانہ صاحب) میں ہوئی۔آپ دوردورتک گئے پھرپرتاپور (دریائے یوی پر واقع، ڈیرہ بابانک) پر ایک مرکز قائم کیا۔ آپ کے پیرو بلالحاظ ذات،رنگ وجنس ایک جگہ مل کر کھانا کھاتے تھے۔ عام باورچی خانہ (لنگر) کہلاتا تھا۔اس طرح گرونانک کی قائم کی ہوئی مذہبی جگہ دھرم شالہ کہلاتی ہے۔

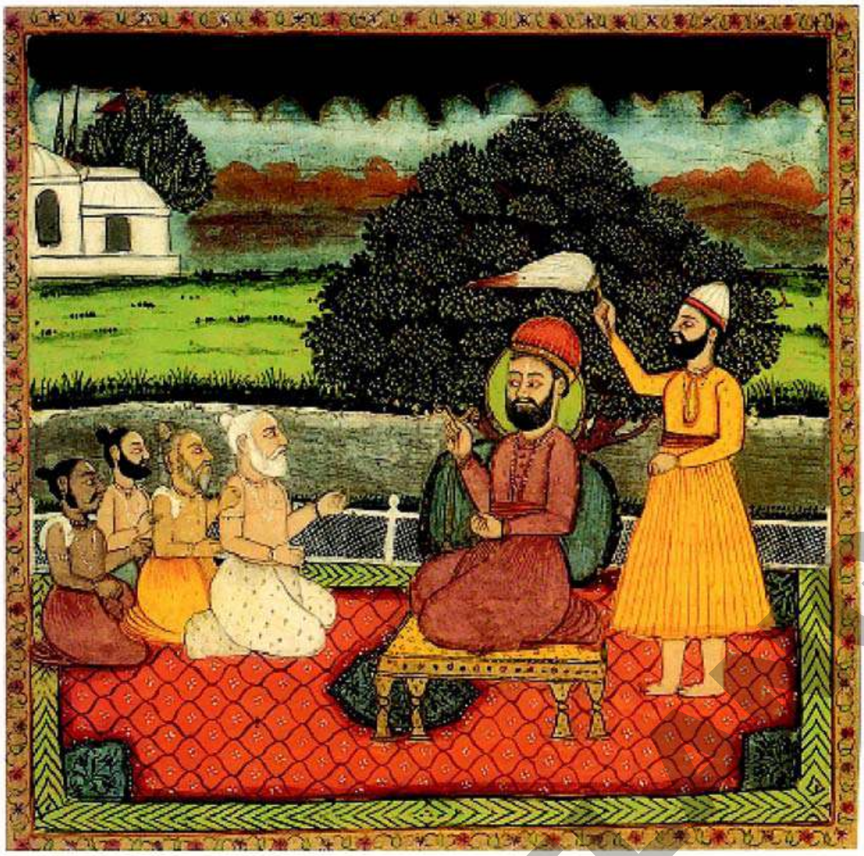

شکل 21.5 جواں سال گرونانک پرہیزگارلوگوں سے بات چیت کرتے ہوئے

سولھویں صدی میں گرونانک کے ماننے والوں کی تعداد آپ کے جانشین کے دور میں بڑھ گئی۔ان پیروں میں زیادہ تر تاجر،کسان،کاریگراوردستکار تھے جو گرونانک کے تقاضے کے مطابق تھے۔آپ کا تقاضہ تھا کہ پیروخانہ دار ہوں جو مفید اور پیداواری پیشے ورہوں تا کہ یہ لوگ پیروؤں کی قوم کے عام عطیہ میں اشتراک کرسکیں۔

گرونانک کی اس تدبیر کا اس تحریک پر شروع ہی سے گہرااثر رہا۔آپ ہمیشہ ایک خدا کی عبادت کی تائید کرتے تھے۔ ان کا کہنا تھا حصول نجات کے لیے ذات،رنگ جنس بے معنی ہے۔گرونانک کے خیال میں نجات کسی مجہول خوشی کے احساس کا نام نہیں ہے بلکہ یہ سماجی ذمہ داری کے گہرے احساس کے ساتھ فعال زندگی گذارنا۔آپ نے نام،دان اور انسان کے الفاظ استعمال کئے جوان کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔جس کے اصل معنیٰ صحیح عبادت دوسروں کی بھلائی اورعمل کا اخلاص ہے۔آپ کی تعلیمات کونام چینا۔کرت کرنا اورونڈچکھنا کوآج بھی یادکیا جاتا ہے۔جس کا مطلب صحیح عقیدہ وعبادت کی اہمیت،ایمانداری سے زندگی گزارنا اور دوسروں کی مدد کرنا ہے۔یعنی گرونانک کی تعلیمات میں سیاسی اور سماجی منشا پوشیدہ ہے۔ یہ کچھ حد تک گرونانک کے پیروں کی تاریخ اورعہد وسطیٰ کی مذہبی شخصیات جیسے کبیر،روی داس اور دادوجن کی تعلیمات،گرونانک سے میل کھاتے ہیں کے بیچ فرق ظاہر کرتا ہے۔

SCERT TELANGANA

کلیدی الفاظ :

1. ادوائیتا	2. نجات	5. ے	عقیدت	6. یوگا آسن	
3. آلوار	4. نائنار	7. بیجاک (Bijak)		8. ابھنگ	

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1. Sidhas Nathpanthis اور Yogis کا عقیدہ نظریات بیان کرو۔
2. کبیر کی اہم تعلیمات کیا تھیں؟ بیان کیجئے۔
3. صوفیوں کا مسلک اور مجاہدہ کیا تھا۔
4. آپ کے خیال میں کئی مصلحین نے رائج عقیدوں اور سومات کی مخالفت کی۔
5. گرونا نک کی اہم تعلیمات کیا تھیں۔
6. ذات کے متعلق ویرا شیومت کے عارفین کا کیا خیال تھا؟
7. لوگوں نے میرا بائی آج بھی کیوں یاد رکھا ہوا ہے؟
8. صفحہ نمبر 194 ''کبیر پر ایک نظر'' کا مطالعہ کریں اور اس پر تبصرہ کیجیے؟
9. اس تہوار کے متعلق لکھیے جو آپ کے علاقے میں لوگ مل جل کر مناتے ہیں؟

منصوبہ کام :

1۔ کیا آپ کے قریب میں درگاہ، مسجد اور مندر ہیں؟ ان کا مشاہدہ کیجئے اور بیان کیجئے کہ آپ نے کیا دیکھا اور سنا؟

2۔ اس باب میں کوئی سنتھ یا شاعر یا جن کی تخلیقات شامل کئے گئے ہیں ان کے کارناموں کے بارے میں معلومات حاصل کیجئے ان کی نظمیں لکھ کر معلوم کیجئے کہ کیا یہ گائے جاتے ہیں وہ کیسے گائے جاتے ہیں؟ اور ان شعراء نے کس کے متعلق لکھا۔

SCERT TELANGANA

باب

22

سلاطین اور عمارتیں

شکل۔ 22.1 میں قطب مینار کی پہلی منزل کی بالکونی بتائی گئی ہے۔اسے قطب الدین ایبک نے لگ بھگ 1199ء میں تعمیر کروایا۔ اس بالکونی کے زیریں حصے میں بنائی گئی چھوٹی کمانوں اور نقش و نگار پر غور کیجئے۔اس بالکونی کے نیچے کیا آپ کندہ کی گئی تحریر کی دو پٹیوں کو دیکھ سکتے ہیں؟ یہ عربی زبان میں تحریر کردہ ہیں۔ قطب مینار کی بیرونی سطح دائروی اور زاویہ دار (پیچ دار) ہے۔ ایسی سطحوں پر تحریروں کو کندہ کرنے کے لئے اعلیٰ درجہ کی مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔ان کو ماہر ترین افراد ہی کندہ کرسکتے ہیں۔ 800 سال قبل تعمیر کردہ عمارات میں صرف چند عمارتیں ہی پتھروں اور اینٹوں سے تعمیر کی گئی تھیں۔ تیرھویں صدی عیسوی میں قطب مینار جیسی عمارات اپنے دیکھنے والوں پر کیا تاثر قائم کرتی ہوں گی؟

آٹھویں صدی عیسوی اور اٹھارویں صدی عیسوی کے درمیان حکمرانوں اور ان کے عہدیداروں نے دو قسم کی تعمیرات کروائی۔پہلی قسم کی عمارتوں میں قلعے، محلات، مقبرے وغیرہ ہوتے تھے۔ جو تحفظ اور آرام کی خاطر بنائے جاتے تھے۔ان پر شکوہ عمارتوں میں آرام و آسائش کی تمام سہولیات فراہم کی جاتی تھیں۔ دوسری قسم کی تعمیرات میں منادر، مساجد، تالاب، کنویں، سرائے، بازار وغیرہ۔ان کو عوامی ضروریات کی تکمیل کے لئے تعمیر کروایا جاتا تھا۔اس کے علاوہ ان تعمیرات کی وجہ سے حکمرانوں کی مقبولیت عوام میں بڑھ جاتی تھی۔ حکمرانوں کے علاوہ دیگر متمول تاجر، جاگیر دار وغیرہ بھی اسطرح کی تعمیرات کرواتے تھے۔اٹھارویں صدی عیسوی میں تعمیر کردہ عظیم فن سنگ تراشی کے حامل یہ تعمیرات ہی آج تک صحیح و سلامت باقی ہیں۔

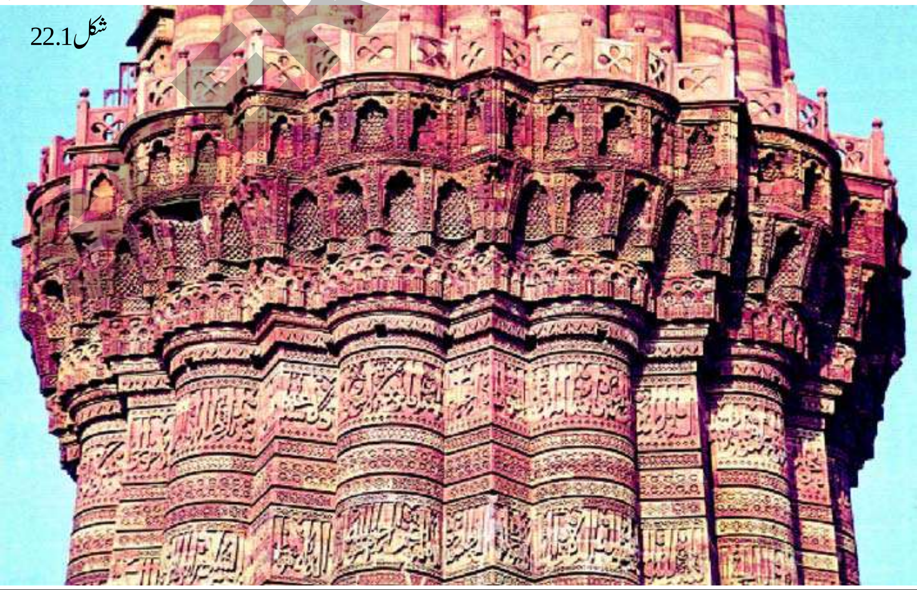

شکل 22.1

شکل۔22.1۔قطب مینار ایک پانچ منزلہ عمارت ہے۔پہلی منزل کے نیچے آپ کندہ کی گئی تحریر کی دو پٹیاں دیکھ سکتے ہیں۔ قطب الدین ایبک نے اسکی پہلی منزل کی تعمیر کروائی۔ بقیہ عمارت کی تکمیل التمش نے 1229ء میں کروائی۔گذرتے وقت کے ساتھ یہ عمارت بجلی، زلزلوں وغیرہ سے متاثر ہوتی رہی اور بعد کے آنے والے حکمرانوں نے اسکی مرمت کروائی۔

شکل22.2a مسجد قوت الاسلام - دہلی

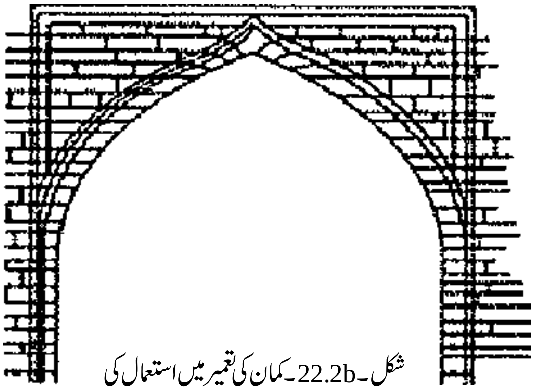

شکل۔22.2b۔کمان کی تعمیر میں استعمال کی گئی کاربیلڈ تکنیک

عمارتوں کی تعمیر میں ہنرمندی

تعمیرات اپنے دور کی تعمیری تکنیک اور مہارتوں کا اظہار کرتے ہیں۔مثلاً کسی کمرے کی چھت کو لیجئے۔کمرے کی چار دیواروں پر سے پتھر کی سلوں یا لکڑی کے شہتیر کو آڑے رکھ کر چھت ڈالا جاسکتا ہے۔تاہم یہ کام چھوٹے کمروں کے لئے آسان ہے۔مگر بڑے کمروں یا ہالوں پر چھت کی تعمیر بہت دشوار ہوتی ہے اس کے لئے فنکارانہ مہارتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

ساتویں صدی عیسوی اور دسویں صدی عیسوی کے درمیانی عرصے میں معماروں نے محلات میں کئی کمرے ، دروازے اور کھڑکیاں بنانا شروع کیا۔اس وقت بھی دو عمودی ستونوں پر آڑے ستون یا شہتیر رکھ کر چھت، دروازے یا کھڑکیاں بنائی جاتی تھیں۔اس طرح کی تعمیر کو''ٹرابیٹ'' یا ''کاربیلڈ'' طریقہ کہا جاتا تھا۔آٹھویں صدی اور تیرھویں صدی عیسوی کے درمیانی عرصے میں ٹرابیٹ طریقے سے کئی منادر، مساجد اور محل تعمیر کئے گئے۔

☆آپ اپنے قریب میں واقع کسی مندر یا مسجد کا دورہ کرکے دیکھئے۔کیا وہاں ٹرابیٹ طرز تعمیر موجود ہے؟

☆اسطرح کے تعمیری طریقے میں چھت کی تعمیر کے وقت ستون ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔تو پھر اس طریقے سے بڑے کمرے تعمیر کرنا ممکن نہیں ہے۔کیا آپ اسکی وجوہات بتا سکتے ہیں؟

گیارھویں صدی کی ابتداء میں منادر کی تعمیر

کنداریا مہادیو مندر جو شیو کے نام سے معنون ہے کی تعمیر راجہ دھنگ دیو نے کھجوراہو، مدھیہ پردیش میں 999CE میں کروائی۔ شکل22.3b مندر کے تعمیری خاکے کو ظاہر کرتی ہے۔خوبصورت سجاوٹ سے آراستہ باب الداخلہ کے بعد وسیع مہا منڈپ ہے جہاں رقص بھی منعقد کئے جاتے تھے۔مندر کے مرکزی حصے کو گربھا گرہا کہا جاتا تھا جہاں ان کے اہم دیوتا کی مورتی رکھی جاتی تھی۔

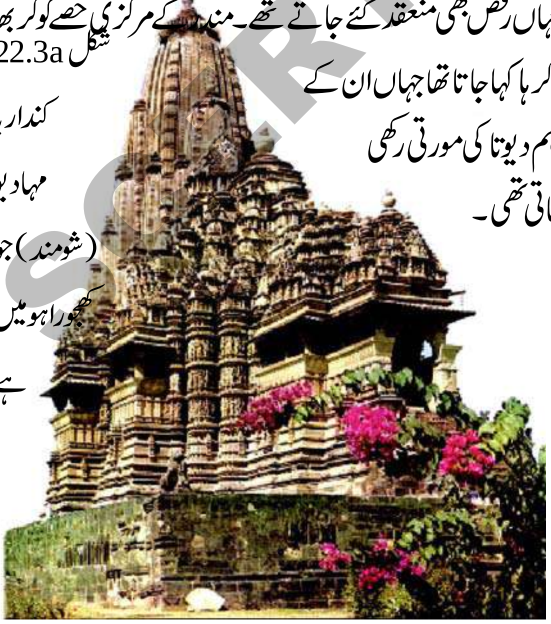

شکل 22.3a کنداریا مہادیو (شومندر) جو کھجوراہو میں ہے۔

SCERT TELANGANA

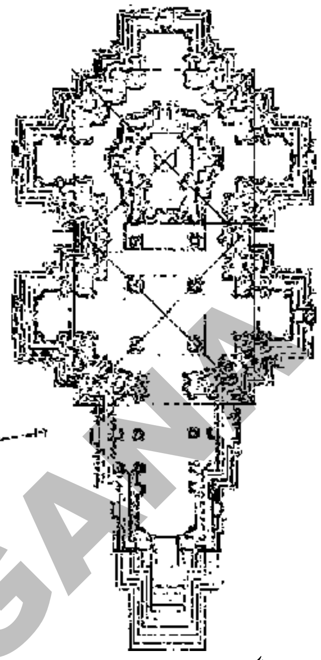

شکل 22.3(b) کندار یا مہادیو مندر (شیوا مندر) کھجوراہو کا زمینی خاکہ

گربھا گرہا مندر کا وہ مقام تھا جہاں حکمران، انکے افراد خاندان اور رشتے دار ہی داخل ہوکر پوجا کر سکتے تھے۔ کھجوراہو کے مندروں کے کامپلکس میں کئی شاہی منادر ہیں جو صرف راجاؤں اور انکے خاندان کے لئے مخصوص ہیں یہاں عام لوگوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ ان مندروں کو خوبصورت اور وسیع سنگتراشی کے نمونوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

تنجاوُر میں واقع راجہ راجیشور مندر اس دور کے تمام منادر میں سب سے اونچا بالائی حصہ (شکھرم) چوٹی ہے۔ اس دور میں اس طرح کی تعمیرات کرنا اتنا آسان نہ تھا۔ کیونکہ ان دنوں اتنے وزن اٹھانے کے لئے مشینیں نہیں تھیں۔ 90 ٹن وزنی پتھروں کو مندر کے بالائی حصے پر پہنچانا آدمیوں کے بس کی بات نہیں تھی۔ اسی لئے معمار مندر کے بالائی حصے تک ایک ڈھلانی پل نما راستہ تعمیر کرواتے تھے۔ اور دو پہیوں والی گاڑی کی مدد سے پتھروں کو ڈھکیل کر اوپر پہنچاتے تھے۔ یہ راستہ مندر کے بالائی حصے سے تقریباً چار کلو میٹر دور سے شروع ہوتا تھا۔ کیونکہ زیادہ عمودی راستہ ہوتو پتھر کو اوپر چڑھانا کافی دشوار ہوتا تھا۔ مندر کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد اس پل نما راستے کو ڈھادیا جاتا تھا۔

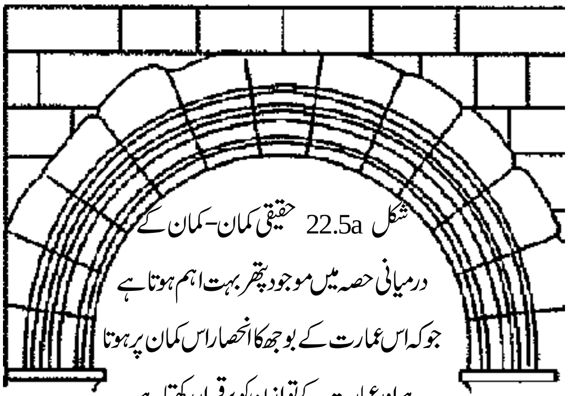

شکل 22.5a حقیقی کمان-کمان کے درمیانی حصہ میں موجود پتھر بہت اہم ہوتا ہے جو کہ اس عمارت کے بوجھ کا انحصار اس کمان پر ہوتا ہے اور عمارت کے توازن کو برقرار رکھتا ہے۔

شکل 22.5b حقیقی کمان، علائی دروازہ (چودھویں صدی عیسوی میں) مسجد قوت الاسلام دہلی

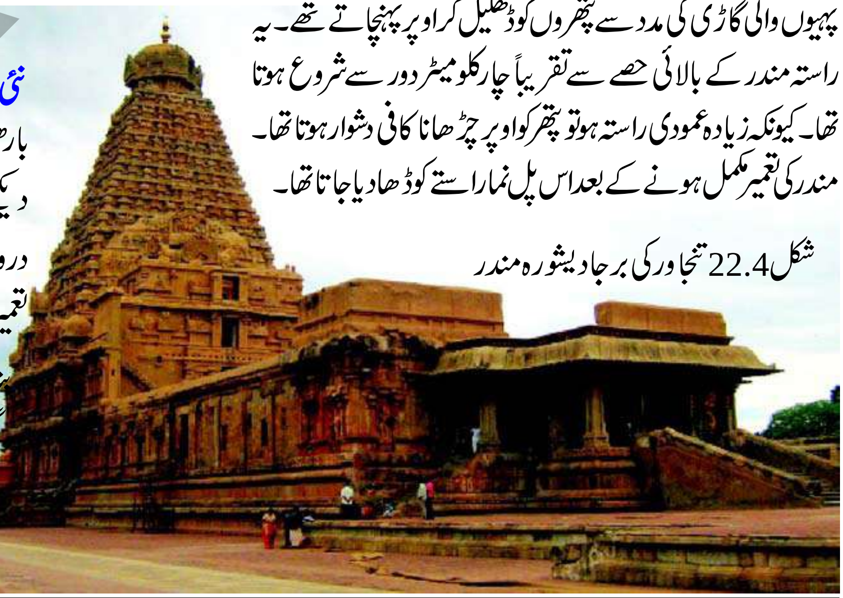

شکل 22.4 تنجاور کی برجادیشورہ مندر

نئی طرز تعمیر:

بارھویں صدی عیسوی میں ہم کو دو نئی طرز تعمیر دیکھنے کو ملتی ہیں۔ (1) اس طرز تعمیر میں دروازوں اور کھڑکیوں کے اوپر ہونے والی تعمیر کے وزن کو سہارا دینے کے لئے کمانیں بنائی جاتی تھیں۔ یہ طرز تعمیر سرنگوں اور گنبدوں کی چھتوں کی تعمیر میں استعمال کی جاتی تھی۔ اس طریقہ تعمیر کو آرکیویٹ طریقہ کہتے ہیں۔

یہ کتاب حکومت تلنگانہ کی جانب سے مفت تقسیم کے لئے ہے 2020-21
SCERT TELANGANA

☆ شکل 22.2A‘ 22.2B کی شکل کا 22.5A‘ 22.5B سے تقابل کیجئے۔

(2) اس وقت کی تعمیرات میں تعمیراتی چونے کا زیادہ استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ بہت اعلیٰ معیار کی سمنٹ کی طرح ہوتا تھا۔اس میں کنکر اور پتھر کے ٹکڑوں کو ملا کر کنکریٹ بنایا جاتا تھا۔ اسکے ذریعے بڑی سے بڑی عمارتیں بھی آسانی سے تعمیر کی جاسکتی تھیں۔ چونے اور پتھر کے آمیزے کو کمان بنانے، گنبدیں بنانے کے لئے 1190ء سے عام طور سے استعمال کیا جانے لگا۔شکل۔22.6 میں موجود تعمیر کا مشاہدہ کیجئے۔

☆ مزدور کیا کررہے ہیں؟ یہاں دکھائے گئے اوزار اور پتھروں کو اٹھانے کے لئے اختیار کئے گئے طریقوں کو بتائیے۔

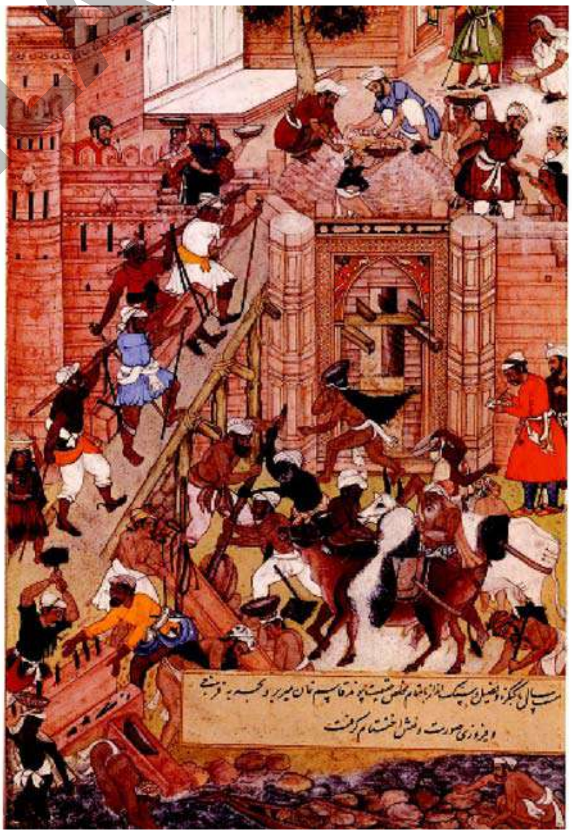

شکل۔22.6a اکبرنامہ (1590-1595) سے ماخوذ۔اس میں آگرہ میں آبی دروازے کی تعمیر کا منظر دکھایا گیا ہے

☆ کیا آپ اس طرح کے جدید تکنیک کی مدد سے وسیع اور بڑے کمرے،اونچی عمارتیں تعمیر کرنے کے لیے مناسب سمجھتے ہیں۔

مندروں، مسجدوں اور تالابوں کی تعمیر

منادر اور مساجد بہت خوبصورت انداز میں تعمیر کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ مقدس عبادت گاہیں ہیں۔اور ان سے ان کے تعمیر کروانے والوں کی طاقت، دولت اور عقیدت کا اظہار ہوتا تھا۔اسکی ایک بہترین مثال راجہ راجیشور مندر ہے۔یہاں موجود ایک کتبے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مندر کو راجہ راجہ دیو نے اپنے خاندانی دیوتا راجیشور کی عقیدت میں تعمیر کروایا۔غور کیجئے کہ راجا کا نام اور دیوتا کا نام ایک جیسا ہے۔بادشاہ نے دیوتا کا نام مبارک خیال کرتے ہوئے اختیار کیا اور اپنے گو دیوتا کی طرح بننا چاہتا تھا۔مندر میں کی جانے والی پوجا کے ذریعہ ایک دیوتا (راجا راجا دیوا) نے دوسرے دیوتا (راجا راجیشورا) کو نذرانہ عقیدت پیش کرتا تھا۔

اسی طرح کا کتیہ راجدھانی اورگلو کو یاد کیجئے۔ وہاں موجود سویمبھو شیوالیم مندر کو ورنگل کے قلعے کے درمیان تعمیر کروایا گیا تھا۔کا کتیہ راجاؤں نے اپنی طاقت اور خودمختاری کا اظہار کرنے کے لئے اس مندر کی تعمیر کروائی۔

جتنے بھی بڑے بڑے منادر ہیں وہ راجاؤں کی جانب سے تعمیر کروائے گئے ۔ مندر میں موجود دیگر چھوٹے دیوی دیوتاؤں کے بتوں کو راجاؤں کے افراد خاندان، جاگیرداروں نے وہاں تعمیر کروایا یا نصب کروایا۔جب شاہی خاندان کے افراد راجا کے ساتھ مل کر شاہی مندر میں پوجا کرتے تھے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ زمین پر خدا کی عادلانہ حکومت قائم ہوگئی ہو۔

راجا اور اسکے خاندان کے دوسرے افراد مندروں کے

SCERT TELANGANA

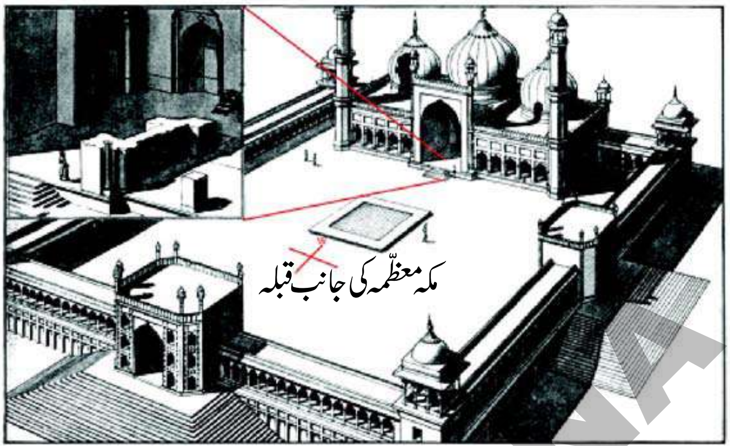

شکل۔22.7۔شاہ جہاں نے اپنے نئے پائے تخت شاہ جہاں آباد (1650-1656) میں جامع مسجد کو تعمیر کیا تھا۔اُس کا منصوبہ

لئے نذرانے، ہیرے، جواہرات، زیورات وغیرہ وقف کرتے تھے تا کہ ان دیوتاؤں کی پرستش بڑے پیمانے پر کی جا سکے۔بارھویں صدی عیسوی تک یہ منادر بڑے بڑے اداروں میں تبدیل ہوگئے۔ جہاں سینکڑوں پیشہ ور فنکار، دستکار، فنون لطیفہ کے ماہرین، پجاری، منتظم اور خدام وغیرہ کو روزگار فراہم ہوتا تھا۔منادر، گاؤں کی سطح پر بعض اوقات ٹیکس بھی وصول کرتے تھے اور تاجروں کو قرض دیتے تھے۔ان مندروں کی سرپرستی میں جاترائیں، بازار، تقریبات منعقد کئے جاتے تھے۔ان مندروں کے اطراف شیو، اور وشنو کے کئی مٹھ آباد ہوگئے۔اس طرح یہ منادر عظیم سیاسی اور معاشی مراکز کے طور پر فروغ پانے لگے۔اکثر راجا، مہاراجا یہ چاہتے تھے کہ ان کے نام مندروں سے وابستہ رہیں اسکے لئے وہ مندروں کی تعمیر، تقاریب کے انعقاد، اور منادر کے لئے نذرانے اور تحائف دینے میں فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے تھے۔

مسلم بادشاہ اور سلاطین اپنے آپ کو خدا کے اوتار تو نہیں سمجھتے تھے۔لیکن ایرانی تاریخ میں سلطان کو ''ظل الٰہی'' قرار دیا گیا تھا۔دہلی کی ایک مسجد میں موجود کتبے میں درج ہے کہ خدا نے علاؤالدین کو بادشاہ بنایا ہے۔کیونکہ اسکے اندر پیغمبرانہ صفات پائی جاتی ہیں۔مسلمانوں کے لئے خدا ہی سب سے بڑا قانون ساز اور کارساز ہے۔اس نے دنیا میں امن قائم کرنے کیلئے احکام نازل کر دیئے ہیں۔بادشاہ عوام میں اپنی مقبولیت برقرار رکھنے کے لئے خود کو خدا کا مقرب ظاہر کرتے تھے۔اور جب کوئی نئی سلطنت قائم ہوتی تو اسکے بادشاہ حکومت پر اپنا اخلاقی حق جتلانے کے لئے اور خدا سے قربت کے اظہار کے لئے نئی عبادت گاہیں تعمیر کرواتے تھے۔بادشاہوں اور حکمرانوں نے عالم، فاضل اور دانشور لوگوں کی سرپرستی کی اور اپنے صدر مقامات اور شہروں کو علمی و ثقافتی مراکز کے طور پر فروغ دیا تا کہ ان کا نام اور شہرت رہتی دنیا تک قائم رہے۔

لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ جب کوئی عادل بادشاہ حکومت کرتا ہے تو ملک میں ہر چیز کی فراوانی ہوتی ہے۔ بارش وقت پر ہوتی ہے۔ جس سے تالاب اور آبی ذخائر سے پانی کی سربراہی آسان ہوتی ہے۔سلطان التمش نے دہلی کے قریب ایک عظیم ذخیرۂ آب تعمیر کروایا۔اسکو ''حوض سلطانی'' بھی کہا جاتا ہے۔حکمرانوں نے عوام کی سہولت کی خاطر کئی تالاب اور آبی ذخائر تعمیر کروائے۔

شکل 22.8 امرتسر کا سنہری گردوارا (ہرمندر صاحب) پاکیزہ جھیل سے جڑا ہوا۔

SCERT TELANGANA

☆ آپ نے گاؤوں کے چھوٹے مندروں اور مساجد کے بارے میں پڑھا ہے۔اور آپ بڑے بڑے مندروں اور مسجدوں کے بارے میں بھی جانکاری حاصل کی ہے۔آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے کہ گاؤوں کے بڑے منادر اور مساجد سے مختلف ہیں۔

مندروں کو کیوں ڈھایا گیا؟

راجاؤں نے اپنی طاقت، دولت اور عقیدت کے اظہار کے لئے منادر تعمیر کروائے۔اس لئے جب ایک بادشاہ دوسرے کی سلطنت پر حملہ کرتا تو ان مقدس تعمیرات کو بھی نشانہ بناتا تھا کیونکہ یہ عمارتیں اسکے دشمن کی طاقت اور وقار کی علامت ہوتی تھیں۔نویں صدی عیسوی کی ابتداء میں پانڈیا راجہ شری مارا شری ولبھا نے سری لنکا پر حملہ کیا اور وہاں کے راجہ سینا۔ I (831-851) کو ہرایا۔اس کے بارے میں دھمّا کتی نامی بدھ راہب اور مورخ لکھتا ہے کہ ”......اس نے تمام قیمتی اشیاء پر قبضہ کرلیا۔سنہری محل میں موجود بدھ کی سونے کی مورتی اور دیگر بدھ مندروں میں موجود سونے کی مورتیوں کو اٹھا لے گیا......“

سری لنکا کے سنہالی راجہ کی اس شکست کے بدلے کے طور پر دوسرے سنہالی راجہ سینا دوم نے پانڈیا سلطنت کے دارالحکومت مدورائی پر فوج کشی کی۔بدھ مورخ اس فوج کشی کو بدھ کی سونے کی مورتی لانے کی ایک جدوجہد کا نام دیا۔

اسی طرح گیارھویں صدی کی ابتداء میں چولا راجہ راجندرا اول نے اپنے دارالحکومت میں ایک شیو مندر تعمیر کروائی اور اس میں اس نے شکست خوردہ حکمرانوں کے علاقوں سے چھینے گئے قیمتی اشیاء اور مورتیاں رکھیں۔ان میں چالوکیاؤں سے چھینا گیا ایک Sun-pedstal، مشرقی چالوکیاؤں سے حاصل کئے گئے گنیش اور درگا کی مورتیاں اور نندی کی ایک مورتی، اڑیسہ کے کلنگا کے راجہ سے حاصل کردہ بھیرو کی مورتی (شیو کا ایک روپ) اور آخر میں بنگال کے پالا حکمرانوں سے حاصل کیا گیا کالی کا مجسمہ شامل ہیں۔

محمود غزنی چولا راجہ راجندرا اول کا ہم عصر تھا۔ہندوستان پر اپنے حملوں کے دوران اس نے بھی شکست خوردہ حکمرانوں کے علاقوں میں مندروں کو ڈھایا اور انکی دولت اور قیمتی مورتیوں کو اپنے قبضے میں لے لیا۔اس وقت سلطان محمود غزنی کوئی مشہور بادشاہ نہیں تھا۔مگر سومناتھ جیسی مشہور مندر کو تاراج کرنے کے بعد اسے تاریخ میں شہرت حاصل ہوئی۔عہد وسطیٰ کے تقریباً تمام بادشاہوں نے اپنی شان وشوکت اور فوجی قوت کے مظاہرے کے لئے ہارے ہوئے حکمرانوں کے علاقوں میں مقدس مقامات پر حملے کئے اور لوٹ مار کی۔

☆ آپ کیسے وضاحت کریں گے کہ راجندر اول اور محمود غزنی کی پالیسیاں اس دور کے اثرات کا نتیجہ تھیں؟
ان دونوں بادشاہوں کے اقدامات کس طرح مختلف ہیں؟

وجے نگر دور کا شاہانہ طرز

شہر وجے نگر کو پورے جنوبی ہند کے صدر مقام کے طور پر وجے نگر کے حکمرانوں رائے برادران نے ترقی دی۔وہ چاہتے تھے کہ یہ شاہانہ طرز تعمیر کی جھلک شہر کی تمام اہم عمارتوں میں دکھائی دے۔

شکل-22.9 ہمپی میں ویروپکشا دیول

EPT TELANGANA

شکل۔22.10a پدما محل

شکل۔22.10b رانیوں کا حمام خانہ

انہوں نے عظیم مندر تعمیر کیئے۔ جو تامل ناڈو کے چولا اور پانڈیا حکمرانوں کے طرز پر تعمیر کیئے گئے۔ ان میں وروپاکشا، راماچندرا، کرشنا اور وٹھل سوامی مندر اہم ہیں۔ ان کے طرز تعمیر کی اہم خصوصیات ویماناس، اور گوپورموں کی تعمیر ہے۔ رایا برادران نے گوپورموں کی تعمیر و آرائش پر کافی توجہ دی۔ اور انکو اتنا بلند بنایا کہ اس سے قبل کسی نے نہیں بنایا تھا۔ ان کی پہلی منزل کو سخت پتھر کی چٹانوں سے بنایا جاتا تھا اور بقیہ تمام منزلیں اینٹوں اور چونے سے تعمیر کی جاتی تھیں۔ ان بلند و بالا گوپورموں سے راجاؤں کی شان و شوکت کا اظہار ہوتا تھا کہ کس طرح بادشاہوں نے تمام وسائل، تکنیکی مہارت کو استعمال میں لایا جو ان مندروں کی تعمیر کے لئے نہایت ضروری اور لازمی تھیں۔ اس کے علاوہ کافی فاصلے سے بھی اس جگہ مندر کی موجودگی کا پتہ چل جاتا تھا۔ ان مندروں میں منڈپ، ستونوں کی مدد سے بنی طویل راہداریاں بھی پائی جاتی تھیں۔ جو مندروں کے اطراف بنی ہوتی تھیں۔ آیئے اب وروپاکشا مندر کا جائزہ لیتے ہیں۔

وروپاکشا مندر کو کئی صدیوں پہلے تعمیر کیا گیا تاہم وہاں موجود کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں پہلی مورتی نویں صدی عیسوی میں نصب کی گئی۔ وجئے نگر سلطنت کے قیام کے بعد اس میں توسیع کی گئی۔ مندر کے مرکزی حصے کے روبرو موجود ہال کو کرشنا دیورائے نے اپنی تخت نشینی کی یاد میں بنوایا۔ اس ہال میں خوبصورتی سے تراشے گئے ستون ہیں۔ کرشنا دیورائے نے مشرقی حصے میں موجود گوپورم کی تعمیر بھی کروائی۔ ان زائد تعمیرات کی وجہ سے مندر کی مرکزی عمارت کا رقبہ چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔

مندر میں واقع وسیع و عریض ہالوں کو مختلف مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ بعض ہالوں میں دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں رکھ کر رقص و موسیقی اور ڈرامے کے پروگرام منعقد کئے جاتے تھے۔ دیگر ہالوں کو دیوتاؤں کے بیاہ رچانے کے لئے مختص رکھا جاتا تھا۔

وجئے نگر کے حکمرانوں نے ان مندروں کو ٹامل طرز تعمیر پر بنوایا مگر انہوں نے ان کے علاوہ کئی غیر مذہبی شاہی عمارات بھی تعمیر کروائی جن میں سلطنت دہلی کا طرز جھلکتا ہے۔ مشہور لوٹس محل (انگریز سیاح اسی نام سے پکارتے تھے) شاہی حرم کا حمام اور فیل خانے وغیرہ اس طرز تعمیر کی مثالیں ہیں۔ آپ ان عمارتوں میں گنبدوں اور کمانوں کا استعمال دیکھ سکتے ہیں۔ ان پر چونے سے استر کاری کی گئی تھی اور انہیں پھولوں اور پرندوں کی تصویروں کے نقش و نگار سے سجایا گیا تھا۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ

SCERT TELANGANA

شاہی عمارتوں میں راجا اور اسکے افراد خاندان کیسی اعلیٰ ذوق کی زندگی بسر کرتے تھے ہونگے۔ البتہ یہ تمام عمارتیں سلطنت دہلی کی عمارتوں کی ہو بہو نقل نہیں ہیں بلکہ ان میں جنوبی ہند کے مندروں کے طرز تعمیر کے ساتھ کمانوں اور گنبدوں کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔اس کی زندہ مثال لوٹس محل ہے۔

شکل 22.10c فیل خانہ ہاتھیوں کا ٹھکانہ

جو شاید راجا کے اہم اجلاسات منعقد کرنے کا مقام تھا۔

وجے نگر کی ایک اور اہم یادگار مہانومی دبا (Mahanavmi dibba) ہے۔جو ایک بلند و بالا شہ نشین (Platform) ہے جسکی بلندی 55 فیٹ ہے اور رقبہ 11000 فیٹ ہے۔گذشتہ دو سو سال کے عرصے میں اسکی اونچائی کو تین مرتبہ بڑھایا گیا۔اس شہ نشین کی دیواروں پر مختلف قسم کے نقش و نگار کندہ ہیں۔اس کے اوپر کوئی مکمل عمارت نہیں ہے۔بلکہ حسب موقع اس پر شامیانہ یا پنڈال نصب کیا جاتا تھا۔یہاں پر وجے نگر کے حکمران اپنی نوارا تری کی پوجا کرتے تھے۔اور دسہرا کے موقع پر دربار منعقد کرتے تھے جس میں تمام باجگذار سردار، نایا کاس، اور عہدیدار بادشاہ کو نذرانے پیش کرتے تھے۔اس دربار میں دوسری سلطنتوں کے سفیر اور یوروپی سفیر بھی شرکت کرتے تھے۔

☆ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وسیع ریاست کے شہنشاہ مختلف طرز تعمیر کی عمارتیں کیوں استعمال کرتے تھے؟

باغات، مقبرے اور قلعے:

مغلیہ دور میں فن تعمیر نے بہت ترقی کی۔مغل شہنشاہ خود ادب، موسیقی اور تعمیرات کے شوقین تھے۔بابر نے اپنی آپ بیتی میں تحریر کیا ہے کہ اسے روایتی باغات کی تعمیر سے بہت دلچسپی ہے۔یہ باغ مستطیلی شکل کے ہوتے تھے جن کے اطراف چار دیواری تعمیر کی جاتی تھی۔اس باغ کو درمیان سے چار مساوی حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے پانی کی نہریں تعمیر کی جاتی تھیں۔

چونکہ یہ باغ چار مساوی حصوں میں بٹے ہوئے ہوتے تھے اس لئے ان کو چہار باغ کہا جاتا تھا۔ایسے کئی چہار باغات کو اکبر، جہانگیر اور شاہ جہاں کے دور میں کشمیر، آگرہ اور دہلی میں تعمیر کروایا گیا۔(شکل۔22.11 دیکھئے)

اکبر کے دور میں کئی نئی عمارتیں تعمیر کروائی گئیں۔اس کے دور میں تعمیر کردہ مقبرے وسطی ایشیاء کے قدیم بادشاہ تیمور کے دور کے مقبروں سے مشابہ ہیں۔مغل دور کے تعمیرات کی نمایاں خصوصیات

شکل 22.10d مہانومی دِبّا

SCERT TELANGANA

مرکزی گنبد اور بلند و بالا باب الداخلہ ہیں۔ جسے پہلی مرتبہ ہمایوں کے مقبرے میں تعمیر کیا گیا۔ یہ مقبرہ ایک وسیع وعریض چہار باغ کے درمیان واقع ہے۔ اور ''آٹھ جنتیں'' یا ہشت بہشت کہلاتا ہے۔ کیونکہ مقبرے کے مرکزی ہال کے اطراف آٹھ کمرے تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس عمارت کی تعمیر سرخ پتھروں سے کی گئی اور کناروں پر سفید سنگ مرمر کا استعمال کیا گیا۔

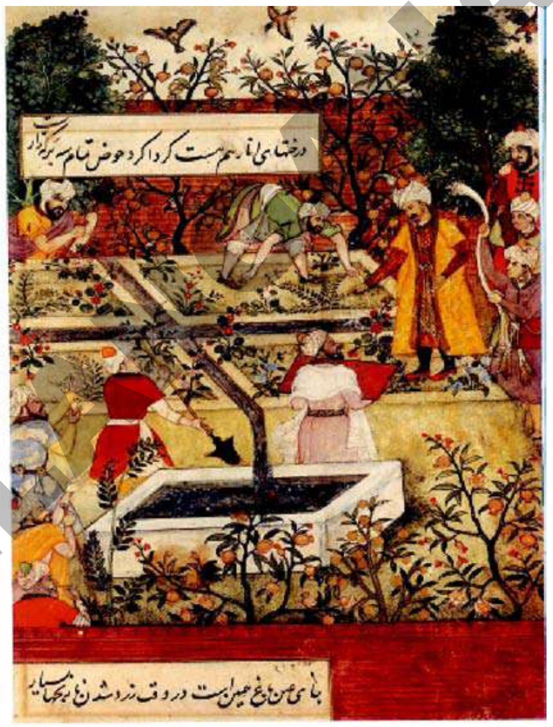

شکل۔22.11۔ بابر کی تصویر۔ کابل میں چار باغ کا کام کرتے ہوئے مزدوروں کی نگرانی، راستہ پر حسین نالے بنائے گئے ہیں اس سے چار باغ کے منصوبے کے قد وخال کا پتہ چلتا ہے

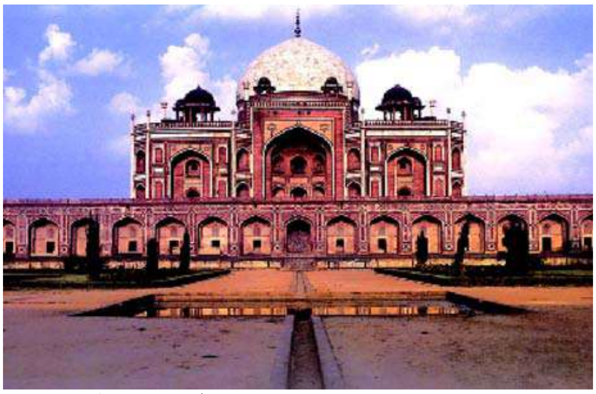

شکل۔22.12۔ ہمایوں کا مقبرہ۔ کیا آپ پانی کی نہروں کو دیکھ سکتے ہیں۔

شاہ جہاں کے دور حکومت میں فن تعمیر کے مختلف عناصر کے امتزاج کو اپناتے ہوئے ایک نئی طرز تعمیر کو شروع کیا گیا۔ اس دور میں کئی عمارات تعمیر کی گئیں۔ خصوصاً دہلی اور آگرہ میں۔ دیوان عام اور دیوان خاص نامی شاہی درباروں کو منصوبہ بند طریقے سے تعمیر کیا گیا۔ ان درباروں کو چہل ستون بھی کہا جاتا ہے جو ایک وسیع احاطے میں تعمیر کئے گئے ہیں۔

شاہ جہاں کے شاہی دربار مساجد سے مشابہ نظر آتے ہیں۔ وہ شہ نشین جہاں بادشاہ کا تخت رکھا جاتا تھا ''قبلہ'' سمجھا جاتا تھا۔ جسطرح عبادات کے موقع پر مسلمان اپنا رخ قبلے کی طرف کرتے ہیں ایسے ہی دربار کے انعقاد کے وقت تخت کی طرف درباریوں کا رخ ہونا لازمی تھا۔ ان تعمیری خصوصیات سے شاید یہ ظاہر کرنا بھی مقصود ہوگا کہ بادشاہ زمین پر خدا کا نائب ہوتا ہے۔

شاہ جہاں کا تعمیر کردہ دہلی کا لال قلعہ بھی ایک اہم ترین عمارت ہے۔ جو عدل شاہی اور حکومت اور اقتدار کے مرکز کی علامت نظر آتا ہے۔ تخت شاہی کے عقب میں بالکنی میں مذہبی تصاویر، یونانی دیوتا آرفیس کی گٹار بجاتے ہوئے تصویر کندہ کی گئی ہے۔ آرفیس کے بارے میں لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ آرفیس کی موسیقی سے جنگلی جانور بھی آپسی دشمنی کو بھول کر امن وامان کے ساتھ مل جل کر رہتے تھے۔ شاہ جہاں کی جانب سے تعمیر کردہ

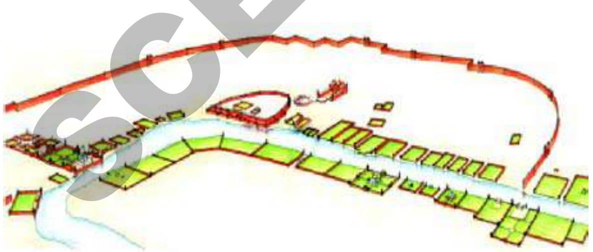

شکل 22.13 آگرہ میں دریا کی جانب بنایا گیا چہار باغ، ممتاز شخصیتوں کے باغات اور محلات دریائے جمنا کے کنارے پر۔ جس کے بائیں جانب تاج محل واقع ہے۔

شاہ جہاں نے اپنا نیا صدر مقام دہلی کے قریب شاہجہان آباد کے نام سے بسایا۔ یہاں بھی شاہی محل کو دریا کے رخ پر بنایا گیا۔ شاہی محل میں مخصوص افراد کی قیام گاہیں دریا کے رخ پر ہوتی تھیں مثلاً شاہ جہاں کے بڑے بیٹے دارا شکوہ کی قیامگاہ۔ دیگر افراد کو دریائے جمنا سے دور شہر میں اپنے مکانات تعمیر کروانا پڑتا تھا۔

☆ فرض کیجئے کہ آپ ایک معمار ہیں اور زمین سے 50 میٹر بلند پلیٹ فارم پر کھڑے ہیں جو بمبو اور رسی کی مدد سے بنایا گیا ہے۔ آپ کو قطب مینار کی پہلی منزل کی بالکونی کے نیچے ایک کتبہ لگانا ہے۔ بتلائیے کہ آپ اسے کیسے لگائیں گے؟

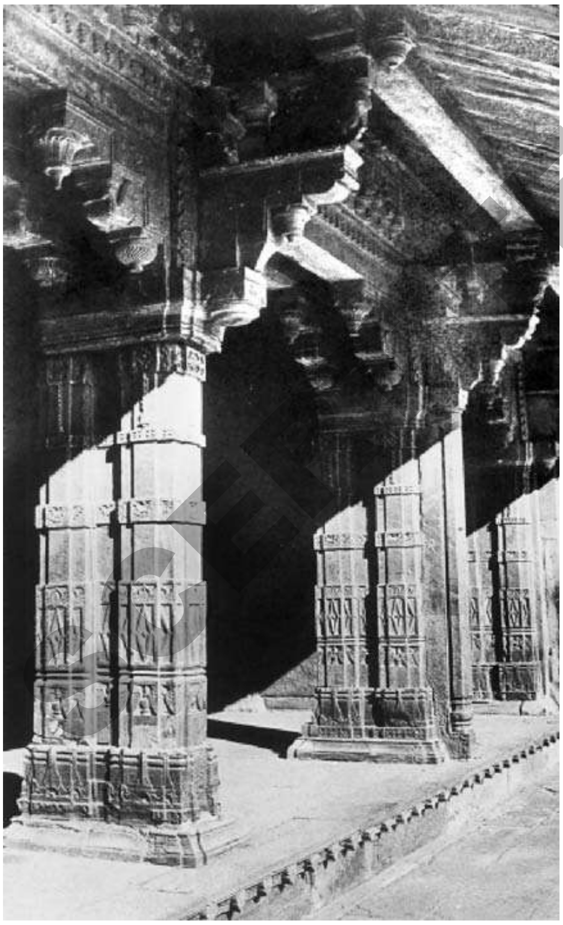

شکل 22.15 جودھابائی کے محل میں منقش ستونوں کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس میں گجراتی علاقے کی تعمیری روایات کی جھلک پائی جاتی ہے۔ فتح پور سکری، آگرہ

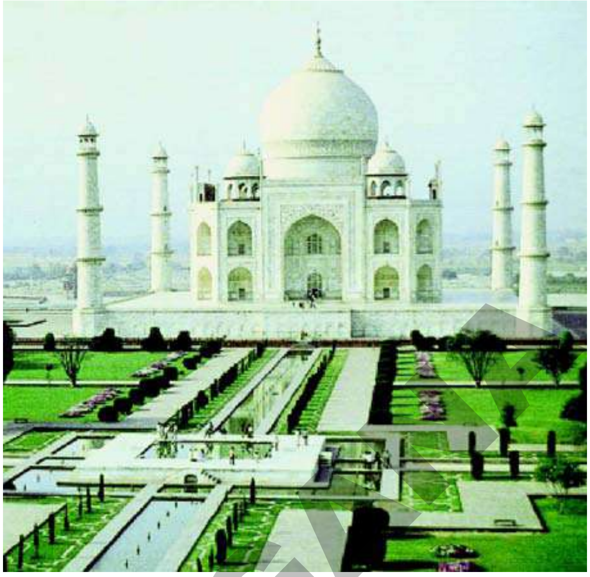

شکل 22.14۔ تاج محل - آگرہ

دربار سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ عدل شاہی کے مطابق امیر وغریب سب یکساں ہیں اور سب کو مل جل کر امن وامان کے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

شاہ جہاں کے دور کے ابتدائی حصے میں ملک کا صدر مقام آگرہ تھا۔ جہاں امراء حکومت نے دریائے جمنا کے کنارے اپنے عالیشان مکانات تعمیر کروائے۔ ان کو چہار باغ کی طرز پر بنایا گیا تھا یعنی عمارت کے اطراف باغ لگائے جاتے تھے۔ لیکن چہار باغات اور آگرہ کی ان عمارتوں میں فرق یہ تھا کہ عمارت باغ کے بیچوں بیچ تعمیر کرنے کے بجائے عمارت کے احاطے میں دریا کے قریبی رخ کی جانب تعمیر کی جاتی تھی۔ انہیں مورخین نے River-front garden کا نام دیا ہے۔

شاہ جہاں نے اپنے دور کی شہرۂ آفاق تعمیر تاج محل کی تعمیر بھی اسی River front garden کے طرز پر کروائی۔ یہ عمارت دریائے جمنا کے کنارے ایک بلند چبوترے پر سفید سنگ مرمر سے بنائی گئی ہے۔ اسکے جنوبی حصے میں باغ موجود ہے۔

اسی عرصہ میں مغلیہ حکمرانوں کی طرح گولکنڈہ (حیدرآباد) کے حکمران بھی وسیع تعمیراتی سرگرمیوں میں مصروف تھے۔ جس میں حسین ساگر جھیل، گولکنڈہ قلعہ، کئی فواروں اور نہروں پر مشتمل باغات اور گنبدان شاہی شامل ہیں۔ ان ہی کے دور حکومت میں مشہور عمارتیں چار مینار اور مکہ مسجد تعمیر کی گئیں۔ انہوں نے ایرانی' مغلیہ اور دکنی طرز تعمیر کے امزاج کو اپنایا۔

شکل 22.16a: حیات بخش بیگم کا مقبرہ

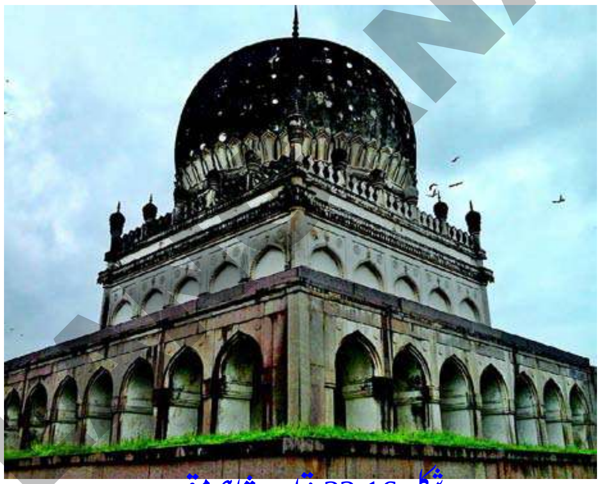

شکل 22.16: قطب شاہی مقبرہ

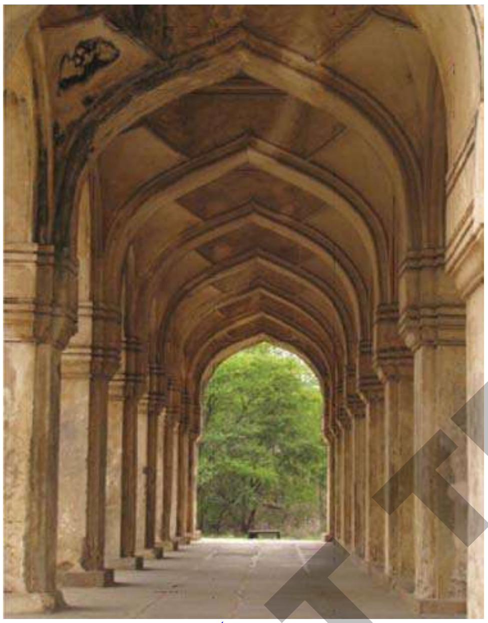

شکل 22.16b: قطب شاہی گنبداں کے محرابی راستے

کلیدی الفاظ:

1. کتبے
2. یادگار عمارات
3. سلطنت
4. فن تعمیر
5. تاج پوشی کی رسم

اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے

1- ''ٹرابیٹ'' طرز تعمیر کس طرح ''آرکیویٹ'' طرز تعمیر سے مختلف ہے؟

2- شکھرم سے کیا مراد ہے؟

3- مغلیہ دور کے چہار باغ کی اہم خصوصیات کیا ہیں؟

4- منادر کے ذریعے بادشاہوں کی عظمت کا حال کیسے معلوم ہوتا ہے؟

5- صفحہ نمبر 198 کے دوسرے پیرا گراف کا مطالعہ کیجیے اور اس پر تبصرہ کیجیے

6- کیا آپ کے شہر یا گاؤں میں کسی عظیم آدمی کا یادگار مجسمہ یا اس سے معنون کوئی عمارت ہے؟ اس کو کس مقصد سے بنایا گیا؟

7- اپنے علاقے میں کسی پارک یا باغ کا دورہ کیجیے اور بتلایئے کہ یہ باغات کس طرح مغلیہ دور کے باغات سے مماثلت رکھتے ہیں یا مختلف ہیں؟

8- ہندوستان کے نقشہ میں ذیل کی نشاندہی کیجیے۔

1) دہلی 2) آگرہ 3) امرتسر 4) تنجاور 5) ہمپی 6) دریائے جمنا

SCERT TELANGANA

تعلیمی معیارات

طلبا کو وقت دینا چاہیے کہ وہ سبق میں دیئے گئے متن کو سمجھ کر اخذ کر سکیں۔ متن کے سیاق وسباق میں سوالات مفید ہوتے ہیں۔ یہ سوالات مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں جیسے تعقل پسندی، سبب اور نتیجہ، ذہن کو پڑھنا، صحیح ٹھہرانا، تصور کو اخذ کرنا، مشاہدہ، تجربہ، غور وفکر، تخیل، عکاسی، ترجمانی وغیرہ کا احاطہ کرتے ہیں۔ ہر سبق میں مثالوں اور کلیدی الفاظ کے ساتھ بنیادی تصورات کو ذیلی تصورات سے بحث کی گئی ہے۔

1. تصورات کی تفہیم (AS1)

تلاش وجستجو، بحث ومباحثہ، موضوعاتی مطالعہ، ترجمانی، مشاہدہ وغیرہ کے ذریعہ سے بنیادی تصورات کو سمجھنے کی صلاحیتیں فروغ دی جاتی ہیں۔

2. دیئے گئے متن کا مطالعہ، فہم حاصل کر کے اظہار کرنا (AS2)

اکثر و بیشتر دہقانوں، کارخانہ کے مزدروں کے متعلق موضوعاتی مطالعہ کیا جاتا ہے یا سبق میں دی گئی وہ تصویریں جن سے تصور کی براہ راست وضاحت نہیں ہوتی۔ اس لیے بچے مرکزی خیالات کو اخذ کر کے تصویروں وغیرہ کی ترجمانی کر سکیں۔

3. معلوماتی مہارتیں (AS3)

نصابی کتابیں ہی سماجی علم کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ مثال کے طور پر شہری علاقوں میں رہنے والے بچے اپنے منتخبہ نمائندوں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ دیہی علاقوں میں رہنے والے طلبا اُن کے علاقے میں موجود آبپاشی کے طریقے، پانی کے ٹینکوں کی سہولت کے بارے میں معلومات اکٹھا کر سکتے ہیں۔ یہ معلومات نصابی کتابوں سے میل نہیں کھاتیں۔ اُس کی وضاحت کرنی پڑتی ہے۔ منصوبوں کے ذریعہ معلومات فراہم کرنا بھی ایک اہم صلاحیت ہے۔ مثال کے طور پر اگر وہ ایک تالاب کے بارے میں معلومات جمع کرتے ہیں تو لکھنے کے مواد کے ساتھ تصویریں یا نقشہ بھی بنانا چاہیے۔ وہ جمع کی گئی معلومات کو تصویروں، اشتہاروں کے ذریعے بھی پیش کر سکتے ہیں۔ معلومات کی صلاحیتوں میں معلومات حصول، جدول، دستاویزات، ریکارڈ مرتب کرنا اور اس کا تجزیہ شامل ہے۔

4. ہم عصر موضوعات پر ردعمل/سوالات کرنا (AS4)

طلبا کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے کہ وہ اپنے موجودہ حالات کا تقابل مختلف علاقوں یا مختلف ادوار کے باشندوں سے کریں۔ اس تقابلی جائزہ میں اُٹھے ہوئے سوالات کا کوئی ایک جواب نہیں ہو سکتا۔ بعض وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا جواز معلوماتی اور وضاحتی انداز میں کیا جائے۔

5. نقشہ جاتی مہارتیں (AS5)

نصابی کتاب میں مختلف قسم کے نقشے اور تصویریں پیش کی گئی ہیں۔ نقشوں سے متعلق صلاحیت کو فروغ دینا، مقامات کی صحیح پیش کشی اہم بات ہے۔ اس صلاحیت کے فروغ کے کئی مراحل ہیں۔ اپنی جماعت کا نقشہ اتارنا اُس نقشے میں پیش کی گئی بلندی اور فاصلہ کو سمجھنا۔ کتاب میں تصویریں، اشتہارات پیش کیے گئے ہیں۔ ان تصویروں کو تعلق متن سے ہوتا ہے اور وہ صرف بصری اثر کی خاطر نہیں ہوتیں۔ بعض دفع عنوان تحریر کیجیے یا اُن تصویروں کو دیکھیے جن میں سرگرمیاں بھی ہوتی ہیں۔ اُن کا تعلق فن تعمیر وغیرہ سے ہوتا ہے۔

6. توصیف/تعریف/حساسیت (AS6)

ہمارا ملک زبان، ثقافت، ذات پات، مذہب، جنس وغیرہ کے اعتبار سے تکثیریت کا حامل ہے۔ سماجی علم میں انہیں کے متعلق مختلف پہلوؤں پر غور نہیں کیا جاتا۔ طلبا کو اختلافات کے تعلق سے حساس رہنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

SCERT TELANGANA

ضمیمہ

ان زائد معلومات اور نقشوں کا استعمال حسب ضرورت کریں

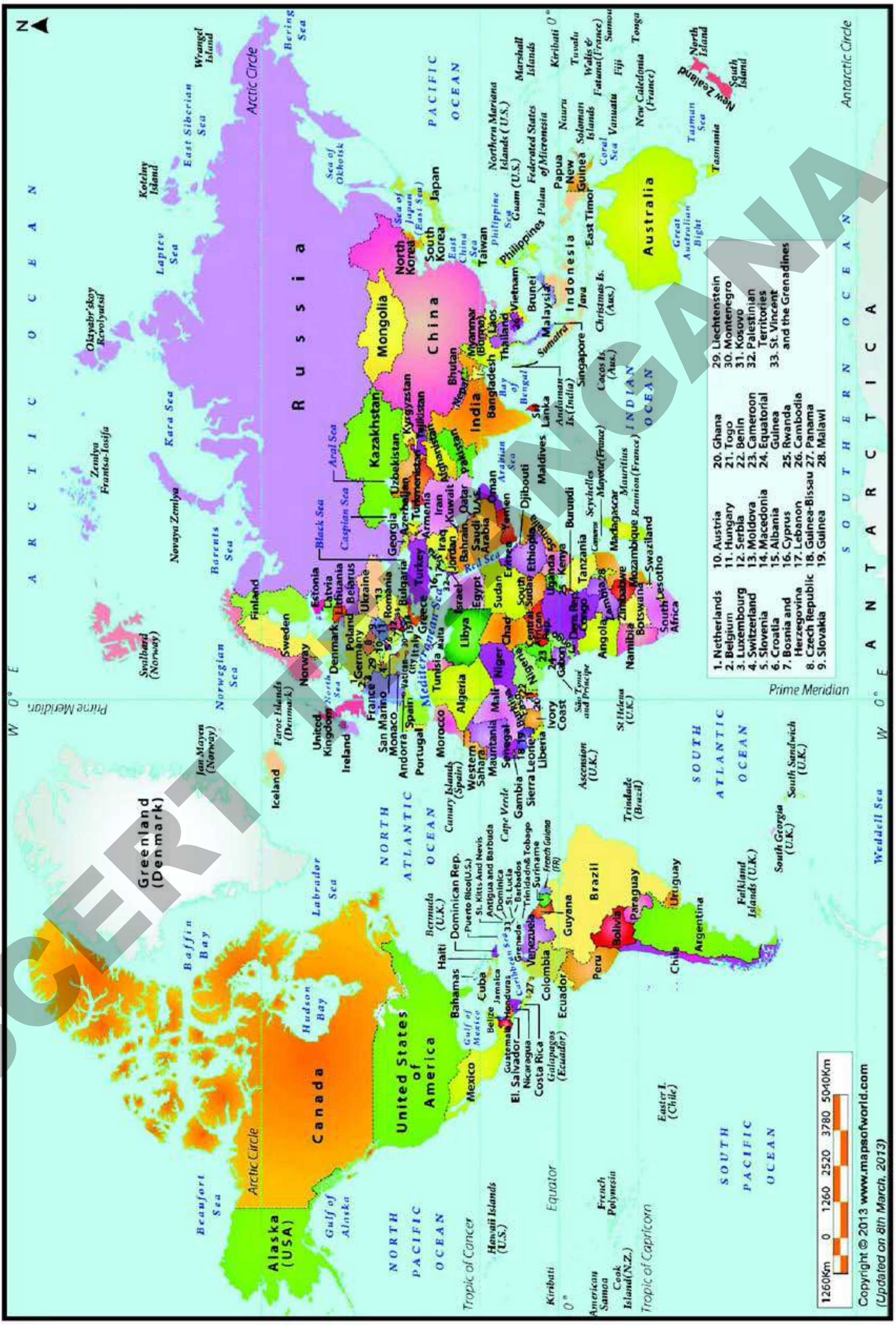

دنیا کا سیاسی نقشہ

SCERT TELANGANA

ہندوستان کا طبعی نقشہ

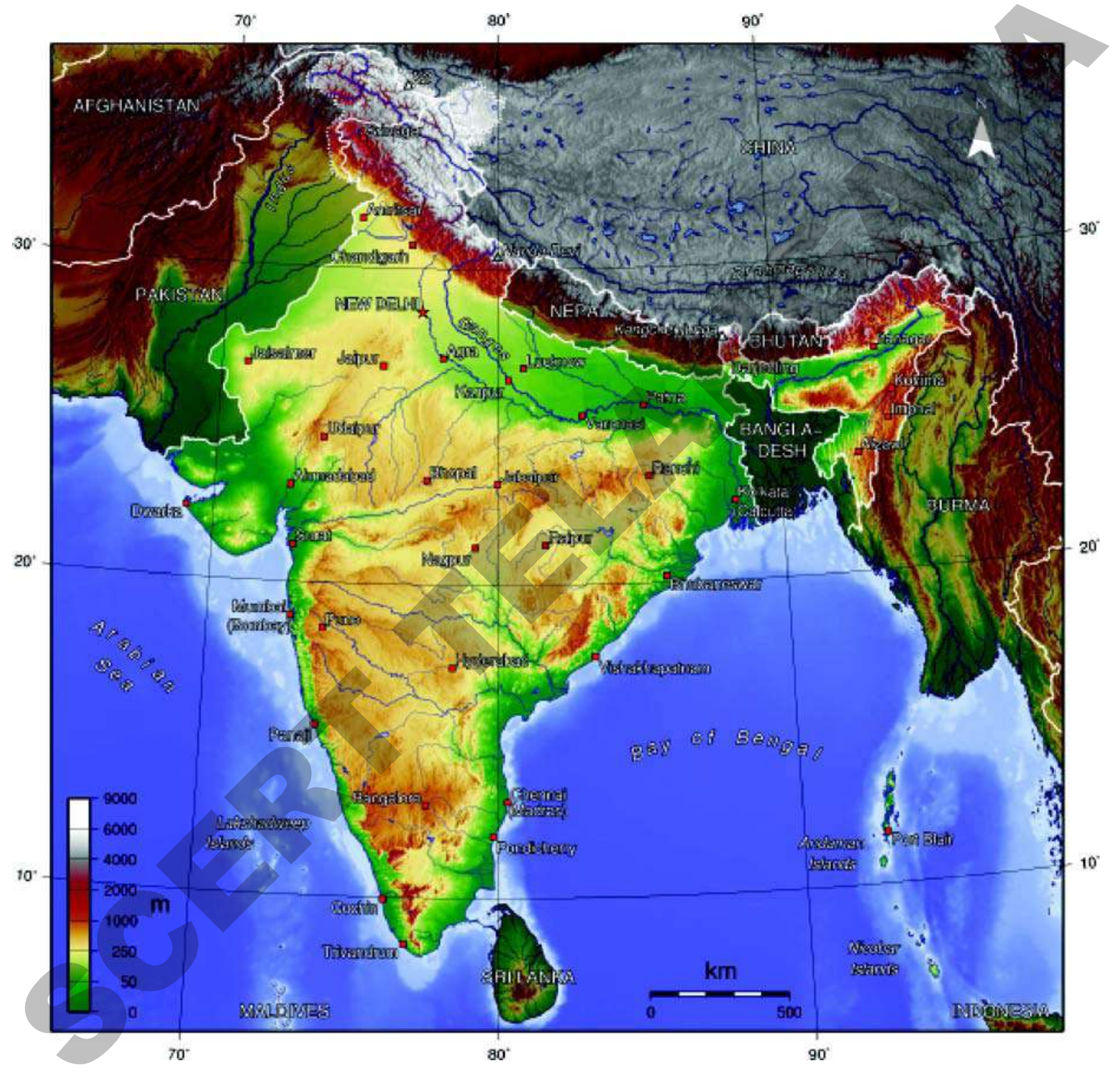

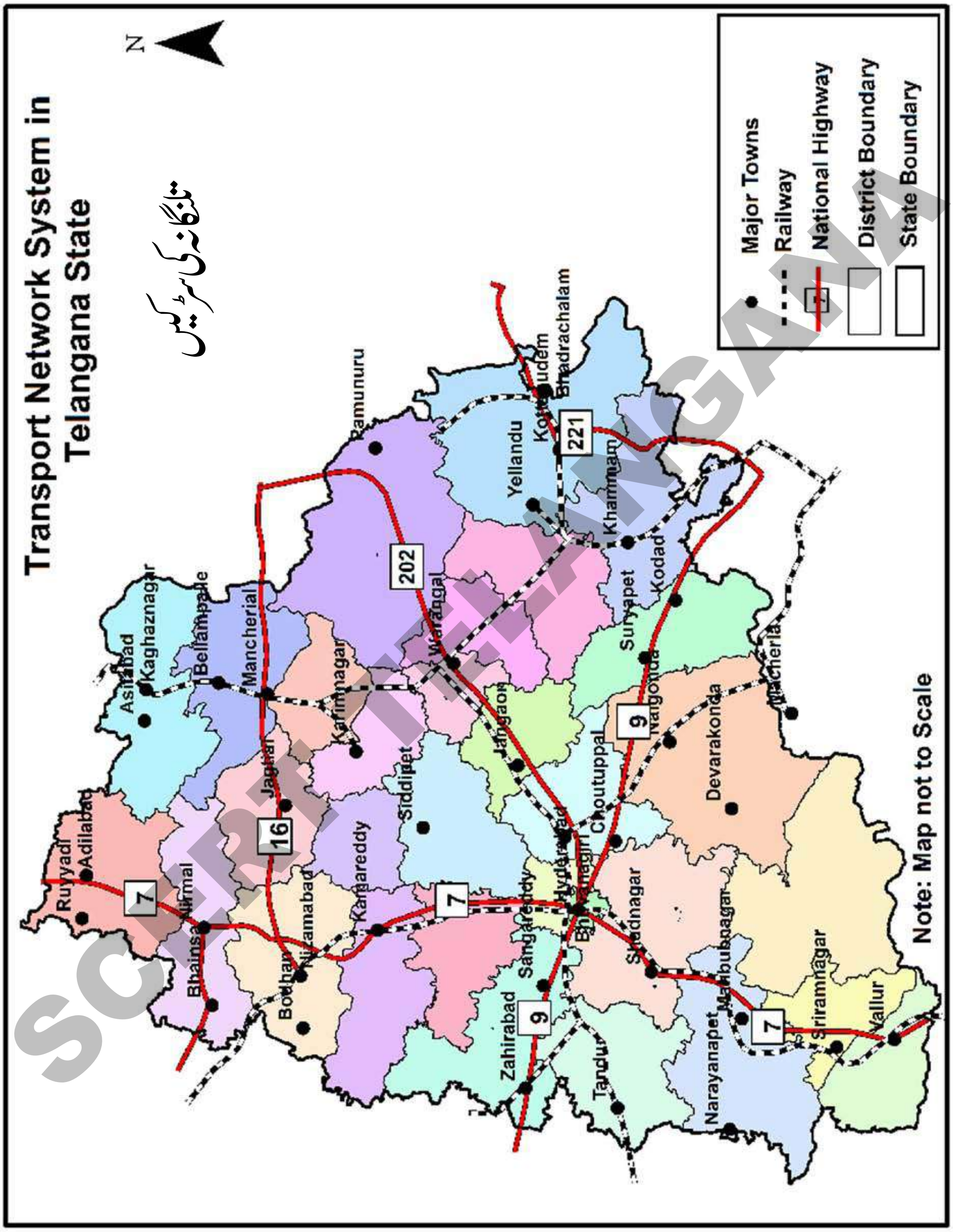

SCERT TELANGANA

World Outline Map

SCERT TELANGANA

تلنگانہ کا سیاسی نقشہ

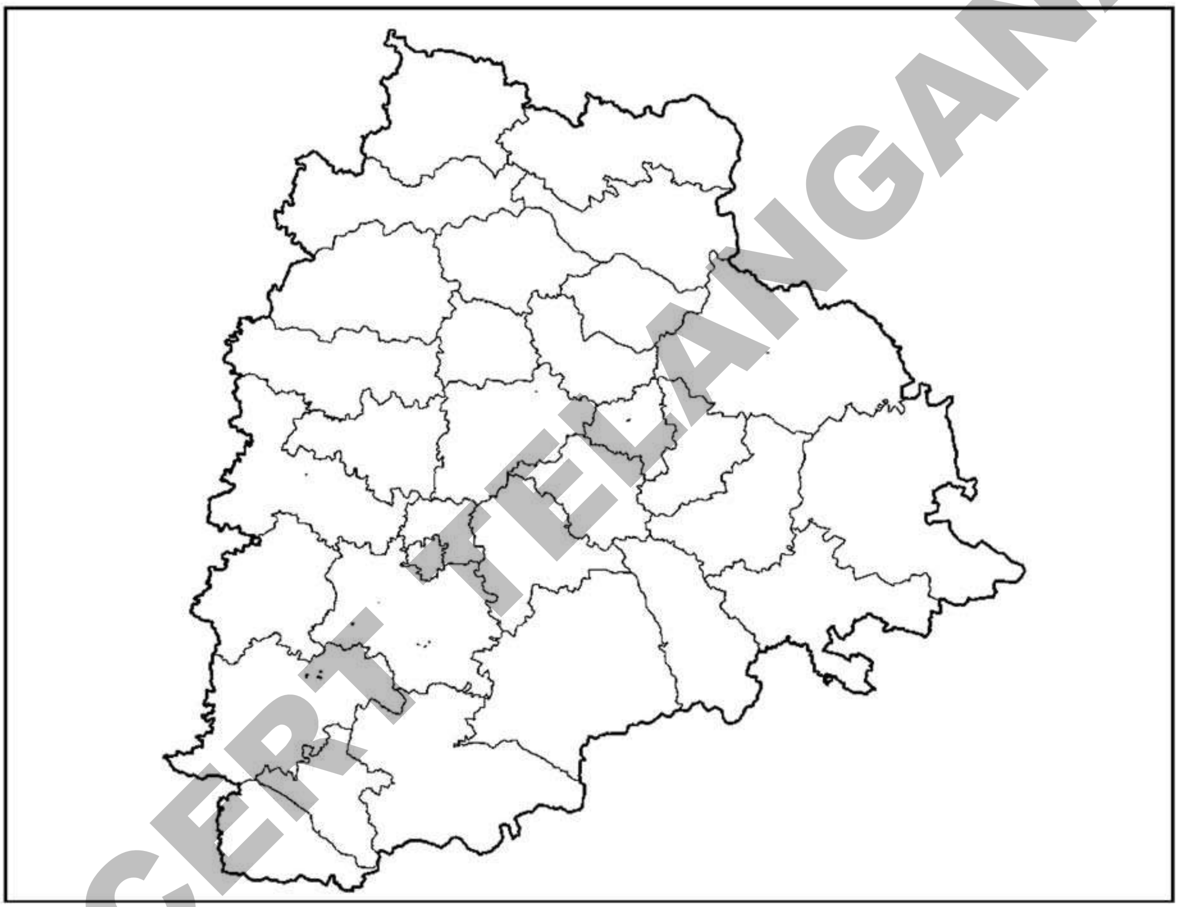

SCERT TELANGANA

Telangana State Symbols

Sl. No.	State Symbol	Common Name	Telugu Name
1.	State Animal	Spotted Deer	Jinka
2.	State Bird	Indian Roller	Pala Pitta
3.	State Tree	Jammi Chettu	Jammi
4.	State Flower	Tangedu	Tangedu

State Animal

State Bird

State Tree

State Flower

State Logo

National Symbols of India

National Flag : Designed by Sri Pingali Venkaiah

National Symbol : Lion Capital - Adopted from the Emperor Asoka's dharma stupa established at Saranath.

National Tree : Banyan tree

National Flower : Lotus

National Language : Hindi

National Fruit : Mango

National River : Ganges

National Animal : Royal Bengal Tiger

National Anthem : Written by Sri Ravindranath Tagore.

Jana gana mana..

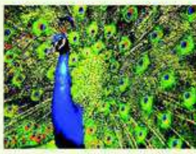

National Bird : Peacock

National Song : Vande Mataram Written by Sri Bamkim Chandra Chaterji

National Aquatic Animal : Dolphin

National Calendar : Based on Shaka Samvatsara (Chaitra masam to Phalguna masam). We follow the Gregorian Calendar officially.

Indian National Calendar (Saka calendar)

S. No.	Month	Length	Start date (Gregorian calendar)	Ritu	Season
1	Chaitra	30/31	March 22	Vasanta	Spring
2	Vaishākh	31	April 21		
3	Jyaishtha	31	May 22	Grishma	Summer
4	Āshādha	31	June 22		
5	Shrāvana	31	July 23	Varsha	Monsoon
6	Bhādrapad	31	August 23		
7	Āshwin	30	September 23	Sharat	Autumn
8	Kārtik	30	October 23		
9	Agrahayana	30	November 22	Hemant	Winter
10	Paush	30	December 22		
11	Māgh	30	January 21	Sishira	Cold & dewy season
12	Phālgun	30	February 20		

National Heritage Animal : Elephant

Indian Standard Time (IST) : Based on 82 1/2 degrees East Longitude. Our local time is 5hrs.30min. ahead of Greenwich mean time(GMT).

SCERT TELANGANA

Timeline of Satavahana Kings

(230 B.C. - 225 A.D.)

Srimukha	271 B.C. - 248 B.C.
Krishna	248 B.C. - 230 B.C.
Satakarni - I	230 B.C. - 220 B.C.
Satakarni - II	184 B.C. - 128 B.C.
Hala	42 A.D. - 51 A.D.
Goutamiputra Satakarni	62 A.D. - 86 A.D.
Vasishtaputra Pulomavi	86 A.D. - 114 A.D.
Sivasri Satakarni	114 A.D. - 128 A.D.
Yagyasri Satakarni	128 A.D. - 157 A.D.

Timeline of Chola Kings

(900 A.D. - 1279 A.D.)

Vijayalaya	850 A.D. - 871 A.D.
Aditya Chola	871 A.D. - 905 A.D.
Parantaka - I	905 A.D. - 907 A.D.
Rajaraja - I	985 A.D. - 1016 A.D.
Rajaraja Chola	1016 A.D. - 1044 A.D.
Rajadhi Raja	1044 A.D. - 1052 A.D.
Veera Rajendra	1064 A.D. - 1069 A.D.
Kuluthonga Chola	1070 A.D. - 1121 A.D.
Rajaraja - II	1173 A.D. - 1178 A.D.
Kuluthonga Chola -III	1178 A.D. - 1219 A.D.
Rajendra - III	1256 A.D. - 1270 A.D.

Telangana Fact Sheet

- Telangana Area : 1,12,077 sq km
- Density : 307
- Latitude extent : 15°85' N - 19°91'N
- Longitudeval extent : 77°24' Eastern longitude
  81°30' Eastern longitude
- Country : India
- Region : South India
- Formed on : June 2nd, 2014
- Capital : Hyderabad
- No. of Districts : 31

(Adilabad, Komrambheem, Bhadradri, Jayashankar, Jogulamba, Hyderabad, Jagitial, Janagaon, Kama Reddy, Karimnagar, Khammam, Mahabubabad, Mahabubnagar, Manchiryal, Medak, Medchal, Nalgonda, Nagarkarnool, Nirmal, Nizamabad, Ranga Reddy, Peddapalli, Rajanna, Sanga Reddy, Siddipet, Suryapet, Vikarabad, Wanaparthy, Warangal Urban, Warangal Rural, Yadadri.)

- Official Languages : Telugu, Urdu
- No.of Assembly seats : 119
- No.of Council seats : 40
- No.of Lok sabha seats : 17
- No.of Rajya sabha seats : 7
- Important Rivers : Godavari, Krishna, Manjira, Musi
- No. of Zilla Praja Parishats : 9
- No. of Mandal Praja Parishats : 443
- No. of Municipal Corporations : 6
- No. of Municipalities : 38
- No. of Revenue Mandals : 464
- No. of Gram Panchayats : 8778
- Total Population (as per 2011 census) : 351.94 Lakhs
- No. of Males : 177.04 Lakhs
- No. of Females : 174.90 Lakhs
- Sex Ratio (No. of Females per 1000 Males) : 988
- Density of Population (per Sq.k.m.) : 307
- Literacy Rate : 66.46%
- Male Literacy Rate : 74.95%
- Female Literacy Rate : 57.92%

SCERT TELANGANA

متوقع اکتسابی نتائج

متعلم......

- آفات سماوی جیسے سیلاب کی وجوہات اور احتیاطی تدابیر کو بیان کرتے ہیں۔
- مغل، کاکتیہ اور وجیانگر کے بادشاہوں کی حکمت عملی، انتظام سلطنت، اور فوج کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔
- مساجد، منادر اور مقبروں کی طرز تعمیر اور ٹکنالوجی میں امتیازی ترقی کی وضاحت کرتے ہیں۔
- مختلف مذہبی تحریکوں کے شروعات کی وجوہات کا تجزیہ کرتے ہیں۔
- ریاستی نقشہ میں اپنے حلقہ اسمبلی کی نشاندہی کرتے ہیں۔
- نقشوں کی درجہ بندی اور ان کے استعمالات کو بیان کرتے ہیں۔
- پہاڑی علاقوں اور نچلے زمینی خطوں میں رہنے والے لوگوں کی زندگی کے فرق کو ظاہر کرنے والا جدول تیار کرتے ہیں
- آبی دور کو بیان کرتے ہیں۔
- مچھیروں کی طرز زندگی کی وضاحت کرتے ہیں۔
- یورپی دریاؤں کے بارے میں معلومات اکٹھا کر کے ایک جدول تیار کرتے ہیں۔
- افریقہ کے نقشہ میں افریقی ریگستان کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کی وضاحت کرتے ہیں۔
- بچہ مزدوری نظام پر ورقیہ تیار کرتے ہیں۔
- صنعتیانے سے پیداوار میں آنے والی تبدیلی کا تجزیہ کرتے ہیں۔
- 1857 کے انقلاب کی وجوہات کا تجزیہ کرتے ہیں۔
- اسمبلی میں قانون سازی کے مراحل بیان کرتے ہیں۔
- اینٹ کی بھٹیوں پر کام کرنے والے مزدوروں کے حالات بیان کرتے ہیں۔
- منادر کو ڈھانے کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

SCERT TELANGANA